بیمن خلاق عشق انس و جان حسن آفرین معشوقان جہان

حسن

مطبوع الطبائع منشی نولکشور کے مطبع میں طبع ہو کر مقبول عاشقان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداے ثناے پاک پروردگار وادی دشوار گذار ہے اس عرصۂ ناپیداکنار کی حد ہے نہ اس دریاے ذخار کا کنار ہے طاقت بشری قدرت انسانی سے باہر ہے زبان آلودۂ خطا و لغزش اس بیان مین سراسر قاصر ہے ہر چند آدم خاکی نژاد نے اسرار و رموز اسما و صفات الٰہیہ کی شناخت تک کھوج لگایا مگر کسی وجہ سے سررشتۂ شناسائی ذات مقدس ہاتھہ نہ آیا پس لازم ہے کہ ماعرفناک حق معرفتک کہکر چھوڑ دیجیے زیادہ حوصلہ نہ کیجیے اور نعت جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات شفیع المذنبین ممدوح رب العالمین حضرت احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہ باعث ایجاد کونین محبوب رب المشرقین والمغربین المخاطب بخطاب ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہین ہماری ناطقۂ بیدستگاہ سے کیونکر بیان ہو جبکہ خود خداے جہان آفرین اوسکا ثنا خوان ہو **نظم** محمد باعث ایجاد کل محبوب سبحانی + کہ فخر عیسی گردون نشین ہو جسکی دربانی براق برق تاز اوسکا شب معراج وہان اپونہچا + جہان لی جسم ہی نی روح جز آثار نورانی + شناسا ہو سکے کب مرتبے سے ایسی داور کے + خیال فلسفی و ہندسی و وہم انسانی + اللہم صل علی محمد النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واہلبیتہ اجمعین بعد اسکے بندۂ ناچیز زیانکار نقصان عیب و شین سید فخر الدین حسین المتخلص بسخن ابن سید جلال الدین حسین المعروف بہ حضرت صاحب ابن سید [illegible] الدین احمد المدعو بسید فقیر صاحب خلف الصدق حضرت شاہ خواجہ حسین المودودی الکمہاری چشتی قدس اللہ اسرارہم اس ہنگام مین کہ اردو زبانکا رواج ہے اکثر کتب علمیہ اور تواریخ کے مطالب سے اوسکا امتزاج ہے بمقتضاے طبع آزمائی اور تقاضاے دلکشائی بتکلیف بعضے اصدقا و تحریک احباے دستانسرا ایک حکایت لطیف عشق و عاشقی

تحریر پر مائل ہوا امید آنکہ فیاض سے اوسکے حسن اختتام کا سائل ہوا اگر سخنوران سخن کی نظر مین قبول ہو ثمرۂ باغبانی بہارستان سخن زیب دامن وصول ہو خاتمہ کتاب میں احوال تصریح کی اپنا کہ ابتدای عمر مین اسد اللہ خان غالب سخنور بعدیل و نظیر کی خدمت مین مستفیض رہکر نظم و نثر پارسی اور اشعار اردو کا شوق بہم پہونچایا اور عم والا تبار ممدوح برنا و پیر حضرت جناب خواجہ محمد بشیر صاحب عموی حقیقی اپنے سے اس فن مین استفادہ کیا بیان کرونگا اب قصیدۂ مدحیہ کو جو حضرت پیر و مرشد ہادی برحق اعلے اللہ تعالی شانہ کی مدح مین لکھا ہے تیمناً عنوان اس کتاب کا قرار دیکر داستان خیال آرا کو شروع کرتا ہے توفیق الہی دمساز ہو تا آغاز کتاب بحسن انجام دلنواز ہو واللہ الموفق والمعین +

قصیدۂ مصنف در مدح حضرت پیر و مرشد برحق ہادی مطلق شمس الضحی بدر الدجی نور الہدی کہف الوری حضرت جناب شاہ قیام اصدق صاحب چشتی اعلی اللہ تعالی شانہم و اعلی اللہ درجتہم و لازال شموس فیاضتہم مستنیرۃ

گیا جو ایک چمن مین [illegible] / دم سحر تھی وہ دلکش فضای دشت چمن
نہ نکہت گل و غنچہ سے لطف خلد ملا / کہ بلبل دل نالان پکار اوٹھی علا

[illegible] باغ بھی مگر ہم جلوۂ [illegible] / سمن کی [illegible]
نسیم ناز سے چلتی تھی ہر روش پہ دلا / بہار داغ دل لالہ ایاغ بکف

بغل مین سب کی تھا خوشبو شہانہ ایک جوڑا / کہ جسطرح کسی گلرو کا ہو رخ زیبا
چنبیلی اور گل شبو مثال سیم تنان / جو دیکھی شوخی حسینان بوستان کو وہان

ثمر تھے وہان کی درختون کے میوۂ جنت / شجر تھے اوس چمنستان کی ہمسر طوبا
بسان شاہد بدمست و شوخ بی پروا / صدای خندہ گل شور بلبل شیدا

اشرفی و گل صد برگ زرد مثل طلا / کھلی نہ شرم سے پھر چشم نرگس شہلا
بہار و سیر چمن بہا گئی جو انکھون مین / تو بیٹھے بیٹھے غزل یہہ لکھی قلم کو اوٹھا

غزل

غم فراق سے یہہ بچا [illegible] حال زار میرا / وہ نقش ہون کہ مٹا ہوا سی مین نگار [illegible]
کہ تجھکو دیکھہ سکے کوئی یار روئی لگا / وہ قطرہ ہون کہ اگر ہون فنا تو ہون دریا

مجھی سے کیا کہ مین اپنی وفا سے [illegible] / لبی ہین لعل سے جو ہین تمہاری لب کی
بلا ہے گردہ ستم پیشہ کر رہا ہے جفا / ہنر اجو جا ہوکر وہ ہوگئی یہہ ہے خطا

ہزارون خون کی دعوی ہین [illegible] / مین سمجھتا ہون ایسی لیجیے ایک [illegible]
ہوئی ہین کشتہ میری آرزوئین دلکی [illegible] / خرید لے تو اسے جنس دلکا ہو سودا

غزل لکھی تھی یہان تک کہ سمت [illegible] / کہ ای اسیر بلا نقش بوریای الم
صدای عمدہ دیا کرہ اک ہوئی پیدا / غریق لجۂ غم مبتلای حرص و ہوا

ستم رسیدۂ گردون جو ہے ترا دشمن / فریب خوردۂ دنیا کہ جسکا ہے شیدا
کسی صنم کی جوانی کھیلون [illegible] / جمال یار سے آیا جو عشق کبھی مجھکو

تو ٹیڑہ کی دم کرون [illegible] / گلاب باغ جنان لا کی حورون کی [illegible]
چھوڑا آیا مجھسے میرا یار کس بہانہ سے / نشہ ہے خوب نگر نا کہیں ذرا دیکھو

تیرا یہہ طرز ستم آسمان پسند آیا / کدھر چلی ہوا دہر آ و میری جو لقا
مریض عشق کو جاتی ہے نوشدار کی / تمہاری ظلم سہین گی [illegible]

اوگال اپنی دہن کا دی میری عیسا / کہان سے لاؤ گی پیاری سخن [illegible]
جو مینی خوف سے گھبراکی دیکھا سوی فلک / قتیل خنجر ابروی مہوشان جہان

تو آئی پھر یہہ باواز خوب مجھکو ندا / فدای روی حسینان شہید ناز و ادا
تو کس خیال مین تھا ہے رات دن غافل / جہان ہے خواب ہے ہرگز نہیں اسکو بقا

ثبات ہستی ناپایدار ایکدم ہی	سوای ذات خدا اسکی واسطی ہی فنا
بورد کلمہ توحید مدح آقا مین	قصیدہ ایک نئی طور کا تو کر انشا
یہہ سنکی لایا قلم شاخ نخل طوبا سی	سواد مردمک چشم حور کر یک جا
بصدق دل تو یہہ کہ لا الہ الا اللہ	خموش کیا ہی کہ منہ مین نہین زبان گویا
مگر بچائیو اپنی تئین تو اون سب سی	کہ ہین جہان مین بہت دشمنان دوست نما
لکہا یہہ مطلع برجستہ مین نی از رہ شوق	کہ ہو قبول بدرگاہ سرور والا

مطلع

شہا ازل سی یہہ مرقوم ہی بکلک قضا	ترا خطاب حبیب خدا شہ والا
فلک جناب ہین مسکن بشر پیکر	ملک خصال پری وش جمیل و حور لقا
چراغ دودہ چشتی و قادریہ طریق	فقیہہ اکمل و شب زندہ دار پیر ہدا
وہ کون حضرت شاہ جہان قیام صدق	کہ جسکی زیر کف پا ہی جنت الماوا
میری بیان کے جو بوسہ میری دہن نے لئی	الہی نام یہہ کسکا زبان پر آیا
بہار باغ معانی ہین فیض اقدس سے	دکہا رہی ہی عجب لطف اپنی طبع رسا
ترا لعاب دہن خضر وار گر ہو نصیب	تو مجکو پہر نہ رہی آرزوی آب بقا
تیری جلال کی باعث تیری کرم کی سبب	گذرتی ہی میری ہر دم میان خوف و رجا
زیادہ طول نہ دلوی سخن تمام کرو	کہ فرط ضعف سی اب فکر کا نہین یارا
یہہ مہر طی کری جب تک منازل فلکی	یہ ماہ اوس سے کری جب تلک کہ کسب ضیا
نماز تا کہ جماعت سی ہوی مسجد مین	زبانون پر ہو روان جب تلک کہ نام خدا
	یہہ سایہ قدم پاک تا قیامت ہو
معین دین محمد کفیل آمرزش	سراج بزم یقین نور شمع صدق و صفا
حبیب خاص خدا نائب رسول کریم	ستون شرع و ورع آب گوہر تقوی
ستون کعبہ اسلام عرش اعظم حلم	گل بہشت کمالات خضر راہ صفا
اور اوسکی بعد یہہ لکہا تہا مصرعہ موزون	غلام خاص ترا فخر دین قصیدہ سرا
غلام اوس شہ والا عبا ہی نوشہ کا ہون	کہ جسکی شوق مین ہین یان ہزار جامی قبا
شہا تو مہر درخشان مین ذرہ ناچیز	کبھی تو میری ہی جانب نگاہ لطف و عطا
مین جب سی تیری غلامی مین دل سی حاضر ہون	نہ مجہکو ہی غم امروز نی غم فردا
ترا غلام جو ہو جاے شاہ ہفت اقلیم	تو سمجھی خاک کو وہ فرش اطلس و دیبا
پس از صلوٰۃ وظائف بصد خضوع و خشوع	دعا جناب الٰہی مین ہی یہہ صبح و مسا
گلیم و خرقہ ہو جب تک فقیرون کی پوشش	لباس اہل تنعم ہوا اطلس و دیبا
غذای روح مریدون کو تیرا حسن ملیح	دوای درد دل بیکسان ہو نام ترا
بفرق جملہ مریدان خصوص برسرما	

اور جو اس قصہ کو ملاحظہ کرے وہ یہہ نہ سمجھے کہ فسانہ عجائب کا جواب لکھا ہے جتنا لکھا ہے لاجواب لکھا ہے نہین مرزا صاحب یگانہ ہین یکتاے زمانہ ہین وہ موجد ہین اور ہم مقلد ہین فرق اسقدر کہ ہم کمسن مرزا صاحب پرانے آدمی ضعیف پھر کہان اونکی تالیف اور کہان ہماری تصنیف ہم نوجوان وہ صد باران دیدہ سنجیدہ و فہمیدہ پیر کہن پھر کہان فسانہ عجائب اور کہان سروش سخن مگس کو ہما کی ساتھہ کیا ہمسری ذرہ کو سُہا سے کیا برابری جو لف ونشر مرتب سمجھے وہ البتہ ہمارا مطلب سمجھے مگر صاحب موصوف نے جو اپنی تالیف مین بیچاری میر امّن دہلوی کو بنایا ہے اپنی زبان کی تیزی سے اوس صاف گو کو ایک آدہ کڑا فقرہ سنایا ہے تو اب ہم بھی کہتے ہین کہ میر ورد لکھنوی نے اٹھارہ مرتبہ فسانہ عجائب کو درست کیا جو فقرہ ذرا سست پایا اوسے چست کیا مگر غلطی نظر نہ آئی کئی مرتبہ کتاب چھپی مگر وہ بات نہ چھپی قصہ اپنا از سرنو ملاحظہ فرمائین ابتدا سے انتہا تک دیکھہ جائین او سمجھین کہ کئی جگہ تانیث کو تذکیر لکھا ہے اور تذکیر کو تانیث باندھا ہے ارباب بینش پر سب آشکارا ہے حاجت تصریح نہین اکثر غلط ہے بالکل صحیح نہین حق تو یہہ ہے کہ جو اردوی معلے کی زبان نہین جانتا تذکیر اور تانیث نہین پہچانتا جو شاہجہان آباد

مین بین رہا ہے جسنے دربار شاہی نہین دیکھا ہے وہ فسانہ کیا لکھے اوسکا مُنہ کیا ہی یون تو کہنے کو بہت سی داستان
گو دہلی اور لکھنؤ مین مارے مارے پھرتی ہین اگر وہ بھی چاہین تو فسانہ لکھ ڈالین تھوڑا کام کرکے بڑا کام کرین متقدمین کر
سخن پر نکتہ چینی کرین اونکے کلام مین کلام کرین جیسے لکھنؤ کے بعض شاعر کہ اونکے باپ دادا سب سیکھے سکھائے
دہلی سے آئے یہان آباد ہوئے وہ اب ہر فن کے موجد بنے سب شاعرون کے اوستاد ہوئے انصاف
کیجیے تعلّی کی نہ لیجیے رفیع السودا اور خواجہ میر درد اور خواجہ محمد نصیر اور میر حسن صاحب مصنف مثنوی سحر البیان یہہ
سب صاحب کمان کے تھے میر تقی صاحب غفران مآب تو بادشاہ شاعران اوستاد سارے جہان کے
تھے اسمین تو کسی کو جائے گفتگو اور تقریر نہین اور اگر ہو تو ع آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہین + انکو جانے
دیجیے اب غور کیجیے کہ اس زمانہ مین غالب نامور سب شاعرون مین فرد ہے جسکے شبدیز خامہ کی ڈپٹ
کے سامنے عرصۂ نظم و نثر مین تمام اساتذہ کا کلام گرد ہے ہندوستان سے ولایت تک تو ثانی نہین رکھتا
غالب سب پر غالب ہے آپ کا شاگرد ہو جو فن شاعری کا طالب ہے اوستاد کو لازم ہے کہ سوا اپنے
تلامذہ کے دوسرون کے کلام مین عیب نہ لگائے حرف گیر نہو سعدی کس بیاموخت علم تیر از من +
کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + اردو جنکی زبان اونہین پر بعض طعن ایسا بھی آدمی بے پیر نہو بقول حضرت نسیم دہلوی
نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہین + کوئی اردو کو کیا سمجھے گا جیسا ہم سمجھتے ہین + اور ہمنے جو اسقدر
صاف صاف لکھا ہے کسیکو ناگوار خاطر نہو بخدا کسیکا پاس نہین کسی سے ہراس نہین جو کچھ لکھا ہی با انصاف
لکھا ہے اب اس پر بھی کوئی رنجور ہو تو خیر ہم شر نہین کرتے راست گفتار ہین کج بحثی سے بیزار ہین اسمین اب
کسیکو الم ہو یا سرور ہو ارباب دانش اور اصحاب بینش سے یہہ التماس ہے کہ فقیر اس نثر کو لکھکر اوستادیکا
دعوی نہین کرتا انا شاعر کا دم نہین بھرتا کسی سے انعام کی خواہش کسیکو نذر دینا مقصود نہین ہے
اپنی التجا کسی سے سوائے معبود نہین ہے امیدوار ہون کہ اگر اسمین کسی طرح کی غلطی ملاحظہ فرمائین تو اوسکو
اپنی وفور مہربانی سے چھپائین اور سمجھین کہ دہلی کا رہنے والا ہی محاورہ اور روزمرہ سی لکھنؤ کی ناآشنا ہے

وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَھُوَ خَیْرُ الرَّفِیْق

آغاز داستان پیدا ہونا شہزادۂ آرام دل کا اور ملاحظہ کرنا تصویر ملکہ حُسن افروز خور شمائل کا اور مائل ہونا اوسپر دل کا اور روانہ ہونا محمود کی ہمراہ اوس نیم بسمل کا

پلا ساقیا آب گلگون کا جام + کہ آتا ہی عالم مین ماہ تمام + لگا دی لبون سی کہ بس پی گئی + کرون سیر باغ ارم جی مین ہی
راویان اخبار کہن اور مصوران پیکر سخن تصویر اس داستان کی صفحۂ بیان پر یون کھینچتے ہین کہ سرزمین چین مین ایک
بادشاہ تھا نہایت عادل و باذل دریا دل رعیت پرور عدالت گستر عموم عدل و احسان اوسکا رشک افزاے

عدل کسریٰ و نوشیروان تھا جود و سخا مین حاتم کا کیا ذکر ہے محیط اعظم اوسکی وسعت فیض سے انگشت بدندان تھا
اوسکے عہد معدلت مہد مین زبردستون کو زیردستون سے متعدی پیشی آنا موجب جزم و یقین یاداش تھا
ہر ایک قوی کا دل ہر ضعیف کی فریاد کی بیم سے مانند دندانہ تشدید اندیشہ مند خراش تھا سب کا جام تمنا مے
نشاط سے سرشار تھا رنگ ہر طبیعت کا ہم رنگ گلشن و گلزار تھا بہت بادشاہ اوس شہنشاہ گردون بارگاہ
کے خراج گذار تھے اور غاشیہ اطاعت کا دوش پر رکھکر بندۂ فرمانبردار و جان نثار تھے ہر گاہ خصائل
خجستہ اور شمائل میمنت افزا سے اوسکو کام تھا فرخ سیر فرخ کلاہ اوس شاہ عالیجاہ کا نام تھا مگر اوس شاہ
گردون وقار کا باین جاہ و حشم دور کنندۂ غم کاشانۂ امید کا روشن کرنیوالا کوئی فرزند سعادت توام نتھا چراغ
دودمان دولت فروغ بخش عالم نتھا کس لحظہ یہ الم دل سے بہم نتھا کس دم اسدرد سے لب پر آہ و نالہ پیہم
نتھا کون ساعت تھی کہ جگر کا داغ سوزان نہوتا کون وقت تھا کہ رنج و آلام سے دیدہ گریان نہوتا جب خیال
جگر گوشۂ تمنا کا آتا تھا دونوہا تھو سے کلیجہ تھام کر اشک حسرت چشم تر سے بہاتا تھا سلطنت کو بے وجود فرزند
دلبند کے خاک کے برابر جانتا شہریاری اور حکومت کو وارث تخت و تاج کے نہونے سے باغ خزانی
سے بیرونق تر جانتا شب و روز بصد سوز بدرگاہ حق جل و علا یہہ دعا ورد زبان تھی اس مناجات کی تکرار
وظیفۂ کام و دہان تھی **مولانا نظامی قدس سرہٗ** تو گفتی ہر آنکس کہ در رنج و تاب + دعائی کند من کنم
مستجاب + چو عاجز رہانندہ دانم ترا + درین عاجزی چون نخوانم ترا + اے چارہ ساز بیچارگان و اے
فریادرس بیکسان تو نے اپنے فضل و احسان سے مجھہ حقیر عاجز کو اس رتبہ پر پہونچایا ایسا مرتبہ بڑھایا کہ
ایک عالم میری تحت حکومت کیا میرے آگے گردن کشونکا سر جھکایا سارے مخلوق سے ظل اللہ کہلوایا اور
یہہ توفیق بخشی کہ اس نشہ دولت مرد آزما سے مستی غفلت ہوش ربا نہوئی اپنی رجوع ہر کار مین تیری درگاہ کے
سوا نہوئی اب آفتاب حیات لب بام آیا سفید بال ہوئے موت کا پیام آیا تیرے فضل سے مجھہ بندۂ ناچیز کے
خاطر کیا کیا مہیّا نہوا مگر کوئی فرزند ارجمند ثمرۂ زندگانی اس گمنام کی نشانی اب تک پیدا نہوا کہ بعد میرے وارث
تاج و دیہیم کا ہوتا اور فرمانروا اس اقلیم کا ہوتا تیری ذات دستگیر درماندگان اور وحدہٗ لاشریک ہے میری
مشکلکشائی اور حاجت روائی ادنی کار تیرے نزدیک ہے گل مراد مجھہ بے بنیاد کا نسیم فضل عمیم سے
اپنے شگفتہ اور خندان کر بحق اولاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلّم اسدرد لاولدیکا جلد درمان کر
مصنف امیدوار کیون نہون مین تجھہ کریم سے + نومید کون ہے تیرے فضل عمیم سے + یہہ آہ
پُر تاثیر اور دعاے شبگیر اوس ہمایون خصال فرخ فال کی پایۂ اجابت کو پہونچکر بدرگاہ مجیب الدعوات قبول
ہوئی آرزوے خاطر براے تمناے دل معشوق حصول ہوئی آثار امید فرزند کے نمایان ہوئے بانو شاہ
حاملہ ہوئین چراغہاے مراد خیر طلبون کے شبستان بختمندی مین فروزان ہوئے بعد گذرنے نو مہینے
کے ایک لڑکا مہ پارہ سپہر خوبی کا ستارہ برج حمل نواب خاص محل سے پیدا ہوا ہر خرد و کلان اوس

ماہ تابان پر بلا گردان ہوا خورشید انور اوس صورت زیبا کا شیدا ہوا + + + +

سراپا از مصنف عفی اللہ عنہ

تھی وہ پیشانی کہ دیکھی جو کبھی ماہ فلک ۔ مثل تصویر تحیر زدہ رہجاے چپک
چشم فتان مین وہ شوخی کہ اوسے دیکھکر گل ۔ مارتا تھا گل نرگس بھی چمن مین چشمک
کیا نزاکت کہون اوسکی گل رخسار کی مین ۔ دھیان سے بوسہ کے وہ خونکی ٹپکتا ہے جھلک
تار بیجا سے وہین مشک ختن رہا تھہ اوٹھائے ۔ بو کبھی زلف معنبر کی جو پہونچی اوس تک
لب جان بخش وہ ایسی کہ کلام شیرین ۔ دم عیسی کی برابر ہو جو پہونچے وہان تک
تھی یہ رنگ طلائی کی بہار ایسی ہے ۔ کہ جسے دیکھہ کی شرماتی ہے کندن کی چمک
جستجوئی کمر یار مین یہ چرخ کہن ۔ آنکھہ پر اپنی مہ و خور کی لگا کر عینک
سنجۂ مہر لگا منہ کی بلائین لینے ۔ جسدم آغوش مین مادر کی گیا وہ بالک

تیغ ابرو کی وہ برش کہ دم خونریزی ۔ آدمی کیا کہ ہوئی قتل اشارے مین ملک
اوسکی بینیا کی لطافت کو رقم کیا کیجیے ۔ دمبدم ناک مین دم لاتی ہین [illegible]
کان وہ کان ملاحت کہ نہ دیکھے نہ سنے ۔ ہی تمنای سخن ہے کہ مین پہونچون اوس تک
تا گیسو جو نظر آئی دل شیدا کو ۔ طائر رشتہ بپا ایسی وہ رہجاے پھڑک
صدف دُر سی جو دی خامہ نے دندان کو تشبیہ ۔ ناز دُر دُر کہی عشوہ کہی چل ہٹ سرک
اوسکی گردن کی صراحی کا اگر وصف کرون ۔ رشک سے گردن مینا ہی ابھی جاے لچک
روز و شب شرق سے تا غرب کرا ہی تلاش ۔ پر نہین پایا نشان اوسکی کمر کا اتنک
اب ہو خاموش سخن طول سخن نا بیجا ۔ کتنی لکھہ چکیا فسانہ کی عبارت اب تک

الغرض ارکان دولت نے اس مژدہ روح افزا کی خبر اوس شاہ نیازمند درگاہ بے نیاز کوش بر آواز کو پہونچائی بادشاہ نے بقول میر **حسن** یہہ سنتی ہی مژدہ بچھا جانماز + کیے لاکھ سجدے کہ ای بے نیاز + تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار + نہو تجھسے مایوس امیدوار + اور بعد نماز شکرانہ حکم دیا کہ آج سے چھہ روز تک سب امیر و وزیر غریب و فقیر اپنے اپنے گھر مین جشن کرین خزانہ عامرہ سے واسطے مصارف کے جسقدر درکار ہو طلب کرلین سب نے چھہ روز تک خوشی کی بعضون نے انداز سے زیادہ بادہ نشاط اور می انبساط سے مست ہوکر فکر دین و دنیا سے فراموشی کی بادشاہ نے دو ہفتہ جشن جمشیدی کیا حاجتمندون کو اسقدر دیا کہ ابتک اوس ملک مین کوئی محتاج نہین نظر آتا ہے جنہون نے کوڑی آنکھون سے نہ دیکھی تھی اونکے گھر مین لعل و دُر کا ذخیرہ پایا جاتا ہے صبح ولادت شاہزادہ محسود صبح عید تھی نامرادون کی قفل بستہ کی کلید تھی الغرض تولد شاہزادہ کی خبر از لندن تا روم ہوئی اور اوس بدر درخشان کے حسن و جمال کی آفاق مین دھوم ہوئی بسکہ وہ جگر پارہ آرام دل و جان اور راحت روح و روان تھا اسلیے **آرام دل** نام رکھا لیل و نہار پرورش سے کام رکھا جب چار برس کامل گذر گئے مرادون کے دن بھر گئے پانچوان سال شروع ہوا نیر اقبال کا مشرق اجلال سے طلوع ہوا موافق رسم و آئین اوس دیار کے بڑی دھوم کمال عز و احتشام سے اوس ابجد خوان مکتب خوبی کی بسم اللہ ہوئی خلق کو دوچند رفاہ ہوئی **مصرعہ** ہو گیا کیل معلم اوسکا بسم اللہ مین + ادیب اور اتالیق ادب کے سکھانے کے لیے علما اور فضلا علوم پڑھانے کے لیے معین ہوئے تیر انداز نیزہ باز چابک سوار اور ہر قسم کے اہل کمال اپنے ہنر بتلانے کے لیے مقرر کیے گئے شہزادہ بسکہ فکر بلند ذہن رسا اور طبع ارجمند رکھتا تھا دس برس مین تمام علوم سے ماہر اور جمیع فنون پر قادر ہوا جب وہ غیرت ماہ بدر کامل ہوا اور چودہوین سال مین داخل ہوا سر کا

شوق شکار کا ذوق پیدا ہوا گاہ گاہ شام و پگاہ نواب شاہزمان وزیرزادہ کہ شاہزادے کا ہمسن انیس اور جلیس رات دن
آرام دل کے ہمراہ شکارگاہ مین جایا کرتا چرند اور پرند جانورون کے صید و شکار سے دل بہلایا کرتا
ایک روز حسب دستور شہزادہ مع وزیرزادہ واسطے شکار کے تشریف فرما ہوا مرغزار مین پہونچکر چند غزالان شوخ چشم
صحرا گرد اور آہوان وشت نورد کو ناوک دلدوز سے شکار کیا جو چوکڑی بہولا اوسے کمند ہمسر زلف مین باندہا اسیر
و گرفتار کیا پہر دولتسرا کو مراجعت کی آگے جانیکی فسخ عزیمت کی اب عشق کی حیلہ سازی حسن کی فتنہ پردازی دیکھیے
واقعہ تازہ سنیے کہ محمود نام تاجر باشندۂ فارس نے خاص شہزادے سے دیوان عام مین ملازمت
حاصل کی نفائس تجارت پیش کیے آرام دل نے فرمایا کہ اے محمود کوئی چیز نادر بھی لائے ہو اوسنے
قدمبوس ہوکر عرض کی کہ ایک تصویر البتہ نادرہ روزگار لایا ہون حضور کے ملاحظہ کے قابل جانتا ہون یہہ کہا
اور تصویر شہزادی کی حضور مین پیش کی پہر دست بستہ التماس کیا کہ اے مرشدزادۂ عالم یہہ تصویر ملکہ حسن افروز
فارس کی بادشاہزادی کی ہے غور تو فرمائیے کہ نقاش ازل نے کلک قدرت سے صفحہ دنیا پر اسطرح کی
تصویر کبھی کھینچی ہے اور چشم و گوش فلک نے باین عظمت و شان ایسی پری رشک ماہ تابان آج تک سنی
ہے یا دیکھی ہے **شعر** قمر کی یہہ خورشید تصویر ہے + گلی مین ستارون کی زنجیر ہے + آرام دل
کی نظر جو اوس تصویر دلپذیر پر پڑی بیک نگاہ آرام دل کہو بیٹھا ہیہات زندگی سے ہاتھ دہو بیٹھا جنون سر پر
سوار ہوا کمبخت عشق گلی کا ہار ہوا طرفۃ العین مین حشر برپا ہو گیا بقول شخصے **ع** دیکھتی ہی دیکھتی کیا ہو گیا +
جنس سوداگر کا خریدار تھا اپنا بھی متاع صبر و خرد اوس شہنشاہ حسن و خوبی کے نذر کیا پنجہ شوق نے گریبان
صبر کو چاک کرنے مین کوتاہی نہ کی اضطراب کو آغوش مین لیا وہ چشم کہ نرگس شہلا پر چشمک زن تھی تمنای دیدار
اوس غزال صحرای خوبی کی گریان ہوئی اور وہ زلف کہ سنبلزار پر مشک افشان تھی فراق مین اوس نونہال
گلستان خوبی کے پریشان ہوئی وہ دل کہ غم و الم سے فارغ تھا دام گیسو مین گرفتار ہوا اور وہ سینہ کہ مثل
آئینۂ رونمای راحت تھا تیر بیداد عشق سے فگار ہوا رنگ ارغوانی چہرۂ تابان سے اوڑ گیا زعفرانی رنگ
سے وہ رخ زیبا برنگ دیگر جلوہ آرا ہوا جب جوش جنون فزون ہونے لگا گہبرا کر محمود سے یہہ فرما کر بے اختیار
رونے لگا **مومن خان دہلوی مرحوم** کر علاج جوش وحشت چارہ گر + لادی اک جنگل مجھی بازار سے +
اے یارو دمساز جلد میرے درد کی دوا بتا ورنہ جان لیے کہ میرا دم چلا محمود نے دیکھا کہ یہہ عجب گل کھلا طرفہ
ماجرا ہوا خوف سے ہراسان اتفاقات زمانہ پر حیران ہوا گہبرا کر سمجہانے لگا لڑکا جانکر بہلانے لگا کہ حضور
خیر ہے عقل و عشق مین بیر ہے آپکا کدہر خیال آیا بوجہ طبع نازک پر ملال آیا کہان حسن افروز بدبخت کہان حضور
کی شان و شوکت اور تاج و تخت وہ بیان تو فقط تفریح خاطر کے لیے تھا اوس سے یہہ غرض و مطلب نتھا
آرام دل نے ایک آہ سینہ سوزان سے بہری اور تصویر چہاتی سے لگا رونے لگا یا دلدارین اشکونسی
منہ دہونے لگا اور کہنے لگا کہ اے محمود تو آپ ہی آگ لگاتا ہے پہر پانی کو دوڑا جاتا ہے وہ جملہ درست تھا

اب فقرہ بازی سے ہے وہ سلسلہ چیت تھا اب جلسازی سے ہے واسطے اوس معبود حقیقی کے جسنے تجھے پیدا کیا اور
مجھکو اوس محبوبہ کی تصویر پر شیدا کیا جلد مجھکو وہان پہونچا بیقرار ہون مجھہ ناکام کو اوس گل اندام سے ملا مین ہمیشہ
ممنون منت واحسان رہونگا مشکور بدل وجان رہونگا محمود نے کہا اے شہزادے دیکھہ کیا ستم کرتا ہے
کوچۂ عشق مین کیون قدم دھرتا ہے **نسیم** وہان موج ہوا ہوا یہ اژدر + وہان رنگ زمین زمین یہ اخگر + مرغان
ہوا مین ہوش راہی + نقش کف پا مین ریگ ماہی + سایہ کو پتا نہین شجر کا + عنقا ہی نام جانور کا + ارے
نادان کہا مان عشق کو آسان نجان رات دن غم وغصہ کھائیگا اخر الامر سوا ے حسرت وافسوس کچھہ ہاتھہ نہ آئیگا
یہہ عشق کمبخت بڑا ظالم بیرحم ہے ارے ظالم اب بھی سمجھہ زلف کافر کے پھندے مین اپنے تئین مت پھنسا
اگر کچھہ تامل اندیشی کا فہم ہے نہین تو یاد رہے کہ دین ودنیا بہولکر مجنون کی طرح صحرا نورد وآوارہ کوہ وبیشہ ہوگا
سب عالم مین مشہور جنون پیشہ ہوگا اس دریاے خونخوار ناپیدا کنار کا پتا نہین بے انتہا پاٹ ہے اسکا ڈوبا تیرتا
نہین یہہ تلوار کا گہاٹ ہے اے نادان تو نے سُنا نہین **امانت لکھنوی** عشق وہ گل ہے کہ دامن
مین ہین جسکی سو خار + عشق وہ نخل ہی جسمین نہ لگا پھل ایکبار + عشق وہ میوہ ہی جسمین نہین لذت زنہار + عشق
وہ باغ ہی جسمین کبھی آئی نہ بہار + عشق وہ شاخ ہی جسمین نہین پتا دیکھا + عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتا دیکھا +
یہہ وہ گلشن ہی کہ تاراج کری عیش کا باغ + یہہ وہ گلدستہ ہی پہولون کی عوض جسمین ہی داغ + یہہ وہ نکہت
ہی کہ بلبل کا پریشان ہی دماغ + یہہ وہ جھونکا ہی کہ جو زیست کا گل کردی چراغ + سرو اس باغ سی گلزار کا
مطلع ہوجای + اُوس شبنم یہ پڑی آتش گل ٹہنڈی ہوجای + یہہ وہ دریا ہی کہ ساحل کا نہین جسکی پتا + یہہ وہ
ساحل ہی کہ لب تشنہ ہین جسپر صدہا + یہہ وہ طوفان ہی کہ ڈالاتہ گرداب بلا + یہہ وہ قطرہ ہی کہ ایک پل مین بنی
سیل فنا + یہہ وہ ہی موج کہ خنجر کی روانی دکھلای + یہہ وہ ہی گہاٹ کہ تلوار کا پانی دکھلای + اے
شہزادہ اس خیال خام کو دلسے دور کر خاطر آشفتہ کسیطرح مسرور کر **آرام دل** نے کہا اے مونس غمخوار
واے ہمدم شیرین گفتار میرا تو یہہ حال ہے **شعر** جان تک اوسکی محبت مین گنوا بیٹھی ہین + ہاتھہ جینے سی سر دست
اوٹھا بیٹھی ہین + تو کسکو نصیحت کرتا ہے کسکو سمجھاتا ہے کیا کرون کیون بیہودہ بکتا ہے مجھے بھی بکواتا ہے
بیدل تو وپندہا ی خوش بمن تبونا صحا چہ خبر از ین + کہ ز خنجر مژہ کسی چہ گذشت بر جگر کسی + محمود کہ بڑا مرد دانا نہایت
عاقل وفرزانہ گرم وسرد روزگار دیدہ آدمی سنجیدہ وفہمیدہ تھا سمجھا کہ جادوگر عشق نے فسونکاری کی یہہ بلا
سر پر آئی کتنا ہی بکونگا یہہ ہرگز نہ مانے گا زیادہ سمجھاؤنگا تو دشمن جانے گا **نسیم** مجنون ہوا گر تو فصد لیجی +
سایہ ہو تو دوڑ دھوپ کیجی + کچھہ روگ جو درپی خلش ہو + درمان کی لیی دوا دوش ہو + بیماری عشق لادوا ہی
اس باغ کی اور ہی ہوا ہی + آخر تو یہہ جیسی اپنی ہی تنگ + ایسا نہولائی اور کچھہ رنگ + یاد آئین جو ابروان
خمدار + رہتی نہ کہین گلی پہ تلوار + چار وناچار دلداری کرنے لگا اوس زاویہ نشین حزن کدۂ الم کی غمخواری کرنے
لگا اور کہا کہ اے شہزادے اگر یہی بات جیمین سمائی ہے ایسی ہی ٹھہرائی ہے تو ذرا صبر کر چندے دل پر جبر کر

پھر دیکھہ کہ پردۂ غیب سے کیا عیان ہوتا ہے آئینۂ مراد سے کیا نمایان ہوتا ہے ایسی بیقراری اتنی آہ وزاری شمنون
کو بیمار کریگی رسوای کوچہ وبازار کریگی للہ ذرا اپنی تئین سنبھال رنج والم خاطر غمگین سی نکال خدا کو یاد کر یہہ جوانی مفت نہ برباد کر اوسکی ذات
جامع المتفرقین ہے کسی صورت سے ایسی شکل نکل آئیگی کہ در جانان تک رسائی ہوجائیگی خاطر نازک کیون رنجور ہے
مین نے تصویر دکھلائی میرا ہی قصور ہے خیر اپنے آغاز کیے کو آپ انجام دونگا تمھین دلدار تک پہونچاؤنگا آرام دل
نے کہا اے محمود کیا کہون سحر درد فرقت کو پہونچتی نہین ایذا کوئی ✤ دلمین بیٹھا ہوا ملتا ہی کلیجا کوئی ✤ داغ سینی کر
اوبھرتی ہی چلی آئی ہین ✤ جب کسیطرح ٹھہرتا نہین پھاہا کوئی ✤ دشت غربت مین سفر تک نہین ملتی ہمکو ✤ راہ
مقصود بتاوے نہین اتنا کوئی ✤ یہہ کہا اور اوسیوقت سامان سفر کی طیاری کا حکم دیا محمود نے دستار سر سے
اوتار کر شہزادے کے قدمو پر رکھی اور عرض کی حضور بہر خدا اتنی جلدی نکیجیے ایسا نہ گھبرایئے ذرا دلکو تسکین
دیجیے رات بھر توقف فرمایئے صبح اختیار باقی ہے حضور جب توسن اقبال پر سوار ہونگے غلام بھی ہمراہ رکاب
چلیگا نصرت وفیروزی جلودار ہونگے ایکدم قدم نچھوڑونگا اطاعت سے کسی شکل منہ نموڑونگا آرام دل
نے کہا ہان سچ ہے لا اعلم گذرتی ہے جو دلپر مبتلا کی مبتلا جانی ✤ جو ہو بیدرد وہ دردِ دل بیمار کیا جانی ✤
عبث کرتا ہی تو فکر دوا ای چارہ گر بیٹھا ✤ ابے جاہی مزا اس درد کا تیری بلا جانی ✤ اے رہنماے کوچۂ محبت
حال زار کیا بیان کرون کیفیت بیقراری دلکو کیونکر عیان کرون شعر سینے مین طپش دلکو ہے بسمل کے برابر ✤
بسمل بھی نہ تڑپیگا میرے دلکے برابر ✤ محمود نے کہا حضور یہہ سب بجا ہے اسمین شبہہ کیا ہے عشق بُری
بلا ہے وامق وفرہاد کو اسی نے تباہ کیا ہے مگر صبح تک تامل فرمایئے منزل مقصود کچھ بعید نہین رات کی
رات ٹھہر جایئے زیادہ گفت وشنید نہین غرض آرام دل نے محمود کے اصرار وعجز وانکسار سے رات بھر
صبر کیا دل پر کمال جبر کیا مگر اوس کمان ابرو کے شوق مین تمام شب چلایا کیا اوس گلبدن کے جذبۂ اشتیاق
مین سینۂ بیکینہ پر داغ جلایا کیا جب دل پر صدمہ کمال ہوتا تھا یہہ غزل پڑھ کے روتا تھا آغا حسن
جلایا یار نی ایسا کہ ہم وطن سی چلے ✤ مثال شمع گرو روتے اس انجمن سی چلے ✤ ہزار طرحکی رنگینیان ہون غنچہ مین ✤
مجال کیا ہی جو باہر نکر تری دہن سی چلے ✤ جو دسترس ہو تو ہاتھون سی تار تار کرے ✤ جنون کا زور بس مرگ اگر کفن
سی چلے ✤ آخر اسی آہ وزاری اور بیقراری مین گریبان سحر چاک ہوا ننگ وناموس کا قصہ پاک ہوا ادھر نمود سحر ہوئی
ادھر دل ستم رسیدۂ ہجران دیدہ کو فوراً خبر ہوئی جب شاہد ماہتاب با ہزاران کرشمہ وناز حجلۂ مغرب مین روپوش ہوا اور
آفتاب عالمتاب مثل عاشقان سینہ فگار سراے مشرق سے نکلکر مسافرانہ خانہ بدوش ہوا آرام دل نے
دو اسپ باساز ویراق اصطبل خاص سے طلب فرمائے داروغہ حسب الحکم دو گھوڑے باد رفتار کہ اونکی سبکخرامی
کی نسیم سحری قسم کھائے تیز رفتاری مین باد صرصر نقش قدم سے پیچھے رہجاے فی الفور حاضر لایا آرام دل
نے محمود سے فرمایا کہ بسم اللہ سوار ہو اب کوئی طرحکی نہ تکرار ہو شمشیر ولایتی کمر مین لگا کر رکاب مین پانو ڈالا اور یہہ
شعر سلطان عالم شاہ لکھنؤ کا پڑھا اختر در و دیوار پہ حسرت سی نظر کرتی ہین ✤ رخصت ای اہل وطن ہم تو سفر کرتی ہین

چند عدد جواہر بے بہا اوس لعل نایاب کان عشقبازی نے خانہ زین مین رکھ لیے اور بتلاش دلبر روانہ ہوا محمود
کہ اپنی اس حرکت نامحمود سے نہایت پشیمان تھا خجالت سے سر در گریبان تھا بپاس سخن اور بمقتضای محبت دوسرے
گھوڑے پر سوار ہوکر دنبال شہزادے کے روان ہوا قریب پہونچکر کہا کہ حضور نے وفور بیتابی سے تنہا چلنے
کا قصد فرمایا ہے ایک جلودار تک ہمراہ نہین آیا ہے اسقدر بے سامان سفر کرنا نازیبا ہے اندیشہ کا مقام ہے
رہ نوردی سخت بلا ہے **آرام دل** نے کہا اے محمود بیکسون کا اللہ والی ہے غور کر کہ ہم تنہا نہین یہہ
ہماری خوش اقبالی ہے کہ حضرت عشق ہمراہ ہین علم بردار نالہ و آہ ہین چتر داغ جنون سر پر ہے دل بیتاب رہبر ہے
روح مجنون و فرہاد رکاب مین ہے جان وامق ناشاد زمرۂ احباب مین ہے اس شان و شوکت کی سواری
ہے یہہ سب تیاری ہے پھر کیون کسیکو ہمراہ لیتا کسواسطے تکلیف دیتا **حضرت اوستادی غالب مدظلہ**
مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین + ایک چکر ہی میری پانون مین زنجیر نہین + شوق اوس دشت مین دوڑاتا ہی مجھکو
کہ جہان + جادہ غیر از نگہ دیدۂ تصویر نہین + القصہ خیال جانان دمساز محمود دلسوز ہمراز حال دل کہتے ہوئے
باگ اوٹھائے چلے جاتے تھے راحت و آرام کا تصور بھی دلمین نہ لاتے تھے اسقدر در جانان پر پہونچنے
کا اشتیاق تھا راستہ کاٹنا اتنا شاق تھا کہ گھوڑون کے ہلاک ہونیکا مطلق نہ خیال تھا یہہ غزل ورد زبان
تھی اور عجیب حال تھا **میر وزیر علی صبا** گھر سی وحشت مین جو مین بے سر و سامان نکلا + کوہ فرہاد سی مجنون سی
بیابان نکلا + شکل ملبوس ہوئی جامہ در یہین خارج + تا بدامن میری ہاتھون سی گریبان نکلا + روز و شب فرقت
جانان مین بسر کی ہمنی + تجھسی کچھ کام نہ ای گردش دوران نکلا + آستین ہر گھڑی چڑہتی ہی میری دامن پر
دشت وحشت بھی عجب رستم دستان نکلا + بحث گریہ رہی مرغان چمن سی کیا کیا + ای صبا پر نہ بخار دل نالان نکلا
ایک روز چلتے چلتے دن تمام ہوا شام ہوئی وقت آرام ہوا مگر کوئی انسان آبادی کا نشان نظر نہ آیا محمود شہزادے
کو اوسی صحرا ے سبزہ زار مین ایکدرخت کے نیچے لایا اور کہا یہان جانورون کو راحت ہوگی حضور کی بھی
دور کلفت ہوگی **آرام دل** نے ایک آہ کھینچکر کہا **لاادری** عشق جب سر پہ چڑہا آنکی راحت کیسی + جبکہ
الفت مین قدم مارا تو کلفت کیسی + **غالب** سرگشتگی مین عالم ہستی سی یاس ہی + تسکین کو دی نوید کہ مرنی
کی آس ہی + پھر پشت مرکب سے اوترا اور اوسی درخت کے نیچے بیٹھ گیا خیال جانان مین شب ماہ
کی سیر جو آنکھون سے گذری مثل مجروح اثر کشیدہ ماہتاب کی تڑپتا تھا اور یہہ مطلع پڑہتا تھا **شہیدی** ذبح
کرتی ہی مجھی لی تیغ و خنجر چاندنی + کسقدر بیرحم ہی اللہ اکبر چاندنی + پھر جو دل بیچین ہوا تو ملکہ **حسن افروز**
کی تصویر کہ حرز جان تھی بازو سے کھولکر سامنے رکھی پہلے تو بلائین لین اور قربان ہوا پھر کنار شوق مین
لیکر مستانہ بوسہ زبانی کرنے لگا اور گویا باین بیان ہوا **مصنف** غضب ہی آفت جان ہی ابھی سی تو لڑکپن
مین + شرارت کوٹ کی حق لی بھری ہی تیری چتون مین + **غالب** چاہیی اچھونکو جتنا چاہتی + یہہ اگر
چاہین تو پھر کیا چاہیی + محمود نے کہا حضور کیون غم کہاتے ہین ناحق صدمے اوٹھاتے ہین نظر

بفضل باری چاہیے اوسکی یادگاری چاہیے انشاءاللہ تعالیٰ قریب تر زمانہ وصل دلدار ہے تھوڑے عرصہ مین دریاے غم سے بیڑا پار ہے آرام دل چپ ہوگیا جب بہت رات گذری بجاے غذا غم و غصہ کھایا پانی کی جگہہ آنسوؤن کے گھونٹ پیئے جب خوب جی بھر گیا رنج والم اپنا کام کر گیا خواب غشی نے بارگاہ چشم مین باریابی بیٹھے بیٹھے نیند آئی بیساختہ فرش زمین پر گر پڑا محمود سمجھا کہ شاید آرام کیا فرط محبت سے پانون دابنے لگا آنکھون سے تلوے سہلانے لگا آرام دل خیال دلدار مین بیہوش از خود فراموش خواب سے ہم آغوش ہوگیا محمود بھی گردش فلک کینہ ور سے بیخبر اور روباہ بازی زمانۂ دون پرست سے بیخطر ہوکر قریب شہزادے کے سو گیا

داستان غائب ہوجانا آرام دل کا عالم خواب مین اور پہونچنا ملک داراب مین اور شادی ہونا صنوبر پری پیکر وہان کی شہزادی سے

لاساقی ذرا تو بادۂ ناب ✣ دی جلد مجھے کہ اب نہین تاب ✣ اک جرعہ مجھے پلادی ✣ اب دختر رز سے تو ملادی دی جلد مے مغانہ مجھکو ✣ یاد آیا ہی اک ترانہ مجھکو ✣ راویان داستان کہن و طے کنندگان عرصہ سخن میدان وسیع بیان مین اسطرح گرم جولان ہوئے ہین کہ ملک داراب مین ایک بادشاہ تھا اوسکی ایک لڑکی تھی صنوبر نام نہایت نازنین اور گل اندام اوس شہزادی کی نسبت کسی اور ملک کے شہزادے سے قرار پائی تھی چندروز کے بعد وہان کا بادشاہ با فوج جرار و خزانہ بیشمار واسطے انجام اس مرام کے آیا شہرپناہ کے باہر اوسکا قیام تھا وہان کے بادشاہ سے شادی کے باب مین کلمہ و کلام تھا اور اودھر بھی انتظام تھا اتفاقاً لال پری اور سبز پری دونو بہن اوس رات تخت پر سوار کسی سمت واسطے سیر کے جاتی تھین بالا بالا اس شادی سے شہر مین گذر ہوا تخت سے اوترین اس جلسہ کا تماشا مد نظر ہوا شہر دیکھا غیرت گلستان نمونہ باغ رضوان تمام بازار آراستہ دوکانین سب پیراستہ ہر فرد بشر سرخ پوش ہر ایک معشوق غمزہ و ادا مین بیباک نشۂ حسن سے مدہوش نہرون مین فوارہ جاری ہر کوچہ و بازار کی نئی طیاری تمام شہر مین شادی کی دہوم دہام جابجا صدہا آدمیون کا اژدہام ناچ رنگ کا سرانجام **مثنوی** عجب طرحکا شہر تھا دلفزا ✣ کہ تھی تو نمونہ تھا فردوس کا ✣ اور شہرپناہ کے باہر عجب کیفیت تھی صدہا خیمہ استادہ ہزارہا سوار اور پیادہ فوجون کے دل توپخانون کے بادل آدمیون کی یہہ کثرت کہ شانہ سے شانہ چھلتا تھا وہم و خیال کو بھی راستہ نہ ملتا تھا ہر خیمہ مین شاہدان دلنواز کرشمہ و ناز کا ساز و انداز سے گرم نغمہ سرائی بات بات مین دلربائی شہنائی اور کانڑی کی الاپ گھنگرون کی صدا طبلہ کی تھاپ سرونکا باہم ملاپ بائین کی گمک بین کی جوڑون کی تکرار نغمہ آفرینی ہر ساز کی بہار مطربان خوش نوا کبھی ایمن کلیان کبھی بہار کبھی بہاگ کبھی دیس گاتے ہین ہوش اہل بزم کے اوڑے جاتے ہین عالم سکوت ہے نشاط کارفرما ہے محویت محیط ملک و ملکوت ہے کسیکا خیال کی تانون پر خیال ہے کوئی جھنجھوٹی کی دھن مین اس غزل کو گا رہا ہے سننے والونکا برا حال ہے **مصنف** آباد یہہ ہوا مرا ماتم سرای دل ✣ آتی ہی بار بار صدا ہای ہای دل

سنتی ہین پھر کہ آتش فرقت سی جلگیا + اچھا ہوا بلا سی یہی تھی سزای دل + کب تک تمھاری ہجر مین خون ہو کے یہہ بہی +
پیاری کچھہ انتہا بھی ہی آخر برای دل + کرونگی یہہ ملائکہ مین حشر سا بپا + پہونچین گی آسمان پہ اگر نالہای دل +
اس درد لاعلاج کی کس سی کرون رجوع + عیسی کی پاس ہی تو نہو گی دوای دل + قصہ بہت طویل کہانی دراز ہی +
ناصح نہ پوچھہ مجھسی تو کچھہ ماجرای دل + سن مجھسی پہلی تھا نہ شگفتہ مثال گل + سب خار تھی نظر مین ہماری سوای دل +
گل سی بنا نہ بلبل زار ایک گل کو دیکھہ + تسکین ہوئی ہین کہ یہہ تھی انتہائی دل + پر اب تو وہ نہ گل ہی نہ بلبل رہا مگر +
اک آگ سی ہی سینہ کی اندر بجائی دل + اب ہو گئی شراب محبت دو آتشہ + دل او سپہ ہی فدا تو سخن ہی فدائی دل +
اور نقار خانون مین شہنائی کا شور نوبت کی تم تکور ہر ایک اپنی اپنی پوشاک سج رہا تھا باجون کی غل سے ایک ہنگامہ
مچ رہا تھا پریون نے جو یہہ سامان دیکھا راجہ اندر کی صحبت کا گمان ہوا ایک شخص سے پوچھا کہ صاحب یہہ کیا
کارخانہ کیسا ہنگامہ ہے وہ بولا کہ ہماری شہزادی کی آج شادی ہے یہہ بادشاہ برات لیکر آیا ہے ہمارے
شاہ کو بجو کمزور پایا ہے تو اپنے بیٹے کے ساتھہ کہ وہ شاہزادہ نہایت کریہ منظر ہے استدعا شادی کی کرتا
ہے اصل تو یہہ ہے کہ بڑا ستم کرتا ہے اور ہمارے شاہ کو ابھی اسکی خبر نہین ہوئی ہے دیکھیے کیا سانحہ
درپیش ہوتا ہے وہ شاہزادہ مردود ہوتا ہے یا بادشاہ کا خویش ہوتا ہے یہہ سنکر لعل پری سے فرنسبری
سی کہا کہ بہن ایسی صورت تو دیکھنے کے قابل ہے اور سیر کے لائق وہ محفل ہے چلو ذرا دیکھہ آئین یہہ
مصلحت کر کے دونو نے اپنی صورتین بدلین اور دو جوان خوش رُو بنکر ہتھیار کمر سے لگا کر سیر دیکھنے
چلین رفتہ رفتہ ایک خیمہ فردوس منزل مین کہ جنمین خاص محفل تھی پہونچین دیکھتی کیا ہین کہ ایک کالا بھجنگا
آبنوس کا کندا پانون سے لنگڑا ہاتھہ کا ٹنڈا لال لال خونخوار آنکھین بھوین جیسے دو ٹھنٹھ بھورے ناک بیٹھی
ہوئی ہونٹھ لٹکے ہوئے دانت مانند شیر پیٹے کے بیچ نکلے نمایان بال مثل بجلی کے سخت وحشت
اس جوانی مین گالون پر جھریان پڑین سر مین کھجلا تے کھجا تے ایسے گڑھے پڑ گئے تھے کہ سر ناہموار
پر مندیل باندھنی دشوار تھی ایک ہاتھہ کہ شانہ سے غائب ہے اوسکی شان عجائب ہے دوشالہ مین چھپائے
بیٹھا ہے دہنے پانون کو کہ فالج زدہ ہے بائین پانون سے دبائے بیٹھا ہے غرض وہ شہزادہ عجب
ہیئت کذائی سے اوس مسند زرنگار پر کہ قابل جلوس شاہان بلند اقتدار کی تھی بیٹھا ہوا تھا اپنی اُمنگ
مین نشہ غرور کی ترنگ مین اینٹھا ہوا تھا پریون نے جو یہہ کیفیت دیکھی لاحول پڑہتی ہوئین باہر نکلین اور پھر
اوسی تخت پر سوار ہو کر کسی سمت روانہ ہوئین اب قدرت کبریائی زمانے کی کج ادائی دیکھیے کہ جس مقام پر وہ
کشتہ خنجر ناز محبوب مع اپنے رفیق کے سوتا تھا اتفاقاً اون پریون کا اودہر ہی گذر ہوا افسونکار عشق کا اثر
ہوا دیکھا کہ ایک جوان نازنین زہرہ جبین فرخندہ بخت قمر طلعت پری لقا بحر حسن کا دُر یکتا فرش زمین پر
توکل خدا کا تکیہ لگائے خواب غفلت مین پڑا سوتا ہے ماہ تابان اوس شہنشاہ حسن وخوبی کا پاسبان ہے
باربار تصدق ہوتا ہے چہرہ مبارک سے فر شاہی نمایان ہے پیشانی مطلع الانوار مثل نیر اعظم تابان ہی

زلف مسلسل دلوان کے قید کرنے کو زنجیر ہے مگر طرہ یہہ ہے کہ خود بھی کسی زلف خمدار کا اسیر ہے بیت ابرو مطلع دیوان خوبی ہے نقطۂ انتخاب خال چہرۂ محبوبی سبے یا مطلع دیوان ہلالی ہے چشمۂ دہان سحر ذرر افکار زلالی ہر اوسپر سبزہ خط کی نمود ہے خضر چشمۂ زندگی کی حراست و نگہبانی کے لیے موجود ہے مروارید دندان صدف دہان مین اسطرح پنہان ہین گویا دہن غنچہ مین موتیے کی کلیان ہین چاہ ذقن کی چاہ مین دل عاشقون کا ڈانوان ڈول ہے نقد دل وجان اوسکی ایک قطرہ آبکا مول ہے دست نگارین شاخ مرجان ہین یا شمشاد کی ولاویز دو ٹہنیان ہین سینہ کی صفا تختۂ بلور کی آب وتاب مٹاتی ہے بلکہ گوہر کی آبرو خاک ہوئی جاتی ہے گیسوے مشکین سیاہی مین لباس شب دیجور تاریک ہے کمر رگ گل کے مانند باریک ہے خلاصہ یہہ ہے کہ سر سے پانون تک نور ہے قدرت حق کا ظہور ہے بیہوش شاہد خواب سے ہم آغوش سوتا ہے مگر بخت بیدار ہے بظاہر کمسن ہے لیکن ناوک غم سے سینہ فگار ہے اوس دلربا کو دیکھہ پریون کے ہوش پران ہوئے حسن خداداد کے کرشمہ عیان ہوئے باہم کہنے لگین کہ اگر یہہ پسر اوس دختر حور منظر کا شوہر ہو تو زیبا ہے اور یہہ ماہرو اوس خوبرو کا ہم پہلو ہو تو بجا ہے سبز پری نے کہا بہن یہہ امر بہت دشوار ہے کیونکہ خدا جانے یہہ کون بیچارہ مسافر ہے کسکے فراق مین اسنے یہہ جوگ کیا ہے کسکا عاشق زار ہے مگر ہان ایک تدبیر اوس کمبخت شہزادی کی شادی کی اچھی سوجھی ہے کہ اسکو وہان لےچلین اور اوس شہزادی کے ساتھہ اسکی شادی کردین جب نکاح ہو چکے اسکو پھر یہان پہونچادین وہ شہزادہ کہ نہایت بدشکل اور بدشمایل ہے سواے اس تدبیر کے شادی ہوتی اوسکی بہت مشکل ہے اسی ذریعہ سے اپنی بی بی پر قابض ہوجاے مقصد دلی حاصل ہو اپنی جی کی مراد پاے لال پری نے کہا بہن بات تو خوب ہے میرے بھی جی کو مرغوب ہے چلو آج کچھہ تفریح نہوئی تھی یہی دل لگی سہی یہہ مشورہ کر کے **آرام دل** کو تخت پر لٹا اور محمود کو سوتا چھوڑا ایکبار تخت اوڑا املک دراب مین پہونچین **آرام دل** کو تخت سے اوسی محفل مین ایک سمت لب فرش بٹھا دیا سوتا تھا جگا دیا پھر آپ لباس مردانہ زیب بدن کر اور خدمت مین بادشاہ یعنی دولہا کی باپ کے جا یون عرض کی کہ ہمنے سنا ہے کہ یہان کا بادشاہ اس کار خیر کے انجام مین کچھہ پس وپیش کرتا ہے اور ایک حجت قوی درپیش کرتا ہے کہ وہ شہزادہ نہایت بدشکل اور بدہیئت ہے ہم ہرگز اپنی لڑکی کی شادی اوسکے ساتھ نکرینگے اگر وہ نمانیگا تو اوس سے بمقابلہ پیش آئینگے لڑ مرینگے مگر اوس شاہ کو اپنے لوگون کے کہنے یقین کامل نہین ہے اس امر کی تحقیق سے طمانیت کلی حاصل نہین ہے اسواسطے آج وہ بادشاہ حضور کے یہان تشریف لائیگا شہزادہ عالم کو ضرور دیکھہ جائیگا مناسب وقت یہہ ہے کہ حضور کسی شخص کو محفل مین مستثنی کرین اور دولہا بنا کر مسند پر بٹھادین جب وہ بادشاہ دولہا رشک حور پائیگا تمام غم والم بہول جائیگا شادی کرنے پر راضی ہوگا نہ گلہ عزیزان نہ شکوہ قاضی ہوگا بادشاہ نے کہا بہت مناسب پھر مع اون دونون خیرخواہان مصنوعی کے محفل مین تشریف لایا اور واسطے انتظام اس امر کے اونہین دونون کو معین فرمایا

شعر یہان کا تو قصہ یہہ چھوڑو یہان ٭ سنو پھر اوسی غمزدہ کا بیان ٭ کہ جب پریون نے شہزادہ کو تخت سے
اوتارا زیب انجمن کیا اور محفل تاریک کو اوسکی شمع جمال سے روشن کیا آرام دل نے جو آنکھ کھولی دیکھا کہ مجمع
نو فادار نہ سمن بادرفتار نہ وہ درخت نہ وہ مرغزار نہ کوئی ہمراہ نہ چین کی راہ فقط مین ہی ہون اکیلا تنہا گھبراکر دونو ہاتھون سے
آنکھین ملنے لگا اور دلمین کہنے لگا کہ خدایا یہہ عالم خواب ہے یا بیداری بیہوشی ہے یا ہوشیاری **شعر** دل میرا
پھر دکھا دیا کسنی ٭ سو گیا تھا جگا دیا کسنی ٭ آخر بغور و تامل جو ملاحظہ کیا تو کوئی آثار خواب کا نظر نہ آیا سوچا کہ یہہ چرخ
کینہ ور کی جعلسازی ہے بیشک اسی ناہنجار کی شعبدہ بازی ہے آنکھون مین آنسو بھر لایا اور مثل تصویر
خاموش ہو گیا لیکن شمع کو فروزان اور پروانون کو سوزان دیکھکر تمام اعضا سے تن مین تخلل سوز عشق کا پیدا
ہوا فروزندگی شمع جمال جانان کا اثر ہویدا ہوا جام گلگون نے چشم خمار آلود یار کی یاد دی دور ساغر سے گردش
چشم دلبر دلنواز یاد آئی قلقل مینا نے خندۂ سرشار محبوب کی صدا سنائی نکہت گل نے رایحۂ عنبر نثار دہان یار کی
یاد دلائی فغان بلبل پر آواز دردناک اغیار کا دہوکا ہوا نسیم کو شمیم زلف جانان تصور کرکے ہوش مین آیا گلدستون
پر جو نظر پڑی دست حنا بستہ کی تشبیہ درست ہوئی ادہر تو فراق معشوق کے اندوہ سے آشفتگی دل دست
و گریبان تہی اودہر اور ہی تدبیر خاطر پریون کی ہمعنان تہی کہ دو نو پریان اہل مجلس کی نظارہ کنان آرام دل
کے قریب آئین ہاتھ پکڑ کے علیحدہ خیمہ مین لے گئین اور کہنے لگین کہ اے شخص تو بڑا نصیب ور ہے
اقبال تیرا یاور ہے کہ تو نے بے محنت یہہ دولت لازوال پائی بے مشقت ایسی پری لقا تیرے ہاتھ
آئی اب تو کچھ وسواس نکر دلکو اوداس نکر نہا دہو کی پوشاک شاہانہ زیب بدن کر اور اپنے نور جمال سے اس
انجمن کو روشن کر پھر خواصون کو حکم شاہ سنایا کہ بہت جلد شہزادۂ عالم کو دولہا بنا کر محفل مین لاؤ خبردار
اسمین ذرہ دیر نہ لگاؤ یہہ سنتی ہی خواصون نے آرام دل کو طلائی چوکی پر بٹھایا اور غسل شادی سے فارغ
کرکے لباس شاہانہ پہنایا عجب ایک تماشا سے عروسی دکہایا آرام دل یہہ خدا کے کارخانے عشق جگر
سوز آتش افروز کے بہانے دیکھکر دنگ ہو گیا عقل چکر مین آئی ردیف حیرت ہوا قافیہ ہوش تنگ ہو گیا سینہ سوزان
مین سوزش دونی ہوئی جوش جنون کی افزونی ہوئی فلک کجرفتار کی کجی پر غصہ آیا ہر ہر عضو کا پنا بدن تھرایا کچھ
بس نہ چلا ناچار گریبان مین سر جھکایا جسوقت خواصون نے قصد آرایش کا کیا اوسدم جو حال آرام دل کے
دل کا تھا قلم اوسے ہرگز نہین لکھ سکتا زلف سلجھانے سے برہم ہوا سرمہ لگانے سے چشم پرنم ہوا
آئینہ جو دکھایا سکتہ کا عالم نظر آیا موتیون کا سہرہ جو باندھا دریا ے اشک جوش زن ہوا روتے روتے
اشکون کی جھڑی بندہ گئی گوہر شاہوار اشک سے موتیون کی لڑی بندہ گئی پہولون کی تدہی جو پنہائی زرد ہو تا
ہوا خار غم کی خدنگ کا نشانہ ہوا غرض بہزار دشواری اوس گل اندام کو بنا کر محفل مین لا کر بٹھایا اس عرصہ
مین وہ شاہ فلک جناب یعنی دولہن کا باپ بہی شہزادہ کو دیکھنے آیا یہہ خبر سنتے ہی دولہا کا باب استقبال
کو دوڑا بکمال اعزاز و اکرام لایا ہاتھ پکڑ کر جواہر نگار کرسی پر بٹھایا بادشاہ نے آرام دل کو دیکھا ہزار جان سے

نثار ہوا فرط سرور سے بیقرار ہوا جیکا وہ اس جا تا رہا دولہا کا باپ ادہر اودہر کی باتین کر کے حرف مطلب
زبان پر لایا پادشاہ نے بکمال خوشی قبول فرمایا اور رخصت ہو کر قلعہ مین داخل ہوا یہان اوسی روز کچھ رات
رہے برات تیار ہو کر بڑی دہوم سے روانہ ہوئی جب دولہن کے دروازہ پر پہونچی کارپردازان شاہ نے آگے
بڑہ کے استقبال کیا تعظیم و تواضع مین مبالغہ بدرجہ کمال کیا پھر قاضی صاحب تشریف لائے نکاح پڑھایا
کئی ملک کے خراج پر عقد بندہا دولہا کے باپ نے ہوشیاری کی بڑی عیاری کی کہ کابین نامہ مین اپنے
اصل لڑکے کا نام لکھا ہر طرحکا مطلب ضروری بہ ترتیب و انتظام لکھا جب نکاح ہو چکا ناچ گانا شروع ہوا شخص
اوسکی طرف رجوع ہوا آرام دل نے وہان کے ایک متہمم کے کان مین کہا کہ مین بھین ہون جاہتا ہون
دو گھڑی سو رہون اوسنے عرض کی بسم اللہ رنگ محل مین چلکر آرام فرمایئے یہان کیون تکلیف اوٹھایئے
غرض آرام دل وہان سے اوٹھا اور رنگ محل مین گیا مسہری زرنگار پر اپنے معشوقہ کے فراق مین لوٹنے لگا
روتے روتے سوزش دل جو سوا ہوئی تو یہہ فرد خواجہ میر درد کی زبان سے آشنا ہوئی درد طپش کو دلکی
مین سمجھا تھا آنسو بجھا دینگے + ولی یہہ آگ تو پانی سے بھڑکی اور بھی دونی + پھر جو دل بیقرار نے ستایا تو بصد حسرت
و یاس یہ فرمایا مصنف سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینون پر + ہمین تو موت ہی آئی شباب کے بدلے +
کبھی ضبط کے ساتھہ روتا تھا کبھی بے اختیاری سے باواز بلند بکا کرکے ان اشعار دردانگیز کا نالہ سرا ہوتا
تھا جرأت یہہ سوز عشق نے کیسی لگادی آگ ہی ظالم + جلا جاتا ہی دل بر مین پھکا جاتا ہی تن اپنا + نہ کوئی
یار نی غمخوار نی مونس نہ ہمدم ہی + سنادین کسکو ہم درد و غم و رنج و محن اپنا + فرد قیس اور فرہاد بھی تو ہای تھے
بیمار عشق + پر الہی مجھکو یہہ کیسا دیا آزار عشق + عرض کیسی نیند کہا نکا سونا یونہین ہردم رونا آنسو سے منہ دہونا +

بیقرار ہو کر آنا صنوبر پری کا اور عاشق ہونا آرام دل پر پھر شب و روز جلنا اور شمع سان گھلنا آتش فراق مین

ارے ساقی اب تو ذرا اوٹھہ شتاب + میری سامنے لا شراب کباب + کہ ایکجام پی اور قلم کو اوٹھا + کسی خستہ دلکا لکھون ماجرا +
اب انکو تو یہان بیقرار رہنے دیجے اور کچھہ حال اوس عروس شہزادہ سیاہ فام یعنی صنوبر کا کام کا سنیئے
کہ قبل از شادی صنوبر شہزادی یہہ خبر پا چکی تھی کوئی دلسوز یہہ قصہ سنا کر اوسکا دل جلا چکی تھی کہ جس شخص
کے ساتھہ میرا بیاہ ہونے والا ہے وہ ہنج عیب شرعی اور ایسا کالا ہے کہ اگر دیو سفید بھی اوسکی صورت
پرکدورت دیکھے تو ماری خوف کے کالا ہو جائے مقابل ہونے کی تاب نہ لائے مگر شرم و حیا دامنگیر
تھی اسلیے راضی برضاے تقدیر تھی جب اوس صورت منحوس کا خیال و ملال کرتی تھی رو رو کے رو تے
اپنا برا حال کرتی تھی مگر لوگون کے سامنے کبھی اس بات کو زبان پر نہ لاتی تھی اس گفتگو کے باب مین اپنے
منہ پر گویا مہر خاموشی لگاتی تھی اکثر انیسین جلیسین اوسے خاموش دیکھکر کہتی تھین کہ اے شہزادی سبب

جموتہی اور افسردہ دلی کا کیا ہے بےسبب رہنے کا منشا کیا ہے آج خدا نے یہہ دن دکھایا ہے گل امید کی شگفتگی کا روز
آیا ہے ہنسو بولو کچھہ بات کرو تو اون سے کہتی کہ ارے لوگو مین کیا خاک ہنسون کیا بات کرون خدا کی شان کو
دیکھتی ہون کہ تقدیر کہان لڑی ہے کس مصیبت مین جان پڑی ہے کیسی بلا کا سامنا ہوگا بلاے بہوت
سے پالا پڑیگا دیکھیے کیا ہوتا ہے اب تو ہماری جان اس عذاب مین پھنستی ہے ظل سبحانی کی عقلون ہی پر خلقت
خدا کی ہنستی ہے ارے کیا سبکی سمجھہ پر پتہر پڑ گئے ایسے آنکھون کے اندھے ہو گئے کہ جان بوجہہ کر ایک
پلید سے بیاہ کرتے ہین مجھے دین و دنیا سے تباہ کرتے ہین یہہ سنکر وہ سمجھاتی رہین زخم دلپر مرہم
دلاسا لگاتی رہین القصہ جب عقد سے فرصت تخلیہ کی صحبت ہوئی اونہین سہیلیون مین سے آکر ایک نے
کہا کہ بیگم دولہا اسوقت رنگ محل مین آرام کرنے گیا ہے ہمنے بچشم خود دیکھا ہے سبحان اللہ وہ تو نہایت
خوبصورت نوجوان رشک حور و غلمان ہے کون آنکھون کے اندھے تھے جنہنے اوس پری پیکر کو بدصورت
بنایا تھا کسکی شامت آئی تھی جسنے یہہ غلغلہ اوٹھایا تھا اور حضور سے تعجب ہے کہ اون بدخواہون کے کہنے کو
سچ جانا بے دیکھے یقین آگیا یہہ تو وہی مقدمہ مطابق ہے **حکایت** کہ کسی بستی مین ایک میانجی تھے
علم فارسی اور کچھہ عربی جانتے تھے مختصر مطول جہانتے تھے درس و تدریس اونکا کام تھا لڑکے پڑہانے
کا شغل صبح و شام تھا تقدیر جو لڑی ایک امیر نے اونکو فقیر جانکر اپنے فرزند کی تعلیم کیواسطے نوکر رکھا اور
نیک سمجھکر ایک بہلے آدمی کے لڑکی سے بیاہ بھی کر دیا میانجی نے جو نوکری بیش قرار اور کہانے مین
جورو نیک کردار پائی کمال خوش ہوئے غمہاے دین و دنیا فراموش ہوئے جب مدعاے دل خاطر خواہ
حصول ہوا پھر تو حضرت کا یہہ معمول ہوا کہ دن بھر لڑکے پڑہانا اور رات کو اپنی بی بی کے ساتھہ عیش مین
بسر کرنا مقرر رکھا ایک روز مکتب مین بیٹھے ہوئے بہار دانش کا سبق پڑھا رہے تھے برہمن سادہ لوح
کی حکایت سمجھا رہے تھے کہ ناگاہ کسی حریف ظریف نے آکر کہا کہ میانجی صاحب آپ کس خواب خرگوش
مین ہین عالم محو ہے یا کچھہ ہوش مین ہین آج دن دہاڑے آپ کے مکان کا قفل ٹوٹتا ہے متاع ننگ و
ناموس آپکا ایک بدمعاش لوٹتا ہے خبر لینی ضرور ہے آیندہ اختیار ہے بندہ مجبور ہے یہہ سنتے ہی
میانجی مارے غیرت کے بید کیطرح کانپنے لگے شرمندگی سے پسینے پسینے ہو گئے ہانپنے لگے
بہار گلستان دانش چھوڑ خوشی بہول گئے حواس باختہ ہوئے سبق بہول گئے اور تو کچھہ بن نہ آیا گھبرا کر
فرمایا کہ بہائی ذرا شرح وقایہ لانا فلانے ورق فلانے صفحہ کی وہ سطر پڑھکر سنانا تفسیر بہی دیکھنی چاہیے
ایسی بدکار کو تعذیر دینی چاہیے لوگون نے دیکھا کہ میانجی سخت بیوقوف محض گدہے ہین فقط کتابون کے
بوجہہ مین لدے ہین کچھہ اپنے بیگانہ کا خیال نہین کرتے بخوبی استفسار حال نہین کرتے جو منہ مین
آتا ہے بکتے ہین ہر ہر بات مین بہکتے ہین آخر ایک بیباک نے کہا کہ میانجی صاحب آپکو یہہ جملہ فعلیہ
کیونکر ثابت ہوا کہ خیر پر آپ ایسا کلام انشا کرتے ہین آپ نے اپنی آنکھہ سے دیکھا ہے جو تعذیر دینی کا ارادہ ہے

بیتھی مورا آپکا معض باطل ہے تصدیق اسکی بہت مشکل ہے یہہ جو اپنے سوچا ہے اوس شکل کا نتیجہ برا ہی پہلے
جاکر دیکھہ لیجے پھر جو چاہیے سو کیجیے اور بے دیکھے کسی پر گمان بد کرنا جلدی سے حکم حد کرنا نہ حدیث
مین آیا ہے نہ قران مجید مین خدا نے فرمایا ہے یہہ سنکے میانجی چونکے اور بسرعت تمام اپنے مکان پر
پہونچے دروازہ کھول ترانہ اندر چلے گئے دیکھا کہ بی بی نیکبخت اپنے میان کے انتظار مین کھانا لیے
بیٹھی ہے میان کی شکل دیکھتے ہی سیلابچی و آفتابہ لیکر دوڑی آئی ہاتھہ مونہہ دہولا کر کھانا روبرو لائی میانجی
دیکھتے ہی تعجب مین آئے اور اپنی بیوقوفی پر بہت شرمائے غرض اس داستان اور مطلب اس بیان سے
یہہ ہے کہ بیگم کسی کے کہنے سننے پر اعتماد نہ کرنا چاہیے کوہ رنج والم کو خاطر غمگین پر نہ دہرنا چاہیے
جو مین کہتی ہون اوسے سچ جانو نہین تو ہاتھہ کنگن کو آرسی کیا ہے اب دیکھہ لینا کہ وہ کیسا ہے صنوبر یہہ سنکے
چپ ہو رہی مگر تمناے وصال ایسی صاحب جمال کی بدرجہ کمال ہوئی طبیعت کو خواستگاری مشاہدہ صورت
کی فی الحال ہوئی دلسے مشورہ کرنی لگی کہ کسیطرح شہزادہ کو دیکھا چاہیے اگر فی الحقیقت خوبصورت ہے
تو شکر خدا ادا کرنا چاہیے کہ اوسکی عنایت ہے مگر پھر یہہ خیال کیا کہ نکاح ہوئے کچھہ دیر نہین ہوئی ہے
لوگ ایکدم نہین چھوڑتے انکی طبیعت میرے دیکھنے سے سیر نہین ہوئی ہے جاؤن تو کیونکر جاؤن اور
پھر جی بھی نہین مانتا اس دلکو کسطرح سمجھاؤن **فرد** دوگونہ رنج و عذاب ست جان مجنون را ✤ بلای صحبت
لیلی و فرقت لیلا ✤ اور یہہ بھی سہی کہ مین وہان گئی مگر کسی نے جو مجھے وہان بیٹھے دیکھا تو وہ اپنے جی مین
کیا کہیگا اسکا چرچا ہمیشہ رہیگا اوسوقت کیسا ملال ہوگا ماری غیرت کے کیا حال ہوگا یہہ سب خام پلاو پکا رہی تھی
دلسے سو سو تدبیرین بنا رہی تھی کہ حضرت عشق نے ہاتھہ پکڑ کر اوٹھایا شرم و حیا کا پردہ رخ سے اوٹھایا
خضر وار اوس تشنہ کام کو آب حیوان پلانے لیچلا زلیخا کو یوسف کی چاہ زنخدان مین گرانے لےچلا یعنی
صنوبر نے ایک سہیلی دلربا نام سے کہا کہ اے دلربا بہر خدا شہزادہ کو کسی صورت مجھے دکھا دے
میرے جیکا وسواس مٹا دے کے مبادا اندرونی کوفت مین میری جان جائے مرض خفقان طبع نازک پر غالب آئے
دلربا نے کہا حضور مین تمپر تصدق ہون اگر کوئی خدمت غیر ہو تو اوسکی بجا آوری مین نہ تاخیر ہو یہہ کون سی بری
بات ہے ابھی چلیے اور دیکھہ آیئے بلکہ اگر کچھہ ہجر کی گرمی طبع نازک پر ہو تو اوسکو شربت وصل پیکر بجھایئے
اور جو کسی کے دیکھہ لینے کا پاس ہے یہی جیکو وسواس ہے تو اسمین کیا کسیکا اجارا ہے یہہ کچھہ چوری ہر
یا چھنالا ہے کچھہ وہم و خیال دلمین نہ لایئے بلا تکلف چلیے خوب مزے اوڑایئے صنوبر یہہ سنکے **آرام دل**
کی عاشق زار غایبانہ ہوئی دلربا کو ساتھہ لیکر روانہ ہوئی قدم آگے بڑھاتے ہی عشق نے دامن اوٹھالیا
اور مثل ہما اوس ملکہ کشور حسن کے سر پر سایہ کیا نقیبون کیطرح آواز لگانے لگا خضر بنکے راہ بتانے لگا صنوبر
حور منظر شرم کی ماری گھونگھٹ نکالی پاینچے اوٹھائے سر جھکائے ہوئے ایک طرف دلربا بیچ مین آنچل نہ پڑا
دوسری سمت عشق بدبلا اس فن کا اوستاد چلی یہہ سامان دیکھکر زہرہ فلک سے پکار رہی ✤ ✤ ✤

شعر خدا جانی کریگا چاک کس کس کے گریبان کو + اداسی اوسکا چلنے مین اوٹھالینا یہہ دامان کا + غرض با ہزاران کرشمہ
وناز وغمزہ وانداز رنگ محل مین داخل ہوئی خاطر مضطر کو تسکین ہوئی دلکی مراد حاصل ہوئی اور جس مقام پر کہ وہ
دلارام مانند مرغ نیم بسمل تھا خرامان خرامان آئی جو ہین نظر ملائی تیغ نگاہ سے گھائل ہوئی طبیعت اور ہی مائل ہوئی
غالب دسی تری نگاہ جگر تک اوتر گئی + دونون کو اک اداسین رضامند کر گئی + دل نیاز منزل زلف
پرخم کا طرّہ بنا تار نظر سے کمان ابرو مین چلہ بندھا آنکھین نظارہ چشم جادو سے حیران ہوئین مردم دیدہ کی
شوخی دیکھکر حجاب پردہ عفت مین نہان ہوئین سنان مژگان سے خوب نیزہ بازی ہوئی دلون سے آگے پرزی
اوڑی جلاد عشق کی اچھی فتنہ پردازی ہوئی شعلہ رخسار سے کاشانہ صبر مین آگ لگی اشکون نے جو بجھانے کا ارادہ
کیا وہ آگ دوچند بھڑکی لب شیرین کی تمنا مین زندگی تلخ ہوئی بیقراری سے آرامشگاہ جان مین تصرف کیا بے
اختیار مضطرب ہوکر روئی جان لبون پر آئی غنچہ دہن کے نظارہ سے عندلیب روح قفس تن مین گھبرائی آہ سرد
دل غم پرورد سے کھینچکر پریشان ہوئی اوس شکل یوسف تمثال کو دیکھکر مانند آئینہ حیران ہوئی بازو کو دیکھکر تمنائے
وصال مین شانہ پھڑکا مگر مرغ دل کو کسی قبلہ رو کی تلاش مین بسمل جو پایا اور کچھہ گمان ہوا جی دہڑکا **مصنف**
یہہ جو سامان ہوئے وہان یکبار + تیر مژگان کی پل مین ہوگئی پار + عشق نے آنکر سلام کیا + آہ ونالہ نے
اپنا کام کیا + پائی رنگین سی دل ہوا پامال + زلفین چہرہ پہ ہوگئین جنجال + سر کو ٹکرایا دیکھہ پیشانی +
اوئی بیتین اوسکی تہی جو پیش آنی + تھا وہان موتیون کا ہار پڑا + عشق یہان بھی گلی کا ہار ہوا + چشمہ چشم تھا جو وہان
جاری + یہان بھی تھی آستین ترساری + تھا جو مرغوب دلکو وہان کوئی گل + یہان بھی دل اوسکا ہوگیا
بلبل + القصہ صنوبر **آرام دل** کو دیکھتے ہی آرام دل کھوبیٹھی اوسکی عاشق زار ہوئی فرط محبت سے نہایت بیقرار ہوئی
بیحواس ہوگئی آگے نہ بڑہ سکی یہہ **شعر** پڑہتی ہی غش آگیا زمین پر گر پڑی **خواجہ وزیر** رکھیو سواد خط رخ شک
قمر سے دور + رہتی ہے جیسے شام الہی سحر سے دور + عشق فتنہ گر نے اپنا کام کیا معشوق کو بھی پابند
آلام کیا گرتے ہی دلربا نے شہزادی کو آغوش مین لیا ہر چند ہوشیار کیا مگر صنوبر نے کچھہ جواب نہ دیا جب تو
بہت گھبرائی شہزادی کو گود مین لیے ہوئے شہزادہ کے قریب آئی اور کہا حضور اوٹھئے میری صاحبزادی
کو سنبھال دیجیے خدا جانے آپ نے کیا جادو کیا ہے کہ میری ملکہ کا یہہ حال ہوگیا ہے واہ صاحب **مصنف**
دم کسیکا جو کوئی بھرتا ہے + یا کسی پر جو کوئی مرتا ہے + وصل مین کیون جی اوسکے ساتھہ بھلا + کوئی ایسی بھی بات
کرتا ہے + **آرام دل** کہ اپنی مصیبت مین گرفتار تھا جان سے بیزار تھا یہہ اشعار پڑھکر اوٹھا اور پلنگ سے
اوتر کر مسند پر آبیٹھا **مصرعہ مصنف** بر بند **مومن خان** مرحوم **دہلوی** ہون مین تو کسی ابروئے خمدار کا بسمل
اک زلف مسلسل کا گرفتار ہے یہہ دل + سن لے میری جان اسمین تو کچھہ بھی نہین حاصل + اپنی تو طبیعت ہے
کسی اور پہ مائل + کچھہ کام نہین پیچ وخم زلف ودوتا سے + کھایا کرے بل سیکڑون یہہ میری بلا سے + رندھ
بارہی سر کہین جدا ہوسے + اوسکا خنجر میرا گلا ہوئے + دم نہ نکلا شب فراق مین بھی + سخت جانی ترا برا ہوئے

دلربا نے جو یہہ باتین سنین متحیر ہوئی لیکن گبھرائی ہوئی تھی کچھہ جواب ندیا صنوبر کو پلنگ پر لٹا کر خواصون کو گرد و پیش سے ہٹا کر ڈہوتے مین سے حمائل قرآن نکالکر ہوا دینے لگی عطر الاکر سونگھایا چہرۂ گلبرگ پر کیوڑے کا چھینٹا دیا غرض سب کچھہ کیا مگر کسی چیز کا اثر نہوا جب بوسے پیرہن دلدار مشام جان تک پہونچی روح کو تازگی ہوئی فوراً آنکھہ کھولدی اپنے تئین دلدار کی جگہہ لیٹے ہوئے اور محبوب کو نیچے بیٹھے ہوئے دیکھکر ناتوانی کے ساتھہ دلربا کا ہاتھہ پکڑکر اوٹھے اور پلنگ سے اوترکے اک طرف بیٹھہ گئے مقابل ہوتے ہی آرام دل گیا دونون طرف سے دل ہل گیا **آرام دل** نے کہا **ناسخ** کیا سحر حسن کی ہے کمر پیچ و تاب مین + یہہ پیچ و تاب کب ہے ہیلا موج آب مین + یہہ سنکے صنوبر کو کچھہ اپنے حسن و جمال کا غرور ہوا تیوری پر بل ڈالکر شہزادی سے آنکھہ ملائی اوسوقت **آرام دل** نے عالم خیال مین اپنے یار سے مخاطب ہوکر کہا **رند** جلوۂ حسن خداداد ذرا دکھلا دے + منکرون کو بھی صنم شان خدا دکھلا دے یہہ کہکر خاموش ہوگیا دیر تک یہی صحبت رہی صُمٌ بکُمٌ کی کیفیت رہی آخر صنوبر نے کہا کہ صاحب ہم تمھارے پاس آئے ہین تم ہمسے بات بھی نہین کرتے ہو ہر دم دم سرد بھرتے ہو کیسپر مرتے ہو یہہ کیا آدمیت ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے مزاج مین بڑی نخوت ہے کہئے تو آپکا مزاج کیسا ہے فرمایئے تو کسواسطے حال ایسا ہے **شعر** کسکی طرف سے آج عبث تجھکو پاس ہے + سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اوداس ہے + **آرام دل** نے جواب دیا **صبیح** کیون آہ آہ ہم نکرین شب سے تا سحر + کیا تجھکو درد ہو تیرا دل تیرے پاس ہے + اے شہزادی بقول **ذوق** شوق نظارہ ہے جب سے اک رخ پر نور کا + ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا + وادئی ظلمت مین اپنی دخل کب ہے نور کا + مہر اک شعلہ سا ہے وہ بھی چراغ دور کا + جانتی ہے جسکو خلقت شعلۂ نار جحیم + سو وہ پنبہ ہے میرے داغ دل محرور کا + دل کا یہہ احوال ہے فرقت مین اک مخمور کے + جیسے مرجھایا ہوا دانہ کسی انگور کا + اے شہزادی **ذوق** مین وہ مجنون ہون جو نکلون کنج زندان چھوڑکر + سیب جنت تک نہ کھاؤن سنگ طفلان چھوڑکر + مین وہ ہون گمنام جب دفتر مین نام آیا میرا + رہ گیا بس منشی قدرت جگہہ وہان چھوڑکر + ہوگیا طفلی ہی سے دلمین ترازو تیر عشق + بھاگے ہین مکتب سے ہم اوراق میزان چھوڑکر + اضطراب دل نہ پوچھہ اک مرغ تو محبوس کو + دیکھہ لے پنجرے مین اے رشک گلستان چھوڑکر + اے جان جہان ہم ایک غیرت گل کے بلبل ہین ایک پری کے دیوانے ہین اوسکے فراق مین حواس باختہ بالکل ہین نہ سر کا ہوش نہ پانون کی خبر ہے درد جدائی سے حال ابتر ہے تصویر دیکھتے ہی محو حیرت ہوئے زلف پیچان کا خم دیکھکر گرفتار دام محبت ہوئے اور حال مزاج ملال امتزاج یہہ ہے کہ تپ فرقت کی شدت سے سینہ مین درد ہر جگہہ ہے طبیعت مکدر ہے بشاشت کوسون دور ہے ملالت کا دلپر اثر ہے لب پر آہ سرد ہے دلمین درد ہے چشم بیمار کے بیمار ہین فرط جنون سے گریبان صبر کے تار تار ہین **مصنف** حال دل اشک و آہ سے پوچھو + مین غلط دو گواہ سے پوچھو + لب گور ہین کلیجہ چھلنی ہے دلمین ہزارون ناسور ہین **ذوق** آچکی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر + ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہمکو + اندنون کچھہ آپ ہی آپ ضبط ہے دل کو جنون سے ربط ہے بظاہر

تندرست ہین مگر دل مردہ ہے گرمجوشی تو کرتے ہین مگر ساتھہ ہی ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھرتے ہین طبع افسردہ ہے غنچہ خاطر باد سموم غم سے پژمردہ ہے اس جان ناتوان کا اللہ نگہبان ہے دم سینہ مین کوئی دم کا مہمان ہے بقول صبیح ہچکی لگی ہوئی ہے ہے وقت دم شماری + کیا حال پوچھتا ہے اے ہمنفس ہمارا + یہہ دل کمبخت رات دن کراہتا ہے وصل دلبر کا چاہتا ہے اسکے ہاتھون ہم اپنی جان سے عاری ہین تپ فرقت سے رنگ فق ہے کلیجہ شق ہے دلمین ہزارون زخم کاری ہین ذوق یہ تو یون مضطرب اور سینہ مین لاکھون روزن + دلکا رہنا نظر آتا نہین اصلا ہمکو تبریہ غم کا استعمال ہے ناخن غم کی خراش سے زخم دلکا عجب حال ہے مومن مرحوم اچھا ہوا نہ زخم دل اپنا کہ ہم اوسے + ناخن سے چھیلتے رہے جون جون بھرا کیا + اب بغیر اوس مسیحا کے کون ایسا ہے جو میرے درد کی دوا کرے اور اس مرض لاعلاج سے شفا دے شعر مرض عشق کی ملتی ہے دوا مشکل سے + ایسے بیمار کو ہوتی ہے شفا مشکل سے + ہر دم یار کا خیال مدنظر ہے اپنی کسے خبر ہے خجر دنکو رخ کی صفائی باتین ہین + شب کو زلف رسا کی باتین ہین + حال مجنون و قصۂ فرہاد + یہہ میری ابتدا کی باتین ہین + دلربا کہ پہلے بھی شہزادہ کی باتین سُن چکی تھی یہ گفتگو اپنی شہزادی کے روبرو سنکر آگ بگولہ ہوگئی جل بھن کر کوئلہ ہوگئی کہنے لگی واہ واہ دولہا میان اوسکو مین اپنی شہزادی کی ایڑی چوٹی پر سے قربان کرون وہ کون بلا ہے آپکی توجان مفت کی ہے کہ بے دیکھے ہر اک پر فدا ہے حضور بس اسوقت ایسی باتین نہ کیجیے ایک تو میری شہزادی کا آپ ہی جی اچھا نہین ہے دوسرے آپ اور آگ لگاتے ہین دل جلاتے ہین ابھی جو اعلیٰ حضرت آپ کی باتین سنین تو کیا کہین آرام دل نے دلربا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ کیا ہم تیرے بادشاہ سے ڈرتے ہین کسی سے کچھ التجا کرتے ہین تجھہ سے کچھ کام ہے تیری ملکہ کا کوئی غلام ہے جو اسطرح آنکھین نکالتی ہر گھڑی پانچ بجے سنبھالتی ہے دلربا نے کہا حضور اگرچہ آپ شاہ ذی الاحتشام ہین مگر قصور معاف آپ تو میری شہزادی کے غلام ہین گھبرایئے نہین جھنجھلایئے نہین صبح کو یہہ بھی کہلادونگی بلکہ انکی جوتی بھی آپ کے سر سے چھوادونگی آرام دل نے کہا ذرا زبان سنبھالو اتنا نہ بہکو ہم سے نوک کی نہ لو ہمنے سلطنت کو پاپوش پر مارا ہے تیری شہزادی کس گنتی مین ہے اور تو کیا ہے اری نادان یہہ سب تیرا خیال خام ہے گھڑی دو گھڑی اپنا اور قیام ہے دم سحر تو خواب مین بھی نظر نہ آئینگی ہم تو چراغ سحری ہین صبح ہوتے ہوتے گل ہوجائینگے دلکا حال بجز خدا کسی پر ظاہر نہین کوئی ہماری حقیقت سے ماہر نہین شعر کہا کے سو رہیے کچھ یہہ جی مین ہے + خیریت ہے تو بس ابھی مین ہاہے حضرت اسد اللہ خان غالب مدظلہ کوئی ان گر زندگانی اور ہے + اپنے جی مین ہمنے ٹھانی اور ہے + آتش دوزخ مین یہہ گرمی کہان + سوز غمہائے نہانی اور ہے + ہوچکین غالب بلائین سب تمام + ایک مرگ ناگہانی اور ہے + صنوبر یہہ سب باتین سنکے سُن ہوئی دلکو خفقان ہوا عجب طرح کی اودھیڑ بن ہوئی ایک آہ سرد کھینچی اور کہنے لگی کہ ہے ہے دلربا بس زیادہ تنگ نکر کیون ان باتون پر مرری ہے انکا دل تو آپ ہی اپنے قابو مین نہین ہے تو کسواسطے

حسرت بہری جی کی ارمان پوری کر رہی ہے ہان ہان صاحب ہم اسی لائق ہین آپ کی جانی حسن و خوبی مین فائق ہین
اور ہمنے تو فرط محبت سے تقاضاے الفت سے آپ کی ملاقات کی جگر کی بیقراری جی کی بیتابی سے آپ
سے بات کی اگر مزاج پرسی مین دل عشق منزل رنجور ہوا تو معاف کیجیے قصور ہوا بغیری ہون آپ کے کیسے
ہی ستم اوٹ نکرینگے + چپ بیٹھ کے ہم کہا ینگے غم اوف نکرینگے + سر تک بھی اگر کاٹ کے پہینکوگے ہمارا
ہم آپ کے قدمون کی قسم اوف نکرینگے + یہہ کہکر رومال منہ پر رکھکر زار زار رونے لگی سوزن مژگان سے
تار نظر مین موتی پرونے لگی آخر وہی عشق کہ جو لیلے کو نجد مین لایا تھا وہی جذبۂ دل کہ جسنے یوسف کو زلیخا تک پہونچایا تھا
وہی الفت کہ جسنے **آرام دل** کو آوارہ وطن کیا وہی محبت کہ جسنے صنوبر پری پیکر کو غرق دریاے رنج و محن کیا
اونھین سب نے یہان بہی تاثیر دکھائی **آرام دل** نے طبیعت کے روکنی کی بہت تدبیر کی مگر کچھ بن نہ آئی ضبط
نہوا اوسکے رونے پر بے اختیار دریاے سرشک آنکھون سے جاری ہوا بیخودی کا عالم طاری ہوا پہر شہزادہ نے
فرمایا کہ صاحب اسقدر کیون روتی ہو کیون اپنی جان کہوتی ہو وصل مین رونا تمھارا ہی کام ہے یہہ کیا شگون بد ہے
اسکا برا انجام ہے مین تو تمھارے بس مین ہون مرغ نوگرفتار کی طرح قفس مین ہون غلام بناؤ گالیان دو
ہم تمھارے تابع ہین جو چاہو کرو بقول **حسن** کبہی یون بہی ہے گردش روزگار + کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار
اور ہمارا تو حال روشن ہے کہ ہر وقت اشکون سے تر دامن ہے ہم تو کسی پری کے دیوانے ہین کسی شمع رو کے
پروانے ہین **نسیم دہلوی** ہم کہے دیتے ہین زحمت خوردہ ہے + دل تو حاضر ہے ولی پژمردہ ہے +
دلربا نے دیکھا کہ صنوبر کی جذبۂ دل نے اثر کیا شہزادہ کچھ کچھ راہ پر آیا جلدی سے جام و صراحی صنوبر کے پاس
لائی اور شہزادی کے کان مین جہککر کہنی لگی کہ اب ذرا اپنے ہاتھہ سے شراب پلاییے یہی وقت ہے ساقی
بن جاییے صنوبر نے ساغر ہاتھہ مین لیکر **آرام دل** سے کہا کہ بہلا اب جو کچھ ہوا سو ہوا ذرا اسمین سے دو ایک
جرعہ میرے ہاتھہ سے پیجیے مجھکو ممنون منت کیجیے **آرام دل** نے کہا لا اوری شراب کیسی نشہ
کہانکا کسی کے مین انتظار مین ہون + مئی محبت جو مین نے پی ہے اوسی کے اب تک خمار مین ہون
کیا تکلف ہے کہ بے آب و خورش جیتے ہین + لخت دل کہاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین + آنکھون مین ہے دم
شراب محبت کا خمار ہے جام و صراحی بیکار ہے اپنا تو دل مئی عشق سے سرشار ہے ایک قطرہ بہی بغیر اپنے
یار کے زہر مار ہے بقول **صبیح** اوٹھا کے پھینک دے ساقی تو میرے آگے سے + بغیر یار کے جام شراب
کیا ہوگا + صنوبر نے کہا یہہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ یہان آپکا ناک مین دم ہے بغیر اوس دلنواز شاہد
ناز کے یہہ شراب آپ کے حق مین سم ہے مگر لللہ آپ کو اوسی صنم کی قسم ہے اسے نوش کر دیجیے اوسکی یاد
مین ہمارے سامنے دو ایک گھونٹ پی لیجیے غرض **آرام دل** نے شہزادی کے اصرار سے یاد
دلدار مین وہ جام پیا پہر انکار نہ کیا سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے کہ **آرام دل** یون مزے اوڑائین اور
وہ نوشاہ سیاہ فام یون ہی ناکام رہجائین صنوبر کو ادہر میلان ہو مسافرخانہ بدوش باختہ ہوش و طرار اوارہ

دلداری کا سامان ہو سچ ہے اسمین کسی کا کیا قصور ہے آدمی بیچارہ مجبور ہے عشق بدبلا ہے اس باغ کی اوہی
ہوا ہے حسن خوب شکل محبوب سے کے سب خواہش مند ہین حسین جہان پسند ہین نالش حق جمیل اور دوست رکھتا ہی جمال
خوبرویون سے محبت خوب ہے + خوبصورت کو اپنے ہمسر کی تلاش ہے یہی بات ہر دم جان خراش ہے
پری کو آدم زاد سے نفرت ہے آئینہ کو غبار سے کدورت کی صورت ہے شاخ گل پر بجاے بلبل قمری کا
بیٹھنا بار ہے سرو پر بلبل کا چہچہے کرنا ناگوار ہے القصہ صنوبر نے عالم مستی اور بیہوشی مین کچھ دست درازی
کی اور شہزادہ سے کہا شعر کچھ مناسب نہین ہے کیا کہیے + جی مین جو کچھ کہ اپنے آتی ہے + اوسوقت
آرام دل نے احوال اپنا صنوبر سے بالتفصیل بیان کیا اور کہا فرد گردش تقدیر و بخت نارسا لایا یہان +
اے صنم اب یاد رکھو ہم کہان اور تم کہان + صنوبر جو اس حال سے باخبر ہوئی بادہ غفلت کا نشہ ہرن ہوا مضطر
ہوئی گہبرا کر دلربا سے کہنے لگی کیون ہمنے جو پہلے کہا تہا وہی ہوا یا تمہارا کہنا صحیح ہوا پھر اک آہ سرد بصد حسرت و یاس
سینۂ سوزان سے کہینچ اور رو کر کہنے لگی درد سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا + بس ہجوم یاس دم گہبرا گیا +
اے شہزادہ افسوس تجھ سا شیرین لب شکر گفتار ہم سے ہمکنار نہو دل ہجوم غم و الم سے کیونکر بیقرار نہو آپ ادہر
تشریف لیجائینگے لوگ ہمین اوس موذی کے پھندے مین پھنسائینگے ہم مرغ نوگرفتار کے مانند قفس تنہائی
مین پھڑک پھڑک کر مرجائینگے خبر کنج خانہ ہے وہی پھر وہ اندھیری شب ہے + پھر وہی ہم وہی تنہائی
وہی یارب ہے + دلربا نے کہا بیگم ایسا نہ گہبراؤ اتنا غم نہ کھاؤ دیکھون تو حضرت شہزادۂ عالم کیونکر جاتے
ہین اور وہ سیاہ فام کیا رنگ لاتے ہین صنوبر نے کہا اے دلربا بقول جرات نہ سامان انکے رہنے کا
نہ کچھ امید طالع سے + دل بیتاب کو کس منہ سے کہیے تک تحمل کر + صنوبر کی آہ و زاری اور اوسکی بیکسی
اور بیقراری سے آرام دل کا آرام دل گیا کمال صدمہ ہوا اپنا سا بیقرار پایا اپنے اوپر قیاس کیا بیچین ہوگیا
آنکھون مین آنسو بھر لایا اور صنوبر سے فرمایا کہ مین تمہارا ہر طرح سے فرمانبردار ہون خوشی تمہاری مجھے بدل منظور
ہے مگر کیا کرون اس دل سے لاچار ہون تم ہی ذرا خیال کرو المرء یقیس علی نفسہ اپنا سا دل اور کا بھی
دل سمجھو تھوڑے دنون اپنی خدمت سے معاف کرو آئینہ خاطر مین کدورت نہ لاؤ میری طرف سے دل صاف
کرو چند مدت اور غم کھاؤ مجھپر کرم کرو اگر میری قول کا اعتبار نہین ہے تو مجھسے حلف اوٹھواؤ جیسی چاہو قسم لو
فرد میرے کہنے کا نہ باور ہو نوشتہ لے لو + ضامن انسان کی عوض چاہو فرشتہ لے لو + صنوبر نے رو کر کہا
اے شہزادہ تجھ سے یہ امید نتھی کہ آتش محبت سینہ مین بھڑکا کر حرف مہجوری زبان پر لائیگا شعلہ رخسار دکھا کر آتش
ہجران مین جلائیگا افسوس میر تقی مرحوم مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا + موم سمجھی تھی ترے دلکو سو تیھر
نکلا + یہہ سب راز و نیاز سوز و گداز کی باتین ہو رہی تھین کہ مشاطۂ صبح نے پیشانی عروس شب پر سہرۂ تار شعاعی
باندھا اور نوشاہ ماہتاب نے مقنع حجاب کا رخ انور پر ڈالا دلربا نے کہا حضور دیکھیے سحر ہوگئی مگر آپ کو یون ہی
روتے ہوئے بسر ہوگئی چلیے اسوقت یہان بیٹھنا مناسب نہین ہے محل مین آپ کی تلاش ہوگی یہہ سنکر

صنوبر آرام دل سے رخصت ہونی لگی اور کہنے لگی اے شہزادہ بہر خدا مجھکو اپنے جی سے نہ بھولانا میری بیکسی پر نظر کرنا پھر آنا نہین تو یاد رہے کہ ہم اپنے جی سے گذر جائینگے آپ کو خبر ہوگی تو آپ ہی افسوس کرینگے پچھتائینگے ہاے ہم پر وہ مصیبت ہے کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے سنتے ہین کہ قیامت آئے گی مگر ہمارے واسطے آج ہی قیامت ہے حضرت نواب اسد اللہ خان غالب مدظلہ العالی آہ کو چاہیے ایک عمر اثر ہونے تک + کون جیتا ہے تیری زلف کی سر ہونے تک + عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب + دل کا کیا رنگ کرون خون جگر ہونی تک + ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن + خاک ہو جائینگے ہم تم کو خبر ہونے تک + کیا کہون پاس عزت اور والدین کی اطاعت ہے ورنہ تمھین اپنے پاس سے ایکدم جدا نہونے دیتی اگر تم نہین مانتے تو خود ہمراہ چلیتی مگر اپنے دل پر جدائی کے صدمے نہونی دیتی آرام دل نے صنوبر سے اپنے پھر آنے کا وعدہ کرکے عہد و پیمان کیا بہت سمجھایا قرآن درمیان کیا صنوبر نے کہا اچھا تمھارا خدا حافظ اور نگہبان علی کی حمایت نبی کی امان دل آپ کے حوالہ کیا اور آپ کو خدا کو سونپا یہہ ہماری یاد دلاتا رہیگا اپنا قصہ سناکر غم و الم خاطر مبارک سے بہلاتا رہیگا مگر میرے دل کی کچھ قدر کرتے رہنا تم + یہہ چلا بہی ناز پرور تھا + یہہ کہکر زار زار روتی ہوئی دلربا کے ساتھ چلی گئی اور موتی محل مین داخل ہوئی صنوبر کے جاتی ہی یاد دلدار نے شہزادی کو پھر پلنگ پر گرایا جسقدر ہنسے تھے اوس سے دو چند رولایا نسیم سحر جو چلی یہہ رات کا جاگا ہوا انگڑانیان لینے لگا فلک تفرقہ پرداز نے اپنا کام کیا یعنی آرام دل نے خیال جانان مین آرام کیا

لیجانا اون پریون کا آرام دل کو پھر اوسی بیابان مین اور روانہ ہونا اوس آرام دل و جان کا تلاش ملک جانان مین سیر باغ بہشت نژاد کے اور ملاقات ملکہ سیمتن پریزاد کی

ارے ساقی او ٹھ جلد بیدار ہو ذرا خواب غفلت سے ہوشیار ہو پھر ایک جام پی اور پلا دے مجھے بہار گلستان دکھا دے مجھے

شہسواران عرصہ داستان ورہ نوردان کوچۂ بیان اشہب جہندۂ قلم کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ جب صبح قریب ہوئی صنوبر مضطر کو فرقت دلدار نصیب ہوئی لعل پری اور سبز پری کہ اوسوقت تک مصنوعی ملازم سرکار تھین محفل مین سرگرم کاروبار تھین آرام دل کو تلاش کرنے لگین رنگ محل مین جو آئین دیکھتی کیا ہین کہ شہزادہ ایک جواہر نگار پلنگڑی پر جوانی کی امنگ مین شبنم کا دوپٹہ تانے سو رہا ہے ناتوانی پانون دبا رہی ہے نسیم سحری کا پنکھا ہو رہا ہے پریون نے شہزادہ کو غافل پاکر اوسی تخت پر آہستہ سے لٹایا جس کروٹ سوتا تھا اوسی کروٹ سولایا پھر آپ سوار ہوین اور تخت کو لے اوڑین اثنا راہ مین دفعتاً آرام دل کی آنکھ کھلی پریون پر نظر پڑی سمجھا کہ یہہ سب انھین کی جعلسازی اور شعبدہ بازی ہے خوف سے پھر آنکھ بند کرلی پریان جہان سے آرام دل کو لائین تھین وہان جا پہونچین شہزادہ کو اوسی زین پوش پر لٹاکر آپ اور طرف روانہ ہوئین یہان شہزادہ نے آنکھ کھولی دیکھا کہ گھوڑے طیار کھڑے ہین اور محمود کسی کی جستجو مین زار زار روتے ہین جانسے بیزار کھڑے ہین آرام دل نے محمود کو پکارا وہ شہزادہ کو دیکھکر دیوانہ وار دوڑا آیا دیکھا کہ شہزادہ کے ہاتھ پانون مین مہندی لگی ہے

گلے مین پہولون کی چہڑیان پڑی پوشاک شاہانہ زیب بدن ہے ہاتھ مین نگنہ عنبر جا ہے عطر کی خوشبو سے جنگل غیرت گلشن ہے متحیر ہوکر پوچھنے لگا حضور خدا کے واسطے بتایئے کہ آپ کہان تشریف لیگئے تھے سب تحفے داغ مفارقت دے گئے تھے فرمایئے تو یہہ کہان فرمے او رات کیا رات بھر مین ملکہ حسن افروز سے شادی کرآے آرام دل نے تمام ماجرا ابتدا سے انتہا تک محمود سے بیان کیا صنوبر کی آہ وزاری اور بیقراری کے ذکر مین شگوفہ تر داماں کیا محمود نے کہا حضور مبارک ہو شگون اچھا ہوا لیکن جب خدا وند کریم آپ کے مطالب بر لائے روز فراق گئے شب وصال کی سحر آئے اوسوقت اپنے عہد و پیمان کے مطابق کیجیے گا اوس سوختۂ آتش فراق کو بھی دم نہ دیجیے گا آرام دل نے کہا اے محمود فرخ میسر ہو وصال یار ہمکو + بھلا ایسی کہان تقدیر میری ہے
ہان اگر خدا مجھکو در دلدار تک پہونچائیگا میرے جیکا مقصد بر آئیگا تو انشا اللہ تعالی ایفاے وعدہ کرونگا اپنے قول پر ثابت رہونگا یہہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا رہبر محمود وفادار ہوا ایک روز چلتے چلتے دوپہر کے وقت آرام دل شدت گرمی سے آب آب ہوگیا تمازت آفتاب کی تاب نہ لا سکا بیتاب ہوگیا اتفاقاً اوس بیابان مین ایک باغ کا دروازہ نظر آیا شہزادہ گھوڑے سے اوتر آیا اور محمود سے فرمایا کہ اسوقت گرمی کی بڑی شدت ہے مارے پیاس کے بری حالت ہے چلو اس باغ مین جی بہلائین تھوڑا پانی پیکر تشنگی بجھائین محمود نے کہا حضور اس رہگذر دشت پر خوف وخطر مین خدا جانے کسنے یہہ باغ بنوایا ہے کون اسکا مالک ہے کسنے اسے تعمیر کروایا ہے واللہ اعلم کسی دیو یا جن کا یہ مسکن ہے یا کچھ طلسمی کارخانہ ہے جلد یہانسے گذر کرنا چاہیے آپکو ابھی مسافت بعید طے کرنی ہے ایسے ایسے مقاموں سے حذر کرنا چاہیے سعدی در بیشہ گمان مبر کہ خالیست + شاید کہ پلنگ خفتہ باشد + اور جو تشنگی غالب ہے دل فردوس منزل پانی کا طالب ہے تو آگے آبادی کا نشان ہے بستی کا گمان ہے وہان چلکر مقام کیجیے گا کھانا کھائیگا پانی پیجیے گا غرض محمود نے ہرچند دم دیا سمجھایا مگر شہزادہ کے مطلق خیال مین نہ آیا بے تکلف باغ مین داخل ہوا محمود نے بھی ساتھ چھوڑا قدم اندر رکھتے ہی دروازہ باغ کا بند ہوگیا محمود نے آرام دل کو جھک کر سلام کیا اور کہا کہ شہزادہ دیکھہ آگے سنجا اب بھی پھر چل جو ہونا تھا سو ہوا حافظ شیرازی علیہ الرحمہ نصیحت گوش کن نادان کہ از جان دوست تر دارند + جوانان سعادتمند پند پیر دانا را + آرام دل نے کہا کہ محمود عیاذاً باللہ بڑھاپے مین تیری تو عقل ماری گئی ہے مجھے بھی کیا خفقان ہوا ہے جو تیرے کہنے سے ایسی سیر چھوڑون اس فضا کی جگہہ سے منہ موڑون محمود نے کہا حضور بہت خوب چلیے اور تماشے دیکھیے آرام دل آگے بڑھا دیکھا کہ باغ بہت عمدہ ہے ہر روش پر سبزۂ نودمیدہ سے فرش زمردین بچھا ہوا ہے ہر جگہہ ہر درخت اپنے اپنے موقع سے لگا ہوا ہے ایک طرف تختہ یاسمن شاہدان سیمتن کی یاد دلاتا ہے مقابل اوسکے لالہ زار اپنے سینہ بے کینہ پر ہزارون داغ کھاتا ہے ایک طرف نرگس شہلا بلبلونسے آنکھین ملا رہی ہے ایک جانب سنبل زار اپنے بل مین آپ ہے پیچ وتاب کھا رہی ہے کہین نافرمان کی شوخی پر صبا نے مارے طمانچون کے منہ نیلا کر دیا ہے کسی جگہہ

نیرنگ ساز عشق سے نے گل اشرفی کا رنگ زرد کیا ہے **قطعہ** گلون پر اس روش سے ہے پیچ سنبل + کہ جیسے عارض محبوبان
پہ کاکل + ہر اک سو جلوہ گر تھے سرو و شمشاد + کہ جیسے جمع ہون خوش رو پریزاد + تر و تازہ بنفشہ اور ریحان +
برنگ خط مشکین عنبر افشان + برنگ چشم فتان چشم نرگس + بہ از چشم غزالان چشم نرگس + اور مرغان خوش
الحان کی صدا بلبلون کے چہچہے جا بجا باغ کے چارون کونون پر چار برج ہمسر گردون دوار اونمین جھرنا جاری
ساونون بہادون کی بہار وسط باغ مین ایک تالاب بیچ مین اوسکے برج عقیق یمنی کا صدہا لعل بے بہا
اور ہزارہا دُر یکتا جڑا ہوا فرش اطلس و کمخواب سے مرتب سجا سجایا اسباب ضروریات سے مرتب یہہ کیفیت دیکھکر
آرام دل نے کہا **مرزا بیدل** خوش ہست سیر ولیکن دل و دماغ کجاست + دل از گلی کہ تسلی شود بہ باغ کجاست
پھر آگے بڑھا ایک بارہ دری سنگ مرمر کی نظر آئی زربفت کے پردے گنگا جمنی چلمنین سرخ اطلس کا سائبان
کھچا ہوا نیچے اوسکے ایک تخت سنگ مرمر کا بہت عریض و طویل بچھا ہوا مگر فرش فروش کے تکلف سے مبرّا
جون صفحہ قرطاس معرّا **آرام دل** بارہ دری کے اندر گیا دیکھا کہ ہر ایک دالان رفیع الشان ہمسر آسمان انجم شیشہ آلات
سے آراستہ یاقوت ہیرا نیلم پکھراج زمرد لعل بدخشان سے ہر در و دیوار پیراستہ ہے نقش و نگار مین ہر سنگ
بحیرت نقش اثر رنگ گل اور بوٹہ کی صفائی پر عقل مانی و بہزاد دنگ گلدستہ ہاے گلاب طاقون پر قرینے سے
دھرے ہوئے شیشہ ہاے شراب کشتیون مین مے انگور سے بھرے ہوئے مسند زر نگار گرد اوسکے سلک دُر
شہوار صدر دالان مین بچھی ہوئی ایکطرف پلنگڑی مرصع پر شبنم کی چادر کھچی ہوئی عطردان خاصدان پان طلائی
کشتیون مین اپنے اپنے موقع سے رکھے ہوئے دواوین اور قصہ ہاے عجیب و یادگار زمان کتاب
دانون مین چنے ہوئے یہہ سب سامان تھا مگر کسی انسان کا کہین نشان نہ تھا **آرام دل** بارہ دری کی تیاری
دیکھکر ششدر رہا ایسے باغ دلکشا اور مکان اعلےٰ کو خالی دیکھکر متحیر ہوا پھر وہ سبزہ زار بغیر دلدار دل و جگر مین نشتر ہوا
تھوڑی دیر ادہر ادہر کی سیر کرکے عازم سفر ہوا اور یہہ شعر پڑہا **رند** سیر کی خوب چنے پھول بہت شاد رہے +
باغبان جاتے ہین گلشن ترا آباد رہے + پھر گھوڑے پر سوار ہوکر تا در باغ آیا دروازہ کو اوسیطرح بند پایا ہر چند
زور لگایا مگر نہ کھلا جب تو بہت گھبرایا محمود سے فرمایا کہ دروازہ کھولنے کی جلد کوئی تدبیر کرو اب ذرا نہ تاخیر کرو محمود نے
کہا حضور مین نے تو پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ ایسی سیر پر لعنت ہزار بار پڑہیے اس باغ کے گل و بوٹہ کو بدتر از
خار سمجھیے آگے نہ بڑہیے مگر آپ نے نہ مانا جو مین سمجھا تھا وہی سامنے آیا اب اسوقت مین کیا کرون کہان
جاؤن کس سے التجا کرون مگر ہان کسیکو تلاش کرنا چاہیے یون نہین بے آب و دانہ اور بے گور و کفن نہ مرنا چاہیے
الغرض **آرام دل** اور محمود ہر چار طرف سراسیمہ و حیران اوس باغ کے باغبان کی جستجو کرنے لگے ماہ ظلمات
مین خضر کی تلاش چارسو کرنے لگے آخر اسی دوا دوش مین قریب وقت شام آیا مگر کہین انسان کا نشان
بھی نہ پایا جب شہزادہ نے دیکھا کہ اب کہین گریز کی راہ نہین پیجیے تو کیا کیجیے کوئی مقام پناہ نہین سمجھا کہ پیمانۂ
عمر شراب حیات سے معمور ہوا یہین تک زندگی تھی رنج والم صدمۂ دوری کہ ہر وقت ہمدرد تھا شکر خدا کہ دستبردار ہوا

پرافسوس کہ وصال یار کی دلمین حسرت ہے آئینۂ دل مین بہی کدورت ہے حضرت اوستاد غالب ظلہ العالی
حیران ہون دلکو روؤن کہ پیٹون جگر کو مین + مقدور ہو تو ساتھ رکھون نوحہ گر کو مین + پہر بیخودی مین بہول گیا راہ کوی یار
ہر ایک سے پوچھتا ہون کہ جاؤن کدہر کو مین + آخر لاچار وہ دلفگار اور محمود غمگسار ایک درخت کے نیچے مایوس غم و
الم سے مانوس ہوکر بیٹھے آرام دل جب بہت بیقرار ہوا تو یہہ فرمایا اور اشکبار ہوا مصنف فرقت مین بہان
لبون پہ مری جان زار ہے + آئے اجل کہ تیرا فقط انتظار ہے + القصہ دونو اوسی درخت کے نیچے بیٹھے
رو رہے تھے رہائی کی فکر مین غلطان پیچان ہو رہے تھے کہ ایک طوفان عظیم نمودار ہوا سیاہ آندہی اوٹھی گردش
مین گردون دوّار ہوا دفعتًا وہ باغ اور مکان ہلا اور ہوا کے زور مین سوے آسمان چلا یہہ سانحہ دیکھکر محمود گہبرا یا
آرام دل نے آنکھین بند کرلین غشی کا عالم ہوا کلیجہ تھرّا گیا تھوڑی دیر مین وہ باغ پہر روبزمین ہوا دامن کوہ
قاف مین جاگزین ہوا شہزادہ نے آنکھ کہولی دیکہا وہی مکان اور باغ ہے مگر صدہا دیو اور پریزاد اپنے اپنے
کاروبار مین مصروف ہین کوئی روشنی کی تیاری کر رہا ہے جہاڑ فانوس مین لال سبز بتیان لگاتا ہے کوئی فرش
درست کرتا ہے کوئی دیوارگیرون پر کنول چڑہاتا ہے دیو غل مچاتے ہین کودتے اور اوچہلتے ہین اور میوے
کہاتے ہین آرام دل کو جو حواس آئے نظر بچاکر محمود کو تو روش سے ایک تختہ مین گرا دیا اور خود بچالاکی
ایک درخت پر چڑہ گیا دیکہا کہ پہلے چند پریزاد شیشہ ہاے گلاب لیکر آئے اور تخت سنگ مرمر جو بارہ دری کے
صحن مین بچہا ہوا تہا اوسپر وہ گلاب چہڑکا پہر فراشون نے آکر اوسپر فرش بچہایا جابجا پہولون کے ڈہیر
لگادیے ایک سمت صدر مین مسند تکیہ لگایا خواصون نے کشتیان شراب ناب کی رکھین قریب اوسکے قابین
گزک اور کباب کی رکھین شاہدان دلنواز اور مطربان خوش آواز آنکر جمع ہوئے اپنے اپنے ساز درست کرنے
لگے تمام دیو اور پریزاد اپنے اپنے موقع اور مراتب سے جابجا دست بستہ کہڑے ہوئے منتظر آمد سواری
چہوٹے بڑے ہوے کہ دفعتًا ایک تخت روان ہمراہ اوسکے ہزارہا پریان آسمان پر سے صحن باغ مین
نازل ہوا اوترتے ہی سب پریون نے گہیر لیا چارو طرف سے صداے بسم اللہ بلند ہوئی طبع ہر ایک خورسند
ہوئی اوس تخت پر سے ایک پری نہایت کمسن ازسرتاپا جواہر مین جڑی بڑے ناز سے اوتری مثنوی
ناز و انداز تازہ کرتی ہوئی + چلی ہر گام گل کترتی ہوئی + جونہین اوسنی اوٹہائی رخسے نقاب + کہل گیا قصر
حسن کا ایک باب + سکو دہوکا ہوا کہ چاند ہوا + چاند بہی دیکہہ اوسکو ماند ہوا + سرخ رخسار جب نظر آیا +
لالہ نے داغ رشک سے کہایا + القصہ اوس بلقیس ثانی نے تخت پر جلوس فرمایا بزم عشرت کو غیرت کاشانہ
عروس فرمایا زمرد پری کا طایفہ کہڑا ہوا ناچ گانے کا سماں بندہا اوسوقت اوس شہنشاہ حسن و خوبی نے اپنے
خواصون سے ارشاد کیا کہ ہمارا مہمان کہان ہے جلد جاؤ اور ہاتہون ہاتہہ لاؤ دیکہو تو اس پرستان کا سلیمان
کہان ہے یہہ سنتے ہی پریون کو اوس یوسف ثانی کی تلاش ہوئی ڈہونڈہتے ڈہونڈہتے بجان خراش ہوئی آخر جہان
شہزادہ بیٹہا ہوا تہا اوس درخت کے نیچے پہونچین شہزادہ کو دیکہتے ہی بفراست دریافت کرگئین کہ بیشک

یہی شخص ہماری شہزادی کا مہمان ہے ورنہ اور آدم زاد کا اس مقام مین گذر ہونا کیا مجال ہے کیا جان ہے یہہ کہکر
جلد تر آرام دل کو اوس درخت پر سے اوتار زیر قدم آنکھون کا فرش بچھایا مثل گل بازی کی ہاتھون ہاتھ
اوس گلبدن کو بتعظیم تمام انجمن مین لا بٹھایا **مثنوی** نظر آیا جب وہ مہ چاردہ + اوٹھی پیشوائی کو وہ رشک مہ +
کہا آؤ صاحب بس اب کیا ہے دیر + کرو اپنے دیدار سے مجھکو سیر + رہی آج تک مین بہت خستہ حال + پریشان
وحیران وسرگشتہ حال + مگر خوش ہوا اب دل بیقرار + کرون شکر احسان پروردگار + توقف اگر اور ہوتا کہین
تو مین آپ لاریب آتی وہین + یہہ کہہ اور جلدی پکڑ اوسکا ہاتھ + برابر بٹھایا اوسے اپنے ساتھ + یہہ سنکے
آرام دل انجمن چارو طرف دیکھنے لگا اور دلمین کہنے لگا کہ یہہ تو عجب ماجرا ہے کچھہ سمجھہ مین نہین آتا کیا قدرت خدا
ہے کہ ابھی تو ایک بند سے رہائی ہوئی ہے پھر قید فرنگ کا سامنا ہے الہی کبھی مین اس قید سے رہائی
بھی پاؤنگا یا یون ہین پریشان وسرگردان ہوکر اسی کشمکش مین مرجاؤنگا پری نے شہزادہ کو حیران دیکھکر حال
استفسار کیا پریشانی کا سبب دریافت کرنے مین بہت اصرار کیا آرام دل نے کہا صاحب مجھکو سخت حیرت
ہے کہ آپ کو یہ تو معلوم ہوا کہ ایک شخص اس باغ مین ہمارا مہمان ہے مگر یہہ نسمجھا کہ کس جگہہ کا رہنے والا ہے
کون ہے کیون خستہ جان ہے پری نے کہا کہ یہہ تو ہم جانتے ہین کہ آپ شہزادہ والا تبار ہین شاہ چین آپکے
والد بزرگوار ہین سرزمین چین آپکا مقام ہے شہزادہ آرام دل آپکا نام ہے مگر یہہ سمجھہ مین نہین آتا کہ آپکا حال
پریشان کیون ہے چہرہ گلبرگ سے عشق کے آثار نمایان ہین ہردم چشم گریان کیون ہے بہر خدا اس ماجرائے
حیرت افزا سے جلد خبردار کیجیے حال اپنا کچھہ اظہار کیجیے مین بھی تو سنون اگر کوئی مرض ہو تو اوسکی دوا کرون
آرام دل نے جواب دیا **جرأت** دل کی خبر نہ پوچھو کچھہ آج کل عزیزو + کیا جانئے دل کہان ہے دو چار دن سے
اپنا + صاحب ماجرائے دل قابل بیان نہین ہے **فقرہ** رویم بہین حالم مپرس + یہی ایک جملہ ہے زیادہ بیان
کی تاب وتوان نہین ہے اور رونے کا حال کیا پوچھتے ہو **سودا** بہنا کچھہ اپنے چشم کا دستور ہوگیا + دی تھی
خدا نے آنکھہ سو ناسور ہوگیا + یہہ سب باغ وبہار اپنی آنکھون مین بدتر از خار نظر آتا ہے حال دل بیان کرنے مین
خون ہوکے منہ کو جگر آتا ہے **درد** گل وگلزار خوش نہین آتا + باغ بے یار خوش نہین آتا + اے جنون جیب
مین تیرے ہاتھون + ایک بھی تار خوش نہین آتا + یہہ کہکر خاموش ہوگیا یاد چشم میگون جانان مین جھوم کر مست
اور مدہوش ہوگیا پری نے شہزادہ کے نحوائے کلام سے دریافت کیا کہ بیشک کسیکا عاشق زار ہے کسی
تیر نگاہ کا فگار ہے جی کو سنبھال کر کہنے لگی کہ اے شہزادہ مین پردہ قاف کے بادشاہ کی بیٹی ہون ملکہ ستمین میرا
نام ہے حسن وخوبی مین لاثانی ہون راجہ اندر بھی تابع فرمان بلکہ ایک ادنے غلام ہے ایام طفولیت مین اپنی بڑی
بہن کے ہمراہ تخت طاؤس پر سوار ہوکر واسطے سیر ملک چین کے گئی تھی ایوان شاہی مین تجھہ گل اندام کو خاص محل
کے بام پر دیکھا کہ زمرد کے چھپر کھٹ پر عجب انداز سے خواب ناز مین پڑا سوتا ہے اب اوسوقت مین کیا کہون
جو اوسدم میرا حال ہوا عشق نے دلمین گھر کیا جی نڈھال ہوا بڑی بہن کے سبب سے کچھہ بس نچلا خاموش ہو رہی

مگر دلپر جو صدمہ زیادہ ہوا تو وہین بیہوش ہو گئی **مصنف** مجھسے جو لونا ہ مقابل ہوا + مثل کتان ٹکڑے میرا دل ہوا
سیر جو کی لالۂ رخسار کی + داغ جدائی مجھے حاصل ہوا + میری بہن مجھے بیہوش دیکھکر گھبرائی ڈری کہ شاید کسی نے جادو
کیا ہوا اسلیے جلدی سے انگشتری سلیمانی میرے ہاتھہ مین پہنائی جب مجھے گونہ افاقہ ہوا مجھو دیکا سبب پوچھنے لگی مین نے
بہانہ کر کے کہا کہ اسوقت ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہے مجھے نیند آتی تھی مین سو گئی خیر اوسوقت کی بات تو رفت
گذشت ہو گئی جب مکان پر آئی دن بھر جی بیچین رہا طبیعت بہت گھبرائی وہان سے آکر باغ مین ٹہلنے لگی گل و گلزار
کی بہار سے کچھہ طبیعت بہلنے لگی آخر خدا خدا کر کے شام ہوئی دعا میری قبول بدرگاہ ملک العلام ہوئی اوسوقت
مین تنہا بذات خاص صرف ہمراہ ایک خواص تخت پر سوار ہو کر پھر اوسیطرف روانہ ہوئی وہان پہونچکر اوسی محل کے
بام پر اوتری چارو طرف تیری تلاش کی کہین نہ پایا بہت جستجو کی لیکن تو نظر نہ آیا لاچار مایوس ہو کر با دل داغدار
یہہ شعر آستانہ مبارک پر قلم مژگان اور شنجرف لخت دل سے لکھکر روبسوے خانہ ہوئی **مصحفی** اگرت حبیب باشد
بدرت رسیدہ باشد + چو ترا ندیدہ باشد چہ قدر طپیدہ باشد + الغرض تجھکو ندیکھا تو دل کو صدمہ کمال ہوا باغ ارم
مین پہونچی پھر تو یہہ حال ہوا کہ ہر روز بیتابی دل ستانے لگی ہر ساعت موت اپنے مزے چکھانے لگی ایک روز
تنہائی مین بیٹھی رو رہی تھی تیرے فراق مین بیقرار ہو رہی تھی ایک خواص نے عرض کی کہ حضور کسی طرحکا رنج و الم
نکرین مین نے گردش سبع سیارہ سے دریافت کیا ہے کہ جس شخص کے آپ عاشق زار ہین جسکے واسطے حضور
بیقرار ہین انشاء اللہ تعالی چار برس مین اوس سے اور آپ سے ملاقات ہو گی جس امر کی حضور کے دلمین تمنا ہے
وہ بات ہو گی لیکن حضور فلانے مقام پر ایک باغ اور مکان کی تعمیر کا حکم دین اور بعد تیاری کے اوسکو عجائبات
اور طلسمات سے مرتب کرین وہ شخص چار برس کے عرصہ مین سرگشتہ بادیہ غربت اور آوارہ صحرا اسے کربت ہو کر
اوس باغ مین آئیگا خوب سیر کر کے جب ارادہ جانیکا کریگا ہرگز جانے نہ پائیگا غرض اسے شہزادہ یہہ کلام
جب سُنا اوسوقت باغ اور مکان کی تعمیر کے لیے مین نے حکم دیا جب باغ اور مکان میرے حسب دلخواہ تیار ہوا
دل بیقرار کو کچھہ قرار ہوا اوس روز سے مین نے تنہائی اختیار کی امید وصال مین ایک ایک دن گننے لگی رات دن
صدمہ فراق سے جان کھویا کرتی اور عالم تنہائی مین یہہ اشعار پڑھ کر رویا کرتی **نسیم لکھنوی** عالم کا تیرے
جہان بیان ہے + بیتابی دل جہان جہان ہے + زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو + دیوانے کا پانون درمیان ہے
ذرہ کا بھی چمکیگا ستارہ + قائم جو زمین و آسمان ہے + جو داغ کہ مہر ہے فلک پر + دلمین میرا اب تلک نہان ہے
اسے شہزادہ آخر خداوند کریم نے تجھہ سا بیوفا کی صورت دکھائی خدا خدا کر کے آج جی کی مراد پائی اب مین دیکھتی ہون
کہ تو بھی کسی گلبدن کا بلبل زار ہے معلوم ہوتا ہے کہ خدنگ عشق سے سینہ فگار ہے **حضرت اوستاد غالب**
ہوئی جنسے توقع خستگی کی داد پانے کی + وہ ہمسے بھی زیادہ کشتہ تیغ ستم نکلے + اب بہر خدا چندے وزیہان کرم فرمائیے
پرستان کی سیر کیجیے یہان کی چیزین کہا ییے بالتفصیل حال بیان کیجیے اور جب تک ہم نہ کہین جب تک یہانسے
نہ جایے پریون کے ساتھہ مزے اوڑاییے **وصل سے کامیاب ہونا تمن جان جہان کا**

اور رخصت طلب کرنا آرام دل عازم کوے جانان کا پلا ساقیا جام آتش لباس + کہ دلکو ہے میرے ہوس بیقیاس + عروج طبیعت دکہاؤن تجہے + نیا ایک قصہ سناؤن تجہے +

محرران جادو نگار و راقمان فسونکار لوح قرطاس پر نقوش بیان داستان یون مرتسم فرماتے ہین کہ جب آرام دل نے یہہ قصہ سنا نہایت حیران ہوا جی مین کہنے لگا یک نشد دو شد یہہ تو بلا کی طرح پیچہے پڑی اب مین کسطرح اسکے دام سے رہائی پاونگا ملک فارس تک کیونکر جاؤنگا سوا اسکے یہہ پری مین انسان دیو اسکے تابع فرمان اب سوا سچ بولنے کے چارہ نہین بے مرضی اسکے یہانسے رہائی غیر ممکن ہے کوئی سہارا نہین یہہ سمجہکر تمام و کمال احوال ماضی و حال اپنا آرام دل نے اوس بدر کامل سے ظاہر کیا اوس سوختہ آتش محبت کو ملکہ حسن افروز کے عشق سے ماہر کیا سمتین پری جب سب حال سن چکی تو مخاطب ہوکر بولی کیون حضور ذرا انصاف کیجیے تقصیر میری معاف کیجیے کہ ہم تو آپ پر اپنی جان فدا کرین اور آپ بے دیکہیے اور کا دم بہرین صاحب ہمنے چار برس کامل تمہارے فراق مین صدمے اوٹہائے رات دن دعائین مانگین اور تمہارا یہہ کلیجہ کہ ایسا کلمہ زبان پر لائے ہوا افسوس اگر ہم جانتے کہ آپ ایسی بیوفائی کج ادائی کرینگے تو کیون آپ پر جان نثار کرتے دربدر خاک چہانا پہرتے جرات جستجو مین دل کے بہلانے کے جی کہونا پڑا + جو ہنسی کی بات تہی سو اوسکا اب رونا پڑا + سچ تو یہہ ہے بیجگہہ ربط اندنون پیدا کیا + سوچ ہردم ہے یہی ہمکو کہ ہمنے کیا کیا + آرام دل نے کہا صاحب کیا دشمنون پر مصیبت پڑی ہے جو ٹہنڈی ٹہنڈی سانس بہرتی ہو ہر گہڑی نالے کرتی ہو سمتین نے کہا لا ادری ہم ترے واسطے مجنون بہی ہوئے + مورد گردش گردون بہی ہوئے + ظلم کے گرچہ سزاوار نہ تہے + پر ترے عہد مین ہم یون بہی ہوئے + تو ملے غیر سے اور یہان میرے + مفت مین دیدہ و دل خون بہی ہوئے اے شہزادہ تو جانتا ہے کہ مین اس پرستان کے بادشاہ کی دختر ہون مجہے سب طرحکی قدرت ہے اگر مین اپنی سلطنت پروری کرون تو تجہے ہرگز بجانے دون لیکن کیا کرون کہ تو میرا محبوب ہے ہر ادا تیری میرے دلکو مرغوب ہے اور دنیا مین سبہون نے اپنے معشوقون کی ناز برداری کی ہے دین و دنیا دونون سے گذر گئے ہین ظلم سہتے سہتے مر گئے ہین اسلیے تیرا جور و ستم اپنے نزدیک کرم سمجہتی ہون تیری رضا اپنی جان شیرین پر مقدم سمجہتی ہون بہرکیف آج کی شب یہین آرام کر میرے زخم دل کا مرہم وصال سے التیام کر صبح جو کہیے گی بجا لاؤنگی یا تجہکو وہان پہونچا دونگی یا حسن افروز کو جسکا تو دیوانہ ہے یہان لے آؤنگی اس گفتگو سے آرام دل کے چہرہ کا رنگ اوڑ گیا خوف سے ڈرا اور سوچا کہ مبادا یہہ پری طیش مین آکر مجہے گرفتار بلا کرے ایسا نہو کہ جادو کردے پہر یہہ خیال کیا کہ آخر یہہ بہی تو شہزادی ہے بہولی بہولی شکل وضع سادی سادی ہے علاوہ اسکے تمپر مرتی ہے تمہارے اوپر اپنی جان فدا کرتی ہے آؤ آج یہین گذر کرو ہونی ہو سو ہو آجکی شب اسیجا سحر کرو یہہ تصور کر سمتین پری سے کہا کہ صاحب مین تمہارا تابعدار ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن مگر اتنا امیدوار ہون کہ صبح کو جو مجہے نذر کیجیے گا جانے وقت نہ توکیے گا یہہ کہا اور بقول حسن پکڑ ہاتہہ مسند پہ کہینچا اوسے + محبت کے رشتہ مین اینچا اوسے

ملکہ ستین کہ پہلے ہی شہزادہ کے ہر ایک ادا پر فدا تہی اس بیبا کی پر اور بہی مر گئی تمناے وصال اور بہی زیادہ ہوئی
چادر شرم و حیا سر سے اوتر گئی مست ہوکر بلائین لینے لگی سینہ بسینہ لب بلب ہوکے بیشمار بوسہ دینے لگی خواجہ
حیدر علی آتش مرحوم بے گنی بوسہ لینگے رخ دلپسند کے + عاشق ترے پڑہے نہین علم حساب کو +
یہہ کیفیت دیکھکر سب پریان وہان سے ہٹ گئین کچہہ درختون مین جا کے چہپین کچہہ کمرہ کے دروازہ مین چہپ گئین
فقط ایک خواص باقی رہی جو اس حال سے خبردار تہی محرم اسرار تہی وہی ساقی رہی یہان تو یہہ صحبت تہی اور وہان
یہہ کیفیت تہی کہ جب سے محمود گرا تہا اوسے کچہہ خبر نہ تہی بیہوش پڑا تہا چند پریان جو اوسطرف جا نکلین دیکہتے
کیا ہین کہ ایک شخص اندہا نہ اسی برس کا سن و سال سر اور ریش کے سفید بال سبز عمامہ سر پر عباے عنابی در بر
خضر صورت پیشانی پر نماز کا گٹا بظاہر مردہ کی شکل مگر اچہا ہٹا کٹا ایک درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے
پریان دیکہکر متعجب ہوئین باہم کہنے لگین کہ دیکہو اس باغ مین سواے شہزادہ کے اور کون ایسا ہے جسکا یہان
گذر ہوا یہہ انسان بہی کیسا پیر نابالغ ہے کہ اسکو کچہہ اپنے جان کا نہ خطر ہوا آخر ایک جو اون سب مین کرٹے دلکی
تہی آگے بڑہی اور محمود کا ہاتہہ پکڑ کر اوٹہانے لگی اوسکو جو ہوش آیا آپکو ملک الموت کے پنجہ مین پایا سمجہا کہ قضا
آن پہونچی شہزادہ کو خدا جانے کیا کیا اب ہماری بہی جان نہین بچتی یہہ سمجہکر عاجزی سے کہنے لگا کہ مین اوس شہزادہ
کا نوکر ہون جو اس باغ مین آیا ہے غرض سب پریان محمود کو بیچ مین گہیرے ہوئے جہان آرام دل اور ملکہ
ستین بیٹہے ہوئے اختلاط کر رہے تہے لیکر آئین ستین محمود کو دور سے دیکہتے ہی شہزادہ کے پیچہے چہپ گئی
اور پوچہنے لگی کہ یہہ کون ہے آرام دل نے کہا صاحب یہہ ہمارا یار غمخوار جان نثار ہے اس مصیبت مین اس نے
ساتہہ دیا ہے یار وفادار ہے یہہ کہہ رہا تہا کہ محمود آیا پہلے تو ملکہ ستین کے حضور مین آداب بجالایا پہر آرام دل
کو تسلیمات کرکے قدمبوس ہوا اور ایکطرف لب فرش مودب بیٹہہ گیا پریون نے حال محمود کی بیہوشی اور راز خود فراموشی
کا حضور مین ملکہ ستین کے عرض کیا پری اوسکی باتون کو سنکر زیر لب مسکرائی اور دیر تک اوس سے ہنستی
رہی جب رات بہت گذری محفل راگ رنگ برخاست اور بزم عیش و نشاط آراستہ ہوئی ملکہ ستین نے خواص کو اشارا
کیا کہ جلد جام و صراحی لا اسحر ساقی نرگس کے دور یہہ موسم ہے غنیمت + پیری مین جوانی کے مزے یاد کرینگے +
بمجرد ایماے ملکہ اوس پری نے ایک جام بادہ گلفام سے لبریز کرکے شہزادہ کو دیا آرام دل نے وہ ساغر
ستین کو پلایا اور دوسرا جام اوسکے ہاتہہ سے آپ پیا محمود تو ایک ہی پیالہ مین بیہوش ہوگیا پہر تو یہہ کیفیت ہوئی
کہ ستین نشہ شراب سے بیخود ہوکر آرام دل کی گود مین گر پڑی شہزادہ نے جی مین کہا کہ واقعی یہہ پری تمہاری
عاشق ہے اور سچ تو یون ہے کہ صحبت کے ہی لایق ہے عالم شباب ہے اوٹہتی جوانی ہے چلو مزے
کرو یہی لطف زندگانی ہے القرض آرام دل نے پری کو گود مین اوٹہا لیا اور بارہ دری کے اندر جا کر
چہپر کہٹ مین لٹا دیا جگانے کے لیے گدگدیان کین آوازین دین چٹکیان لین آخر جب خوب ملا دلا گدگدایا تو ذرا
ملکہ کو ہوش آیا آنکہہ جو کہولی وصال یار سے بغل گرم پائی یاوری بخت اور فرط محبت سے باغ باغ ہوگئی

پہولون نہ سمائی پہرادہی حالت مستی وسرور مین آرام دل سے کہنے لگی کیون جی مین اگر صبح کو تمہین نہ جانے دون تو تم
کیا کرو ع ذرہ انکا مجہے جواب تو دو آرام دل نے کہا صاحب اگر یہی ارادہ ہے تو ہمین کیا چارہ ہے کسکا اجارہ ہے
ع ہرچہ آید بر سر فرزند آدم بگذرد ٭ مین حاضر ہون پہر درویش بر جان درویش اور اسکا مین کیا جواب دون مگر اتنا سمجہ لو
کہ اگر عہد شکنی پر کمر باندہو گی تو ہمین زندہ نہ پاؤ گی باور ہے کہ بہت پچہتاؤ گی یہہ کہتے ہی خیال جانان مین آنکہون سے آنسو گر پڑے
ستمین پری نے بلائین لیکر کہا کہ مین تو ہنستی تہی تمہین محک امتحان پر کستی تہی کہ دیکہون تم کتنے ہو دل کے کرے ہو
یا بودے ہو شعر ذرا سی بات مین رنجیدہ ہوگئے صاحب ٭ عبث ہے رونا اجی دیکہو وہ ہنسی آئی ٭ یہہ کہکر
ہم آغوش ہوئی نشۂ شہوت سے بیہوش ہوئی مثنوی بدن یار سے بدن جو ملا ٭ ستیون نے دکہایا اور مزا
٭ گال رگڑے تو ہونٹ چوسے کبہی ٭ لیے گردن کے خوب بوسے کبہی ٭ مزا پایا جوبون جوانی کا ٭ اور گیا رنگ
لن ترانی کا ٭ آرام دل اگرچہ فراق محبوب وصال نامرغوب سے بیچین ہو رہا تہا مگر نہ رہ سکا اور مست بادۂ انبساط
ہوکر شراب وصل پینے اور پلانے لگا مثنوی پہر تو دونون طرف کی لذت تہی ٭ ایک امگون پہ کیا طبیعت تہی ٭
کہل گئے دل جو رنگ وصل بندہا ٭ دونو جانب سے خوب پیار ہوا ٭ آخر ایسی گاؤ زوریان ہوئین کہ دونو تہک گئے
شربت وصل پیتے پیتے جہک گئی اس عرصہ مین سپیدۂ صبح نمودار ہوا ستمین پری کا جی بیقرار ہوا آرام دل حمام
مین گیا وہان سے آیا محمود کو جگایا محمود نے کہا کہ حضور اب آپکا تو پری سے وصال ہے ملک فارس جانا امر محال ہے
سبحان اللہ حضور بہی کیا چیز ہین یا تو باین شور اشوری یا باین بے نمکی خیر شکر خدا کہ اب آپ کی طبیعت کچہہ کچہہ بہل گئی
ایک شغل پیدا ہو گیا ہے ذرا سنبہل گئے ہے آرام دل نے کہا محمود مصلحت وقت یہی تہی جو ہمنے کیا ہے
اے عزیز اوس نے رخصت کے لیے قسم سلیمان علیہ السلام کی کہائی ہے مجہے قول دیا ہے اگر ہم ایسا نکرتے
تو تم یہان قید مین جان سے گذر جاتے کبہی رہائی نہوتی تڑپ تڑپ کر مرجاتے یہہ کہکر شہزادہ ستمین کے پاس آیا
اور کہا کہ اب رخصت پری نے جواب دیا صاحب رخصت چہ معنی دارد تمنے سنا نہین نسیم لکہنوی آنا ہو
تو ہاتہہ سے نہ دیجے ٭ میرا اس مصرعہ پر عمل ہے تمہارے دماغ مین تو خلل ہے شہزادہ نے کہا نسیم لکہنوی
جاتا ہو تو اوسکا غم نکیجے ٭ یہہ مصرعہ عمل کے لائق ہے اوس سے فائق ہے ستمین بولی کہ چہ خوش میرے
آپکے جو عہد و پیمان ہوا ہے اوسکو وفا کرتی ہون ایکدم توقف کرو ملکہ حسن افروز کو یہان لاکر تمہارا کلیجہ ٹہنڈا
کرتی ہون آرام دل نے کہا بس خدا کے واسطے آپ اتنی تکلیف نہ کیجیے مجہکو بہ یک بینی و دو گوش یہان سے
رہائی دیجے صاحب ذرا خیال کرو کہ مین نے جو اپنا گہر بار چہوڑ کر سلطنت کو خاک مین ملایا تو کیا اس واسطے
کہ آپکے پاس بیٹہہ رہون اور مزے کرون جسکے واسطے سرگردان ہوا ایک عالم کی خاک چہانی خستہ و پریشان ہوا
اوسکو اس حکومت سے بلوالون یہہ تو عاشقی نہوئی رنڈی بازی ہوئی محبت نہوئی جعلسازی ہوئی ستمین نے کہا
صاحب اتنی مشقت اوٹہاتے ہو منزلون بیکار جاتے ہو اگر کہو تو ابہی یہین بیٹہے بیٹہے تمہارے معشوق کو
بلوالون آرام دل نے کہا ذرا اتنا تو سمجہو کیا ہم اتنے نہ تہے کہ شاہ فارس سے بذریعہ نامہ و پیام درخواست

اپنی شادی کے کرتے مگر اپنا جی ہے اسپر حکومت نہین چلتی یہ عاشقی ہے یہان کسے کے دل نہین لگتے اب مین تمہارے
روسے کب رکتا ہون ہزار کہو مین کب سنتا ہون مجھے اپنے معشوق کو یہان بلوانا منظور نہین معاف کیجے آپکو اسقدر تکلیف کرنا
کچھ ضرور نہین ہے سیمتن پری نے دیکھا کہ شہزادہ بگڑ بیٹھا اب کسی طرح نہ ملنے کا منع کرون گی تو خوب چھنے گی زیادہ کچھ بولون گی
تو دشمنون کے جان پہ بنے گی مصنف مثنوی سے ہے زبس اسکو عشق کا آزار + شب فرقت نے کردیا ہے نزار + اب نہ کچھ تم
زبان سے کہنا + دکھ جو ہون ہجر کے وہ سب سہنا + عقل زائل ہے ہوگیا ہے خبط + آج کل ہے اسے جنون سے ربط +
جیب ودامن کہین نہ چاک کرے + نہ کہین آپکو ہلاک کرے + فدا تو ہو ہی رہے تھے عاشق تھے علاوہ اسکے اپنے قول کے
بھی صادق تھے کہنے لگے کہ اچھا ہم آپکو اس شرط سے جانے دیتے ہین ایک بات کی قسم کہاؤ تو یہان سے قدم اوٹھانے
دیتے ہین کہ جب آپ اپنے ملک کیطرف مع الخیر والعافیۃ مراجعت فرمائین تو ہم سے پہر اسی باغ مین ملاقات کرین اور ہمین بہی
اپنے سلک زوجیت مین لائین آرام دل نے کہا ہان یہ بات مجھے بدل وجان قبول ہے اس امر مین آپکا اتنا مبالغہ محض
فضول ہے مین قسم کہاتا ہون کہ جب میرا مقصد حاصل ہوگا تو انشاءاللہ تعالے تم بھی فائز المرام ہوگے اگر میرے جیکی
آرزو برآوے گی تو خدا نے چاہا یہ بات بھی بخوبی انجام ہوگی سیمتن نے کہا کہ دیکھو تم قسم کہاتے ہو خدا کو شاہد درمیان لاتے ہو
ذرا اپنے قول پر ثابت قدم رہنا ورنہ وعدہ خلافی کی سزا خوب پاؤگے میرے ہاتہ سے بچکر نجاؤگے اچھا سید
محمد خان رند بس اب آپ تشریف لیجائیے + گذرتی ہے جو کچھ گذر جاے گی + طبیعت کو ہوگا قلق چندروز + ٹھہرتے
ٹھہرتے ٹھہر جاے گی + مگر محمود کو میرے پاس چہوڑ جائیے کہ یہی شخص ملکہ حسن افروز پر عاشق ہونے کا باعث ہے
اور اسوقت بھی آپکو ترغیب دیکر لے چلا ہے اسکی یہی سزا ہے کہ یہان باغ کے ایک گوشہ مین بیٹھا رہا کرے اپنے جورو
کے فراق مین جلا کرے تا اسکو بہی معلوم ہو کہ فراق محبوب اسے کہتے ہین اور عاشق اپنے معشوقون کے اسطرح دکھ سہتے ہین
یون بیقرار رہتے ہین قطعہ معلوم تو ہو ہجر کے صدمون کی حقیقت + گذری ہی بہت عیش سے اب یاد کرین گے + تم جاؤ
بس اب ہمسے نہ اسمین کرو اصرار + چہوڑا اسے ہمین انکو نہ آزاد کرین گے + محمود یہ غضبناک گفتگو پری کی سنکر لرزگیا جی کڑا
کرکے کہنے لگا کہ حضور اگر فدوی کو پہلے سے آپکے تعشق کا حال اپنے شہزادہ کے ساتہ معلوم ہوتا تو اپنے آقا کو آپ ہی کی ملاقات
کی نہ ترغیب دیتا اس خدمت کے صلہ مین حضور سے خوب انعام لیتا مگر افسوس مین بڑا بدنصیب ہون کہ اس مضمون سے
نہ خبردار ہوا آج اپنے آقا کا ساتہ کرکے حضور کے نزدیک دشمن ٹھہرا تقدیر کا سزاوار ہوا سیمتن نے کہا کہ جو کچھ ہو سو ہو مگر
تجھے اب بچنے دون گی تو جتنا جی چاہے غل مچا لیکن مین ایک نہ سنون گی محمود نے کہا حضور زہے نصیب اور خوشا طالع
میرے کہ آپ مجکو اس التجا اور تمنا سے اپنے پاس رکہین اور زہے تقدیر میری کہ حضور مجھے اس باغ مین رہنے کی
اجازت دین اس محبت پر بھی اگر مین درخواست جانے کی کرون تو بڑا بدنصیب ہون گستاخی معاف بقول شخصے لا اعلم
جب کہ ہم تیرے آستان سے گئے + ہمنے جانا کہ دو جہان سے گئے + ملکہ سیمتن محمود کی ان حرکتون اور تمسخر کی
باتون سے دلمین مارے ہنسی کے لوٹی جاتی تھی مگر ہنسی کو ضبط کرکے کہنے لگی کہ لو صاحبو اور سنو چونچلے کی خوبی دیکھو ان
شیرین باتون سے کوچہ عشق مین آپ کا بھی فرہاد نام ہوا اسمہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت حضرت بھی ہماری محبت کا

دم بھرتے ہین شوق تا کہ مشہور ہون ہزارون ہین + ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین + ارے لوگو ع مینڈکی کو
بھی لو زکام ہوا + ہان کوئی ہے کہ اس نامعقول کو اس بے ادبی کی سزا دے یہ سنتے ہی دس بیس دیو محمود کیطرف جھپٹے پری
نے اشارہ سے منع کیا اور نظر کرم سے دیکھکر دفع کیا آرام دل نے کہا صاحب ہم سنا کرتے تھے کہ لیلی کا کتا بھی پیارا ہوتا ہے
عاشق کو لوسی کے دیکھہ لینے کا سہارا ہوتا ہے مگر یہان تو ہم نئی رسم دیکھتے ہین کہ اس نوبت مین ایک ہمارا آدمی ہے اوسکے
سب دشمن ہین یہان تک کہ جب آپکا اشارہ پاتے ہین تو دیو بھی لپک لپک کر آتے ہین سمین نے کہا صاحب بخدا یہ تمہاری
خاطر ہے کہ مینے اسکو چھوڑ دیا ورنہ یہ اس بیحیائی اور گستاخی کا خوب مزا چکھتا پھر کبھی ایسا نہ بہکتا یہ کہکر انگشتری حضرت سلیمان
علیہ السلام کی آرام دل کی انگلی مین پہنا دی اور کہنے لگی کہ لو اب تم پر کسی طرح کا جادو اثر نکریگا پھر سفید دیو کہ سردار سب دیوونکا ہردم
دست بستہ کھڑا تھا اوسکے سر مین سے پانچ چار بال توڑ کر شہزادے کو دئے اور کہا کہ جسوقت تمکو کوئی کار مشکل یا کوئی امر ایسا
در پیش ہو کہ جسکے انجام کے لیے پس و پیش ہو اوسوقت تم ایک بال کو اس مین سے دونو سرے پکڑ کے کھینچنا یہ
دیو تمہارے پاس حاضر ہوگا جو حکم دوگے بجا لائیگا اگر کچھ عذر کریگا تو خوب سزا پاویگا القصہ آرام دل کو یہ سب مراتب سمجھا کر
پری نے دیو سے فرمایا کہ جہان سے اس باغ کو لایا ہے پھر وہان پہونچا دے اور یہ غزل پڑہی **مصنف** اے مرے
دلربا خدا حافظ + چھوڑ کر مجکو جا خدا حافظ + تیرا ضامن ہے ضامن وثامن + ساتہ مصطفی خدا حافظ + بیٹھہ جیسے کہا تا
سے ہے مجکو + یونہین منہہ بھی دکھا خدا حافظ + مجکو بیتاب چھوڑے جاتا ہے + اے میرے مہ لقا خدا حافظ + تیری فرقت
مین دیکھئے کیا ہو + آسکے کیا کیا بلا خدا حافظ + تو نے مجسے تو بیوفائی کی + خیر اے بیوفا خدا حافظ + جس جگہہ جاے تو
معین اللہ + گھر ہین بر ہین سدا خدا حافظ + اسے تحسین اب گلے لگا کے مجھے + تو بھی کہلے ذرا خدا حافظ + شہزادے
نے بھی کہا خدا حافظ اور دیون نے آسمان کیطرف ہاتہ بلند کرکے ایک آواز دی کہ سارا مکان ہل گیا پھر وہی تاریکی اور
طوفان ہوا کا زور شور وہی سب سامان نظر آیا مگر جہان پری اور آرام دل اور محمود تھے وہان یہ سب آثار نہ موجود تھے تھوڑی
دیر مین وہ باغ اور مکان جہان پہلے نصب تھا قائم کیا گیا اور شور و غل موقوف ہوا اسمیتن پری نے شہزادہ سے کہا کہ حضور
اب بسم اللہ کیجے دیر لگانے جسطرف سے آپ آئے تھے وہی راہ موجود ہے پھر ملانے والا وہ معبود ہے **صفیر** جیسے
جاتا ہے تجھے یار خدا پھر لاتے + تجکو اللہ بت ماہ لقا پھر لائے + پھر پری نے شہزادہ کو گلے لگا کر رخصت کیا اور محمود
سے کہا کہ اچھا بچا تم بھی جاؤ مگر خبردار میرے شہزادہ کا ساتہ نچھوڑنا ورنہ خوب مزا چکھوگے ذرا اسکو خوب سمجھہ لینا محمود نے
دونو ہاتھون سے سلام کرکے عرض کی کہ حضور کیا مقدور جو کبھی اپنے آقا سے جدا ہوون اگر اسمین ذرا اختلاف ہو تو
بیشک لائق سزا ہون یہ کہکر گھوڑے حاضر لایا آرام دل سوار ہوا ہمراہ وہی محمود وفادار ہوا اسمیتن پری تا در باغ پہونچانے
آئی جونہین شہزادہ نے پیٹھہ موڑی پری کی آنکھون مین آنسو بھر لائی مگر کیا کرے مجبور تھی کہ خاطر محبوب ہر نوع منظور تھی
غرض آرام دل پری سے رخصت ہو کر ملک فارس کو روانہ ہوا یہان محفل کا تمام برہم کارخانہ ہوا اسمیتن اوسیوقت با چشم
گریان و دل بریان تخت پر سوار ہو کر کوہ قاف مین داخل ہوئی شب و روز غم کہا کہا کے بسر کرنے لگی شہزادہ کے عشق
مین مثل ہلال کاہیدہ وہ بدر کامل ہوئی تمام باغ سنسان ہوگیا مسکن زاغ و بوم وہ مکان ہوگیا یا تو وصال طالب

ومطلوب سے ہرجن وانس پہولون نہین سماتا تہا نہال تہا پہر غور کرکے جو دیکہا تو گویا خواب تہا یا خیال تہا دنیا جاے دید ہے کبہی وصال یار کبہی فراق دلدار دونو توام ہین مگر شب وصال گویا عاشقون کو صبح عید ہے فراق کے نام سے صدمہ ہوتا ہے دلبر الم ہین ہجر یار اگرچہ نہایت جان گداز ہے مگر سچ پوچہئے تو کچہ اسمین مزا ہے لا اعلم جو مزا انتظار مین پایا + نہ کبہی وصل یار مین پایا + وزیر +

صد چاک ہو وہ دل کہ جو پردرد آشنا نہو   ہوٹے وہ آنکہہ جس سے کہ آنسو گرا نہو

داستان بیقراری صنوبر شہزادی اور اوس شاہد باطن کی ستمگاری پہر چند سوال صنوبر سوختہ جگر کے شہزادہ سیاہ فام سے اور لاجواب ہونا اوسکا اوس کلام سے اور آشکار ہونا حال آرام دل کا

اوٹہا ساقیا ساغر میکشان + کہ پہر چہیڑون گذری ہوئی داستان + پلادے پہر ایک ایک جام شراب + کہ بیخود ہون سب اور نہ دین کچہ جواب + وہ کیسی تہی شادی کہان کا وصال + نہ حاصل ہوا کچہ بجز انفعال + مصنف خاکسار اور خامہ جگر افگار حال صنوبر عاشق زار یون رقم کرتا ہے کہ جب صنوبر پری پیکر شہزادہ آرام دل سے رخصت ہوکر دلہا کے ساتہہ محل مین تشریف لائی وہ آنا کیا تہا گویا اوسکے سر بلا آئی آتے ہی منہہ لپیٹ کر چہپر کہٹ مین لیٹ رہی مگر چپکے چپکے روتی رہی آنسو سے منہہ دہوتی رہی دلربا کہ محرم راز تہی خیر خواہ جان باز تہی چہپر کہٹ کے پردے گرا کے پاس بیٹہہ گئی اور پنکہا جہلنے لگی جو کوئی پوچہتی کہ دلہا دلہن کہان ہین تو اون سے کہتی کہ ارے چپ رہو بیگم صاحب تمام رات جاگی ہین جی اچہا نہین ہے رات بہر راحت نہین ملی ہے ابہی آنکہہ لگی ہے دو گہڑی سو رہنے دو آنکہہ لگنے کا نام جب صنوبر کے گوش زد ہوتا بے اختیار کلیجہ مین درد ہوتا اپنے حال کو خیال کرکے چیخین مار مار کے رونے کو جی چاہتا مگر کیا کرے افشائے راز کے سبب ضبط کرتی تہی جو زیادہ بیچین ہوتی تہی تو در پردہ آنسو پونچہ لیتی رطب کرتی تہی **فرد** جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو + یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بہی نصیب نہو + یہان تو اسکو اتنی ہی بات غنیمت تہی کہ سونے کا بہانہ تہا وہان لوگون کو ریت رسم کی پڑی تہی اور ہی کارخانہ تہا یعنے زنانی مجلس محلین آراستہ ہوئی سمدہنیں آکر مجلس مین بیٹہین ڈومنیان گانے لگین اتنے مین غل ہوا کہ دولہا محل مین آتا ہے یہ سنکے جتنی چہپنے والیان تہین چارون طرف کوٹہون پر چڑہ گئین کچہ پردے مین چہپ چہپ کے دیکہنے لگین جو ذرا بیچیا تہین وہ وہین اڑ گئین دیکہتے کیا ہین کہ ایک لنگڑا حبشی کیصورت مہادیو کی مورت سر گنجا ہاتہہ ٹنڈا پاؤن سے لنگڑا سر مین بڑے بڑے گڑہے عمیق انسان تہا یا بچہ شیطان غرض نطفہ نے تحقیق **شعر** شتر لب غول منظر خوک دندان خرس پیشانی + تصدق میشود ہر دم براو غول بیابانی نسیم لکھنوی دانت اوسکے گورکن قضا کے + دو نتہنے رہ عدم کے ناکے + زنبور سیاہ خال اوسکی + برگد کی جٹائین بال اوسکے + دو چار خواصون کے بیچ مین کہ خاص اوسے کیطرف کی تہین جریب کے سہارے سے زمین پر پاؤن سے اُتو کرتا ہوا اس لنگڑے پن پر لپنے لپنے قدم رکہتا ہوا آکر مسند پر اپنی مان کے پاس بیٹہہ گیا اس ماجرا حیرت افزا اور سانحہ ہوش ربا سے ساری محل مین ایک تہلکہ عظیم واقع ہوا کسی نے زانو پیٹ کر کہا کہ ہئے ہئے لوگو یہی ہماری شہزادی کا دولہا ہے کوئی بولی نہین ری دیوانہ معلوم ہوتا ہے راستہ بہولا ہے کوئی رو کر کہنے لگی کہ ہاے یہی کمبخت ہماری بیگم کے

نصیب مین لکھا تھا کسی نے کہا اسمین کسکا اجارہ ہے اونکی تقدیر مین یونہین ہونا تھا ایک نے کہا بہن ہم تو سنتے تھے
کہ حضرت جہان پناہ بارات کے روز دولہا کے یہان تشریف لے گئے تھے اور دولہا کو اپنے آنکھہ سے دیکھکر بہت خوش
ہوتے تھے مگر ماشاء اللہ وہ تو برعکس اوسکے ظہور مین آیا سب لوگون کو کیا خیال تھا اور کیا ہوگیا ادہر تو یہ غوغا تھا اور اودہر
یہ سانحہ برپا تھا کہ بیگم صاحبہ نے جو داماد کی شکل دیکھی پہلے تو خوف سے ڈری پہر سمدہن سے پوچھنے لگی کہ کیون بی بی یہی
آپ کے صاحبزادے ہین جنکے ساتہ میری لڑکی کے ساتہ شادی ہوئی ہے وہ یہی شہزادے ہین پہر کہا لوگو بتاؤ کہ
میری بچی کہان ہے دلربا نے کہا حضور یہان چہپرکہٹ مین آرام کرتی ہین بادشاہ بیگم نے کہا مجھے ہرگز اعتبار نہین تم لڑکی کو کمرہ
مین لے آؤ اور دالان مین قفل لگاؤ دلربا شہزادی کو دوسرے کمرہ مین لے گئے دو چار خواصون کو حفاظت کے واسطے
اپنے پاس رکھا اور مکان کو مقفل کردیا صنوبر جب تک باہر رہی جان دینے پر برابر مستعد رہی اپنے جیمین سمجھے ہوئے تھی کہ
اگر ذرا بھی اوس مردود کیطرف سے کسی امر مین سبقت ہوئے تو فوراً آپکو ہلاک کرون گی اس بکھیڑے کو پاک کرون گی کہ نہ
ہم ہون گے نہ فلک کے جور و ستم ہون گے مگر جب جا سے محفوظ مین آپکو دیکھا شکر خدا کیا اور کہا کہ دلربا دیکھئے کیا فتور
برپا ہوتا ہے آتا جان اون بدبختون سے اسقدر اولجہی تو ہین لیکن خدا خیر کرے دیکھئے کیا ہوتا ہے اور ہماری آبرو کا تو خدا حافظ
و نگہبان ہے کیون کہ ہم تو پہلے ہی اپنی جان اوس جان جہان پر تصدق کئے بیٹھی ہین مگر افسوس یہی ہے کہ جب تک
یہ کمبخت دم ہے فراق محبوب وصال نا مرغوب ہمارا ہمدم ہے **جراءت** خدا کیواسطے سینہ کو کوئی چاک کرو +
کہ جان بلب ہین بہت دل کے اضطراب سے ہم + **ولہ** مرض عشق کو تہوڑا نہ سمجہنا اے دل + لیکن کام کریگا یہی
آزار تمام + یہ کہتے ہی سیل اشک آنکھون سے جاری ہوا پہر وہی رونا اور غشی کا عالم طاری ہوا دلربا نے ہرچند سمجہایا خاطر آشفتہ
کو بہلایا کہ بیگم برائے خدا تمھین اپنے اوسی محبوب کی قسم جسے چاہتی ہو ذرا اپنے دل کو ٹھہراؤ اور کسی خیال مین بہلاؤ کسی اور
شغل سے تسکین دو مگر بہلا اوسکی کون سنتا تھا **لا ادری** جسپہ گذری ہو یہ وہی جانے + جو کہ بیدرد ہو وہ کیا جانے +
عشق کا مزا عاشق ہی خوب جانتا ہے اس ستمگار کی تیغ جفا کے سامنے وہی سینہ سپر کرتا ہے کلیجہ تانتا ہے **خواجہ**
وزیر دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو + ناآشنا کو بھی الم آشنا نہو + القصہ بادشاہ بیگم نے ایک خواجہ سرا کو
حکم دیا کہ اس پلید کا ہاتہ پکڑ کے کالا منہہ کر خواجہ سرا نے بموجب حکم دولہا کے قریب آکر دست بستہ عرض کی کہ خداوند ہم حضور
کے بندہ اور فرمان بردار ہین مگر کیا کرین حکم حاکم مرگ مفاجات اس سے لاچار ہین اب عرض یہ ہے کہ حضور یہان سے
اوٹھین اور باہر تشریف لے چلین شہزادہ لیک تو غصہ مین بھرا بیٹھا ہوا تھا یہ سب باتین سنکر اور بھی جل گیا ایسا طیش مین
آیا کہ جامہ سے باہر نکل گیا پہر وہی چہری جو چلنے کے وقت بارتی پاے شکستہ کی مددگار تھی اوٹھا کر خواجہ سرا کے سر مین
اس زور سے ماری کہ سر دو ٹکڑے بلا فرق ہوگیا دریاے خون مین سر سے پانون تک غرق ہوگیا اس واردات سے
محل مین ایک تہلکہ پڑ گیا سارا کھیل بگڑ گیا جہان پناہ کو خبر ہوئی وہ سنتے ہی گھبرائے ہوئے محل مین تشریف لائے ساتھ
وزیر اعظم بھی آتے بادشاہ نے محل مین جاکر دیکھا کہ لبسنت خواجہ سرا خون مین ڈوبا ہوا ہے عجب حال ہے کہین
دستار کہین جوتا کہین رومال پہر طرفین کی خواصین آپسمین فضیحتی کر رہی ہین طعن و تشنیع کا بازار گرم ہے نفسانیت پر مر رہی ہین

بیگم صاحبہ نے بادشاہ سے کہا کہ حضور ذرا اپنے داماد فرخندہ نہاد کو ملاحظہ کرین سب سے پہلے دیکھا ہے کچھ اوسکے ہاتھ مین دین جوڑا
بادشاہ نے اوس زنگی شہزادہ کو دیکھا حیرت سے انگشت بدندان ہوا دیر تک اسیطرح عالم تحیر مین رہا آل کار سوچکر نہایت تفکر
مین رہا آخر اوس بادشاہ کی جعلسازی پر ایسا غصہ آیا کہ اگر وہ اوسوقت وہان موجود ہوتا تو بیشک نیست و نابود ہوتا مگر بادشاہ نے دفعتاً
بگاڑنا مناسب نجانا غصہ کو ضبط کرکے اپنی سمدہی کو بلوایا وہ آیا دونون نے کرسیون پر جلوس فرمایا بادشاہ نے دولہا کے باپ سے
کہا کہ درمیان سلاطین عظام اور شاہان ذی الاحتشام کے ایسی دغابازیان اور افترا پردازیان ہمنے تو نہ کسی تواریخ مین دیکھین
اور نہ کبھی سنین بھلا یہ کیا حرکت تھی کہ آپنے اپنے لڑکے کو تو چھپا دیا اور ایک شخص غیر کو دولہا بناکر نکاح پڑہوا دیا پھر ارادہ ہے کہ
دولہن کو یہان سے زبردستی لیجائین گے حکومت کو کام فرمائین گے دولہا کے باپ نے جواب دیا کہ صاحب آپ کیا فرماتے ہین
یہ میرا وہی لڑکا ہے جسکو آپنے برات کے روز دیکھا ہے بادشاہ نے کہا سبحان اللہ شاید آپنے مجکو اندہا بنایا ہوا سمجھکر یہ فقرہ سنایا
یہ گفتگو دوبدو ہو رہی تھی کہ دلربا نے اپنے بادشاہ سے عرض کی خداوند چھوٹی بیگم صاحبہ فرماتی ہین کہ مین اپنا قصہ آپ
فیصل کرونگی آپ کسی طرحکا تردد نفرمائین مگر امیدوار ہون کہ آپ دونو صاحب معہ شہزادہ بلند اقبال ذرا پردہ کے قریب
تشریف لائین جو مین سوال کرون شہزادہ اوسکا جواب دین اور حضور غور فرمائین اگر فی الحقیقت یہ وہی شخص ہین جنکے
ساتھ میرا نکاح ہوا ہے تو پھر اسکا تردد کیا ہے جو تقدیر کا لکھا تھا سو ہوا ورنہ بصورت خلاف جیسا ہوگا سمجھا جائیگا یہ کلام
شہزادی کا دولہا کے باپ نے پسند فرمایا بیٹے کا ہاتھ پکڑکے قریب دالان کے آیا شاہ عالم پناہ نے بھی بموجب درخواست
شہزادی وہین جلوس فرمایا دلربا نے صنوبر کیطرف سے اوس زنگی ملعون سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحب آپنے
بعد نکاح کل شب کو کہان آرام کیا تھا کس جگہہ سوئے تھے کس مکان مین مقام کیا تھا پہلے اس سوال کا جواب
دیجیے تو پھر آگے حوصلہ کیجیے شہزادہ پہلے تو سنکر خاموش رہا پھر اپنے باپ کے اصرار سے کہنے لگا کہ مین تو اپنے
خیمہ مین روز جہان سوتا تھا وہان سویا تھا یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ بس کیجیے اسی بات پر اختتام ہے زیادہ گفتگو طول
کلام ہے ہمکو خوب معلوم ہوا کہ آپ وہی شہزادے ہین زیادہ کہنے کے ناحق ارادے ہین پھر اوسکے باپ سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ بسم اللہ اب دیر نہ لگائیے بہت جلد یہان سے تشریف لیجائیے نہین تو خدا جانے کیا ہوجائیگا
یاد رکھیے کہ حشر برپا ہوجائیگا بادشاہ یہ سنکر بڑے غصہ مین اوٹھا اور بیٹے کو ہمراہ لے اپنے فرودگاہ مین آیا آتے ہی
فوج مین طبل جنگ بجوا دیا افسرون کو لڑائی کا حکم سنا دیا اور کہا کہ اگر زندہ ہون تو اس قلعہ کو توڑونگا اسنے جیسے ذلیل
کیا ہے مین بھی اسکی بیٹی لے ہی کے چھوڑونگا یہان وزیر با تدبیر نے اپنے بادشاہ کی تیور بدلی ہوئی دیکھکر فوج کو
آراستگی کا حکم دیا تھا برجون پر توپین چڑہا دین تھین تمام قلعہ کو آراستہ کیا تھا جب اوس بادشاہ کو مغلوب الغضب جاتے
دیکھا اپنے گمان کا شک جاتا رہا یقین ہوا پھر تو اوسنے شہر اور قلعہ کا قرار واقعی بندوبست کرلیا لاکھون من غلہ قلعہ مین
بھرلیا ہر چیز کا ہر جگہہ انبار تھا کسی چیز کی کمی نہ تھی فقط اسی بات کا انتظار تھا کہ پہلے اودہر سے سبقت ہو تو پھر ادہر سے
مار دھاڑ کی نوبت ہو یہان بادشاہ صنوبر کے پاس آیا اور بہت ہی پیار کرکے پوچھنے لگا کہ بیٹیا بیان تو کر یہ کیا قصہ ہے
کیا واردات ہے عقل حیران ہے کہ تو اسقدر ملول کیون ہے یہ کیا بات ہے صنوبر اس کلام کو سنکر اسقدر روئی کہ ہچکی

بدہ گئی آخر ضعف سے غش آگیا بادشاہ کی گود مین گر پڑی **مثنوی مصنف** عشق کی ہے عجب فسون کاری + ہے جہان سوز اسکی چنگاری + کہین طرہ ہے یہ حسینون کا + کہین غازہ ہے مہ جبینون کا + یہی کرتا ہے عاشقون کو تمام + الحذر الحذر معاذ اللہ + خوف آتا ہے نام سے اسکے + دل لرزتا ہے کام سے اسکے + یہی مجنون کا دستگیر ہوا + یہی فرہاد کا مشیر ہوا + یہی وجہ فغان بلبل ہے + یہی پیوستہ رگ گل ہے + یہی سرو جہان گلشن ہے + یہی قمریکا طوق گردن ہے + یہی عاشق کا دل جلاتا ہے + یہی سبزگیان دکہاتا ہے + یہی باغ جہا مین خار ہوا + گلرخون کے گلے کا ہار ہوا + الغرض رہتا ہے یہی دلمین + یہی ہے سبکے آب و گل مین + بادشاہ نے صنوبر کو اوٹہا کر چہاتی سے لگایا اور بیقرار ہو کر رونے لگا دامن و آستین بہگونے لگا دیر تک یہی حال رہا دلپر صدمہ رہا ملال رہا آخر بادشاہ نے کہا کہ بیٹیا بتا تو سہی کہ تیرے دلپر کیا گذر رہی ہے تو کیون اسقدر بیتاب ہے اور رو رو کے اپنی جان ہلکان کر رہی ہے مین بھی تو سنون اگر کسینے کچہ کہا ہو اوسکی زبان نکلوا ڈالون جو کسی سے کچہ خدانخواستہ اور طرحکا صدمہ پہونچا ہو تو بیان کر کہ اوسکو سزا دون غرض بادشاہ نے ہر چند صنوبر سے پوچھا مگر وہان تو خیال مین کوئی اور ہی پیارا تہا اظہار مطلب کا کب یارا تہا سکتہ کا عالم ہو گیا کچہ جواب نہ دیا جب تو بادشاہ اپنے دل مین سمجہا کہ **حضرت غالب** بیخودی نے سبب نہین **غالب** + کچہ تو ہے جسکی پردہ داری ہے + پہر دلربا سے فرمایا کہ سچ بتا یہ کیا معاملہ ہے نہین تو ابھی زندہ دیوار مین چنوا دون گا نام و نشان تیرا حرف غلط کیطرح صفحۂ دنیا سے مٹا دون گا دلربا اس گفتگو سے لرزان ہوئی ہاتہ جوڑ کر کہنے لگی کہ حضور اس داستان کو ابتدا سے انتہا تک سنین اور بیگم کے صحت کی کچہ تدبیر کرین کہ جب شادی کی دہوم ہوئی تہی تو ہماری بیگم کو یہ خبر اوڑتے اوڑتے معلوم ہوئی تہی کہ دولہا بہت بدشکل ہے یہ سنکر بدرجۂ کمال الم ہوا محل شادی خانۂ ماتم نظر آنے لگا لوگون کی بیخبری پر بہت غصہ آیا دل ہی دل مین پیچتاب کہایا شرم سے کچہ کہہ نہ سکین اندر ہی اندر گہٹنے لگین ہر روز چہرہ زرد ہونے لگا منہ پر ہوائیان اوڑنے لگین مینے غمگین دیکہکر سبب رنجش کا پوچہا مجہسے حال دل ظاہر کیا راز نہفتہ سے اس کنیز کو ماہر کیا مینے دل بہلانیکی بہت تدبیر کی مگر اونکا وہی حال اونہین سب باتون کیطرف خیال رہا میرے افہام و تفہیم نے کچہ نہ تاثیر کی آخر جب نکاح ہو چکا دولہا رنگ محل مین گیا اوسوقت سبہون نے آکر دولہن کو گہیر لیا اور کہنا شروع کیا کہ حضور کسطرحکا تفکر اور تردد خاطر مبارک مین نہ لاتیے صورت غمگین بدل ڈالیے ہمنے آپکے دولہا کو دیکہا ہے ماشاء اللہ نہایت خوبصورت نوجوان ہین چشم بد دور بہت حسین رشک خوبان جہان ہین **نظم** قمر اوسکے جبین سے داغ کہاتے + مہ نو پیش ابرو سر جہکاتے + حضور بخدا اسے لایزال **رنگ** زیادہ برگ گل سے اوسکے چہرہ پر صفائی ہے + مین اون ہاتہون کے صدقے جسنے وہ صورت بنائی تہے جناب عالی جسقدر تعریف اور توصیف مین اوس شاہزادیکے وہ لوگ مبالغہ کرتے تہے اوسیقدر ہماری بیگم صاحبہ جہوٹ جانتی تہین زار زار روتی تہین اور کسی کا کہنا نہین مانتی تہین آخر جب لوگون نے دیکہا کہ انکا شک کسی طرح رفع نہین ہوتا ناچار کہا کہ اچہا اگر ہمارا کہنا آپکے نزدیک راست نہین ہے تو آپ چلکر اپنی آنکہہ سے دیکہہ لین اسمین کچہ مضائقہ کی بات نہین ہے یہ سنکر ہماری بیگم سبکے کہنے سننے سے کئی خواصون کے ہمراہ بحفاظت تمام رنگ محل مین گئین اور دیکہتے ہی بیک نگاہ اوس حور شمائل غارت گر کشور دل کو دل دی بیٹہین سودائے عشق مول لے بیٹہین اور بیچین ہو کر قصد

اوسکے پاس جانیکا کیا اس ارادہ سے ہم سب نے اونکو بہت سا منع کیا مگر اونہون نے کسی کی نہ سنی اور بے خوف و خطر شوق ملاقات
مین اوسکے پاس جا بیٹھین جنے منع کیا اوسکو دو چار سخت سست سنا بیٹھین اور جا کر پہلے اوسکا نام ملک کا پتا اور احوال دریافت
کیا بعد الاستفسار معلوم ہوا کہ یہ شاہ چین کا فرزند ارجمند ہے ملکہ حسن افروز شہزادے ملک فارس کے عشق مین دردمند ہے اوسی
کی تلاش مین مسافرانہ چلا جاتا تہا اثناے راہ سے کوئی اوس گم کردہ کاروان صبر و قرار اور روے نادیدہ یار کو یہان لے آیا اور
جبراً قہراً دولہا بنا کے ہماری بیگم کے ساتہ نکاح پڑہوا دیا جنابعالی جب یہ حقیقت ہماری بیگم کو معلوم ہوئی تو گویا ع سمند شوق پہ ایک
اور تازیانہ ہوا + دشمنون کی اور بری حالت ہوگئی ایک تو اپنی خوبی قسمت کا غم دوسرے عشق کا ظلم و ستم تیسرے معشوق کو اپنی
طرف التفات کم اوسپر مفارقت محبوب کا الم طرہ یہ کہ وہ بھی عشق کے ہاتہون مبتلاے اندوہ و غم یہ سب خیالات او توہمات جو آکر تو ام
ہوئی دم بخود ہونین غشی کی نوبت ہوگئی یہ حال دیکہکر اوس بت بیوفا کے دلپر فوراً عشق کا اثر ہوا یعنے اوسنے ہماری بیگم سے وعدہ
کیا کہ انشاء اللہ تعالے مین عنقریب فارس سے فائز المرام ہوکر آتا ہون اور تمکو اپنی سلک زوجیت مین لاکر اپنے ملک کو لے
جاتا ہون ازبسکہ عشق ہماری بیگم صاحبہ کا صادق اور وعدہ بھی اوس غیرت ماہ کا واثق معلوم ہوتا ہے تو کیا عجب کہ عنقریب ہماری
صاحبزادی کی تمناے دلی برآئے شب فراق کٹی روز وصال کی سحر آئی لا اوری یارب اندر دل آن خسرو شیرین انداز +
کہ برحمت گذری بر سر فرہاد کند + بادشاہ اس حال کو سنکر آب دیدہ ہوگیا اور صنوبر غمدیدہ و مضطر کو کہ اوسوقت تک دسکی چشم
نرگسین سے قطرات اشک شبنم آسا ٹپک رہے تہے گلے لگایا اور بہت تسکین دیکر فرمایا کہ بی بی اپنے دلکو غمگین نکرو مین تمہارے
دولہا کو جسطرح سے ممکن ہوگا تلاش کر کے بلواونگا اور اوس موذی بذات ابلیس صفات کو خوب ٹھیک بناونگا یہ کہکر
محل سے برآمد ہوا وزیر اعظم کہ دست بستہ حاضر تہا تسلیم بجالایا اور ہاتہ جوڑ کر یہ کلمہ زبان پر لایا کہ خداوند اوس بادشاہ روسیاہ
نے زیر دیوار شہر پناہ بہت سامان لڑائی کا کیا ہے اور اپنی فوج کو آجکی رات ہمارے شہر مین شبخون مارنے کا حکم دیا ہے
لیکن خاکسار نے سب سامان جنگ و جدال واسطے سزا دہی اوس بد خصال کے تیار کر رکہا ہے تمام فوج کو آمادۂ جنگ
و پیکار کر رکہا ہے اب اس بارگاہ سے جیسا حکم نفاذ پاوے ویسا عمل مین آوے بادشاہ وزیر باتدبیر کی دانش اور ہوشیاری
پر بہت مسرور ہوا اور اوسیدم تخت پر جلوس فرمایا پہر اوسے وزیر کو خلعت فاخرہ اور جواہرات بیش بہا سے سرفراز فرما کے
ساری فوج کا سپہ سالار کیا اور حکم دیا کہ ابھی جا اور اوس روسیاہ کو گرفتار کر کے میرے پاس لا وزیر اعظم بمجرد حکم آداب بجالایا
اور تلوار کمر سے لگا بعزم خون ریزی روانہ ہوا اب آیندہ بیان کیا جاوے گا جو وہان کا رنگ ہوا + +

پہونچنا آرام دل کا ملک تبریز مین اور مبتلا ہونا جادوگرن فتنہ انگیز مین
پہر آوارہ ہونا محمود وفادار کا اور سراغ نپانا آرام دل شیفتہ و دلفگار کا +

لا ساقی وہ شراب کہ جسمین ہون مستیان + پیکر جسے مین توڑون سبو اور کلابیان + فرقت مین اوسکے اب
میری حالت سقیم ہے + جورون سے اس فلک کے عذاب الیم ہے + ایسا ہوا ہون زار کہ حالت نہین
رہی + حالت تو کیا کہ پہلی وہ صورت نہین رہی + محرران سحر کار بدد خامہ ہاے جادو نگار حال آرام دل

عاشق زار بیقرار کو باچشم اشکبار رشتۂ تحریر مین یون منسلک کرتے ہین کہ وہ بادیہ پیماے مرحلہ جانبازی اور راہ نورد
جان گدازی ہمراہ محمود وفادار کے اوسی سمند باد رفتار پر سوار ہر روز بنیاد انہ نیا پانی کہاتا پیتا چلا جاتا تہا فراق یار اور شوق دل
ہر دم زار زار روتا تہا محمود تسکین دیتا تو کہتا جرآت عزیز و کیا کہون رونا مین اپنی چشم گریان + بہین کتنی
گر نچوڑون پاٹ دلان کا + جنون سے دکھیو رتبہ میرے حال پریشان کا + قدمبوسی کو آیا چاک تا دامن گریبان کا +
بہ تنگ آئے ہین ہم وحشی کہان دل کہول کر روئین + کہ وحشت پر ہمارے تنگ ہے عرصہ بیابان کا + غرض ہر وقت
لب پر آہ کلیجہ مین درد تہا دنیا کو خاک جانتا تہا سب طرف سے دل سرد تہا ایک روز اسی طرح رفتہ رفتہ بعد خرابی بسیار
ایک شہر قطعہ دار اور خوشگوار مین اوسکا گذار ہوا افلاک کجرفتار اور زمانۂ ناہنجار کے خلش سے طرفہ ماجرا روبکار ہوا آرام
دل شہر کے اندر گیا اور سراے مین اوترا لوگون سے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام اور حاکم اس ملک کا کون ذی حشم
ہے اونہون نے جواب دیا کہ اس شہر کو تبریز کہتے ہین حاکم یہان کا سلیمان شکوہ قندز نام ہے اور آپ کس ملک
مین رہتے ہین محمود نے کہا بہائی مسافر ہین پریشان خاطر ہین آرام دل نے محمود سے کہا کہ تقدیر یہان تک تولائی
ہے بعد مدت شہر خوبصورت نظر آیا ہے چلو ذرا سیر کرلین دل بہرلین غرض گہوڑے سراے مین چہوڑ چاندنی چوک کیطرف
روانہ ہوئے اثناے راہ مین ایک عورت ضعیفہ سے ملاقات ہوئی اوسنے پہلے تو جہک کر سلام کیا اور پہر یون کلام
کیا کہ حضور مجکو آپ مسافر معلوم ہوتے ہین اور ایسا خیال مین آتا ہے کہ شاید آپ کوئی دور دراز کا سفر کیے چلے آتے ہین
محمود نے جواب دیا کہ ہان نیکبخت بیشک مسافر ہین اور تو سچ کہتی ہے ہم ابہی چلے آتے ہین پہر اوس ضعیفہ نے کہا
صاحب حکم ہمارے سردار کا یہ ہے کہ جو کوئی مسافر اس شہر مین آئے وہ پہلے ہمارا مہمان ہو جائے اب مین امیدوار ہون
کہ آپ دونون صاحب ہمارے آقا کے مکان پر چلین محمود نے کہا واہ جان نہ پہچان بڑی خالا سلام صاحب ہم تمہارے
آقا کو کیا جانین وہ کون ہین ہم اپنا ہرج کرین جو تمہارا کہنا مانین عورت نے کہا حضور خفا نہون شہر مین اگر رہئے گا
تو رات بہر آرام فرمائے گا صبح کو جہان جاتے ہین وہان چلے جائیگا پہر اس سے بہتر کیا ہے رات بہر سرا مین نہ رہئے ہمارے
ہی مکان پر چلکر استراحت فرمائیے اس شہر کے ایک رئیس اعظم سے ملاقات کیجئے اونکے خلق و مروت اور باتون سے
لطف اوٹھائیے ملنے جو آپکو باخلاق پایا تو یہ کلمہ میری زبان پر آیا فرد کہ مہائے تو مارا کرد گستاخ + وگرنہ این قدر طاقت
کجا بود + اب احوال اوس سردار و شہزادہ کے لیجانے مین اسقدر اصرار کا باعث سنئے کہ شاہ قندز کی ایک بیٹی تہی بہت
خوبصورت نازنین مہ جبین ایام طفولیت مین ددا اوسکے اوسی علم سحر پڑہایا کرتے تہے اور جادو کا فن سکہایا کرتے تہے تہوڑی
عرصہ مین وہ شہزادی اوس علم مین طاق اور اس فن مین شہرۂ آفاق ہوئی جب سن شعور پایا تو تماشبینی کا شوق ہوا لڑکون
کی ہمنشینی کا ذوق ہوا اکثر چہپ چہپ کے لوگون کے گہر جایا کرتی اور کبہی جو موقع پاتی تو اپنے معشوقون کو پوشیدہ
محل مین بلوایا کرتی شدہ شدہ اس بیحیائی اور سلطنت کی رسوائی کی خبر بادشاہ تک پہونچی بادشاہ نے اپنی لڑکی سے
استفسار کیا اوسنے کچہ جواب ندیا اور خاموشی کو اختیار کیا بادشاہ اس بیباکی سے نہایت غصہ مین آیا اوسکے چپ
رہنے سے جن جن باتون پر گمان تہا صاف یقین لایا سحر کے خوف سے کچہ کہہ نسکا مگر ہاتہ پکڑ کے اپنے محل سے نکال دیا

شہزادی نے شہر مین ایک سمت بہت بڑا احاطہ گہرواکر اوسمین مکانات اور باغات طلسمات کے تعمیر کروائے
جسےآرام دل خاطر حصول ہوا پہر تو یہ معمول ہوا کہ سرشام اوس وادی کو کہ صبح پیری سے اوسپر پالا پڑا تہا جستجو مین
کسی مسافر گم کردہ راہ کے بہیجا کرتی اور جب کوئی دام مین آجاتا تو اوس سے رات بہر عیش کیا کرتی القصہ باز آمدم بر سر
مطلب کہ اوس بڑہیا قہر کی پڑیا نے ایسی چکنی چپڑی باتین کین اور دام مکر پہیلا کر وہ گہاتین کین کہ آرام دل نے اوس
سے انکار کرنا بعید از اخلاق جانا اور ردّہ عورت نامناسب سمجہکر اوس عورت کے ساتہ ہولیا وہ والاہ شیطان کی خالہ
آرام دل اور محمود کو ایک مکان مین لے گئی صدر دالان مین مسند پر بٹہایا اور پہر آکر باہر کے دروازون مین قفل
دے گئی نسیم لکھنوی صیاد نی لاتی بہانس کر صید + کرسی پہ بٹہائے نقش امید + پہر دوسرے مکان مین گئی آرام
دل اوس مکان کی عمارت جواہرات اور سنگ مرمر کی لطافت دیکہہ رہا تہا مقابل اوس مکان کے ایک باغ
تہا نہایت خوش قطع ہر چار طرف سے مربع اگر وصف باغ مین خامہ داستان سرا ے شمہ بیان اوسکا اپنی زبان پر لائے
تو نخل مراد بارور نہو قصہ پورا نہین ناتمام رہجائے قطع نظر اوس بہار کی عجائبات طلسمات ایسے عجائب اور غرائب تہے
کہ دیکہنے والون کے ہوش باختہ حواس غائب تہے اندر بارہ دری مین جہان آرام دل اور محمود بیٹہے تہے
یہ کیفیت تہی کہ کبہی تو سارا مکان معہ فرش فروش اور سب سامان سرخ کبہی گلابی ہوجاتا کبہی زرد کبہی سبز کبہی آبی
ہوجاتا کبہی تمام روشنی ایکبارگل ہوجاتی کبہی اوس سے دوچند روشنی پہر اوسی طرح بالکل ہوجاتی کبہی یہ معلوم ہوتا تہا
کہ درخت مثل آدمیون کے چلتے ہین کبہی یہ نظر آتا تہا کہ شعلہ ہاے آتش بار ہر درخت کے برگ و بار سے نکلتے
ہین غرض وہ شہزادی دوسرے مکان مین بیٹہی ہوئی یہ سب کمال دکہارہی تہی ان حرکتون سے اون دونون کو
ڈرا رہی تہی تہوڑی دیر کے بعد وہ شہزادی اوسی پیرزن کے ہمراہ ناز و انداز سے آکر آرام دل کے برابر مسند
پر بیٹہہ گئی انگشتری سلیمانی پر جو نظر پڑی پہلے خوف سے ڈری پہر جیمین کہنے لگی کہ کسطرح اس انگوٹہی کو لے
لیجیے پہر گفتگو کیجیے یہ سمجہکر اوس پری پیکر نے آرام دل سے کہا لا اعلم آہ مشتاق تیرے مفت موتے جاتے ہین + اک نظر
بہولے سے بہی ہو تو جیے جاتے ہین + بہلا وصال جسمانی نہین تو ذرا مصافحہ تو ہو یہ کہکر ہاتہ آگے بڑہایا آرام دل
نے بہی جلدی سے ہاتہ ملایا عورت نے ہاتہ پکڑتے ہی پہونچا پکڑا اپنے اونگلی اس خوبصورتی کے ساتہ انگوٹہی اوتار لی
کہ شہزادہ کو مطلق خبر نہوئی جب انگوٹہی کیطرف سے جمعیت خاطر ہوئی تو آرام دل سے کہنے لگی کہ صاحب جو
کوئی اس شہر مین مسافرانہ وارد ہوتا ہے وہ پہلے ایک شب ہمارے پاس سوتا ہے بس آج تم آئے ہو ہمارے
پاس رہو آرام دل نے کہا صاحب رہنا کس جانور کا نام ہے ہم نہ سمجہے یہ کیسا کلام ہے عورت مکار فتنہ روزگار
نے کہا ذرا توقف کرو رہنے کے معنی بتادونگی ذرا دم لو مین خود رہ کے دکہادونگی محمود اوسکے نخرے
پر جل گیا ناک بہون چڑہا کے شہزادہ سے کہنے لگا حضور یہ عورت مکار ساحرہ معلوم اور ایسی کچہ خوبصورت
بہی نہین ہے اگر غربت مین ایسی ہی آپکو رنڈی بازی سوجہی ہے تو اور کسی خوبصورت با اخلاق عورت عاشق
مزاج معشوق وضع کے پاس چلیے مصنف حسن یوسف بجہان لبسیار است + پہر نظارہ زلیخا باید +

اور یہان تو جب تک بیٹھے گا یونہین افسردہ خاطر رہیگا عورت سنتے ہی غضب مین آئی غصہ سے کف منہہ مین بھر لائی اور نگاہ
گرم سے محمود کیطرف دیکھکر زمین پر ایک ٹھوکر ماری کہ زمین شق ہو گئی یہ حال دیکھکر آرام دل اور محمود کی رنگت فق ہو گئی زمین
پھٹتے ہی ایک حبشی سیاہ مست شمشیر بدست نکل آیا ساحرہ نے **آرام دل** کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ پہلے اس شخص کے
پاؤن مین زنجیر ڈال پھر اوس موذی بدذات کو جلد ہمارے سامنے سے لیجا کر قتل کر بموجب حکم شہزادی کے اوس حبشی نے ایک
زنجیر طلائی شہزادے کے پاؤن مین ڈالدی اور محمود کا ہاتہ پکڑ کے وہان سے لے گیا ایک ٹیلے پر کھڑا کرکے چاہا کہ ایک ہی
وار مین اوس غریب کا کام تمام کرے محمود نے رو کر کہا کہ اے شخص مجہ بیگناہ نحیف بوڑہے ضعیف کو مار کر کیا تیرے ہاتہ
آئیگا جگہ نیکی کی دنیا سے کیا یہی خون ناحق کا الزام مواخذہ تیرے ساتہ جائیگا **مصنف** چھوڑ کر بندہ خدا دیگا + اجر
اسکا تجھے خدا دیگا + حبشی کو اوسکی ضعیفی اور بیکسی پر رحم آیا قتل ناحق سے سر دست ہاتہ اوٹھایا اور کہنے لگا کہ خبردار پھر کبھی
اسطرف رخ نکیجیو جا مینے تجھے چھوڑ دیا اگر پھر شہزادی کے پاس جا کے میرے اوپر آفت لائے ایسا غضب نکیجو **لا اوری**
بھاگتا ہے تو بھاگ یہان سے دور + دیکھہ پاوے نکوئی جلہو دور + محمود نے سلام کرکے کہا **لا اعلم** اگر بر رویدا زتن صد
زبانم + ادائے شکر کردن کے توانم + **مصنف** خدا تجکو دلشاد رکھے مدام + کیا تو نے احسان مجہ پر سلام + یہ
کہکے وہان سے ایسا بھاگا کہ پھر پیچھے پھر کے ندیکھا سرائے مین آکر دم لیا شاہزادہ کی بیکسی اور گرفتاری پر رو رو کے تر
دامن و آستین کرنے لگا اپنی بیوقوفی اور یاوہ گوئی پر ہزارون لعنت اور نفرین کرنے لگا یہان حبشی نے آکر اوس
شہزادی سے عرض کی کہ خانہ زاد اوس بدنہاد کو مار کر ایک کوئین مین ڈالآیا ہے ساحرہ نے کہا جا بس یہی کام تہا حبشی تسلیم
کرکے غائب ہو گیا **آرام دل** نے جو احوال پر اختلال محمود کے مارے جانے کا سنا ہجوم غم سے کلیجہ پھٹنے لگا
اوسکی رفاقت اور جان بازی پر بہت افسوس کیا وصال یار سے بالکل مایوس ہوا اس اوستادی پر دور سے پیر فلک کا
قدمبوس ہوا اور کہا **مصحفی** اے فلک اتنا جو پہرایا تو نے + کوئی معشوق بہی عاشق سے ملایا تو نے + شہزادیکو
جب تک محمود وفادار کی معیت رہی دلکو ہر طرح تقویت رہی اب تو ساحرہ کے دام تزویر مین پابزنجیر ہوا پاے گریز بکسر شکستہ
ہو گیا صورت تصویر ہوا اپنی خوبی قسمت اور گردش فلک پر پہلے تو بہت ہنسا پھر اپنی بیکسی اور بے کسی پر رونے اختیار دیا
ساحرہ کے خوف سے آنسو باہر نہ آنے دیتے چپکے ہی چپکے گہونٹ گہونٹ کر پیتے اور فرمایا **صفیر بلگرامی** ہجر دلدار مین
گر آتے امنڈ کر آنسو + راز دار ایسے ہین ہم پی گئے کیکر آنسو + بدمزاجی سے مین اوسکے نہین رو سکتا ہون + اور رکتے
ہین یہان جوش سمندر آنسو + چشم گرم اوسنے دکہاتے جو میرے رونے پر + + رہگئے دامن مژگان سے لپٹکر آنسو
ہو گیا خشک لہو ہاے میرے جسم کا سب + خون دل آتا ہے اب آنکھون سے بنکر آنسو + اے **صفیر** اوسکے نہ آگے کبھی
رونا ہرگز + پی تو آئے بہی اگر آنکھون کے اندر آنسو + رقت کو جو ضبط کیا دل پر بڑا صدمہ پہونچا ضبط ہوا تو ہچکی کے ساتہ
منہہ سے خون ڈالا دلجز اسکے ربط ہوا سوزش غم نے دلکو پانی پانی کر ڈالا خوب دلکا بخار نکالا **آرام دل** کے
چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا غش پر غش آنے لگے تمام بدن دفعتاً سرد ہو گیا عورت اس حادثہ سے سخت حیران ہوئی
شب وصال مین یار کا یہ حال دیکھکر نہایت پریشان ہوئی جلد جلد گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑک کر ہوش مین لائی اور

کہنے لگی کیون جی یہ ہمسے دغابازی کرتے ہو اپنا یہ حال بناکر ہمین ڈراتے ہو ہم نہین ڈرتے ہو بس خیر اسی مین ہے
کہ رونے دہونے کو موقوف کرو اور ساغر تمنا مجہہ سے صاحب جمال کا شراب وصال سے بہرو یہ سنکے آرام دل کے
تن بدن مین آگ لگ گئی ایک تو پہلے ہی بیٹہا سوخت ہورہا تہا رو رو کے اپنی جان کہو رہا تہا دوسرے اور بہی آتش
غضب سینہ مین بہڑک گئی اپنی جان سے تو بیزار تہا سوچا بہت کرے گی مارڈالے گی بہت خوب ہوگا میرا بکہیڑا چکیگا
وہ بہی اپنے جی کی حسرت مٹالے گی یہ سمجہکر او ریا علی کہکر زنجیر مین اس زور سے جہٹکا مارا کہ ہر بند اوسکا مثل موے
آتش دیدہ علحدہ علحدہ ہو گیا اور زنجیر کو پہینک یہ کہتا ہوا چلا کہ دیکہین بہلا اب تو ہمین کس طرح روکتی ہے منہہ تو دیکہین
کس منہہ سے روکتی ہے آتش ع مردہ ہے کہ جو ہمکو سر میدان روکے + عورت یہ کیفیت دیکہکر غصہ سے لال ہو گئی تمام
جسم مین لرزہ آگیا جان وبال ہو گئی اور تو کچہ نہ بن آئی تہوڑی خاک زمین سے اوٹہا کر اوسپر کچہ پڑہتی ہوئی شہزادہ کے پیچہے دوڑی
اور دروازہ کے قریب جاکر آرام دل کے اوپر وہ خاک ڈالدی خاک پڑنا تہا کہ آرام دل جامہ انسانی چہوڑ بشکل مور
بن گیا ساحرہ نے جہٹ پٹ اوس مور کو پکڑ لیا اور دالان مین لاکر چہوڑ دیا پہر کہنے لگی کیون چلے نہ گئے مصنف ع اب تو
مرجاؤ گے دن رات پڑے یان رو کے + پہر ایک زنجیر پانون مین دالدی اور آپ آسایش تمام پلنگ پر جا لیٹ رہی
شہزادہ نے اپنے دلمین کہا کہ ابکی بطور پہنسے ہو اوس سے دو چند روؤ گے جتنا تمام رہنسے ہو پہر صبر شکر چہاتی پر غم کا
پتہر رکہکر ایک طرف کونے مین ہو بیٹہا اور بصد حسرت و یاس یہ شعر پڑہکر ساحرہ کی جان کو رو بیٹہا در دروندے سے ہے
نقش پا کی طرح خلق یہان سجہے + اے عمر رفتہ چہوڑ گئی تو کہان مجہے + مجہے جب نصف شب اسنے رنج وتعب
مین کٹ گئی فراق یار مین ساحرہ کی نیند اوچٹ گئی بیتاب ہو کر پلنگ سے اوٹہی اور کچہ پڑہ کے شہزادہ پر دم کرنے
لگی دم کرتے ہی آرام دل صورت حیوانی سے ہیئت انسانی مین آیا اور اپنے تئین جمیع الوجوہ صحیح وسالم پاکر
خداے بے نیاز کا بجالایا ساحرہ نے کہا کہ تو نے معلوم کیا کہ مینے پہر تجہے انسان کیون بنادیا آرام دل نے کچہ
جواب نہ دیا اور تیوری چڑہا کے سر نیچے کر لیا عورت نے جلدی سے ہاتہ پکڑ کے پلنگ پر کہینچا اور کہا مصنف کہتے
ہین دیکہو تو ہماری پلنگ پر + ہم لوٹتی ہین رو دونکی ماری پلنگ پر + رات آئی اتنی اور نہ ہوئی یہان بغل ہی گرم + ٹرپہ ایک ہمین بساری پلنگ پر آرام دل ڈہی طوعاً کرہاً
ہاتہ پاؤن ڈہیلے کردئے جو وہ کہتی تہی یہ کرتا تہا وہ ساحر امید وصال مین پیش کرتی تہی یہ شیشہ آتشین سے سے دوآتشہ
بہرتا تہا غرض اوس شہزادی نے آرام دل سے بخوبی کام دل حاصل کیا جب کامیاب ہوئی تو لطف زندگی پایا
جان ودل شہزادہ پر نثار کیا عاشق ہو گئی جبین او رہی مزا سمایا مسکرا کر کہنے لگی کیون جانی اب بہی سمجہے رہنا اسے
کہتے ہین اور عاشقون کے پاس معشوق اسی طرح رہتے ہین آرام دل نے کہا اچہا اب ہمنے تمہارا کہنا کیا تمہارے
سبب سے کتنا بڑا صدمہ اپنی جان پر لیا اب تم بہی اپنا وعدہ وفا کرو کہ صبح کو ہمین رخصت برضا کرو شہزادی یہ سنکر بہت
ہنسی اور کہنے لگی واہ واہ کیا خوب ارے دیوانہ جب تک مین تیرے وصال سے محروم تہی جب تک تو صرف ایک
پاس بیجن تہا کچہ حقیقت نہ معلوم تہی اب وصل سے مینے اپنے جی کی مراد پائی ہے طبیعت کو اور بہی لذت ہاتہ آئی ہے مین ہرگز
نجانے دون گی اور جو زیادہ گفتگو کرے گا تو تیری ہی سر کی قسم تجکو بہی مارڈالون گی اور آپکو بہی ہلاک کردون گی یہ سنکے

آرام دل غریق بحر تفکر ہوا اور دل مین کہنے لگا ع اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی + ہاے مین اوس ساعت کو نہین پاتا جب مین اوس ٹہریا کر ساتہ یہان آیا تہا افسوس وہ وقت ہاتہ نہین آتا جسدم ہیر النصیب مجہے یہان لایا تھا مثنوی
عشق کیا کیا نہ جی جلائیگا + خاک کیا کیا نہ یہ اوڑائیگا + جان پر ابتو آبنی افسوس + کیون رے دل تجہہ کیا بنی افسوس + چاک دامن ہے اور سینہ ہے شق + رنگ چہرہ کا ہوگیا ہے فق + جان لبون پر ہے بیقراری ہے + دم ہے جبتک یہ آہ و زاری ہے + نزع مین ہون اب آمیرے پیارے + صورت اپنی دکہا میرے پیارے + دل سراپردۂ محبت نست دیدہ آئینہ دار طلعت نست + آخر اسی خرابی اور پریشانی مین ساری رات کٹ گئی حال زار اوس بیقرار ستم رسیدہ روزگار کا دیکہکر صبح کی بہی چہاتی پہٹ گئی اوس عورت ساحرہ نے پہر شہزادہ کو اوسیطرح مور بنا دیا اور پانون مین ہی زنجیر طلائی ڈال کر باغ مین چہوڑ دیا غرض اوس شہزادی نے مدام یہی دستور کیا معشوق صاحب جمال پاکر وصال سے دل سحر کیا شب کو آرام دل کو صورت اصلی مین لاکر مزے کرتی اور دن کو مور بنا کر پہر وہی زنجیر پاون مین بہرتی یہان محمود جب سے سراے مین آیا تہا ڈرتا ڈرتا کبہی کبہی اوس کوچہ مین جاتا باہر سے شہزادے کا سراغ لگاتا جب کچہہ پتا نپاتا لاچار پہر کر چلا آتا آخر اسی گردش اور دوا دوش مین چند مہینے کا عرصہ گذرا جب محمود لاچار ہوگیا اور کوئی تدبیر آرام دل تک پہونچنے کی بن نہ آئی تو یہ دلمین ٹہرائی کہ اب اس ہمارے اوج حسن و خوبی کی خبر اوس شہنشاہ کشور رعنائی پروردہ ناز و نعم مدہوش شراب زیبائی کو پہونچانی چاہیئے یہ سمجہکر با خاطر فگار و سینۂ داغدار ملک فارس کیطرف روانہ ہوا تیر بیداد فلک ستم ایجاد کا ہدف ہوا انتہا نہ ہوا

پہونچنا محمود کا اپنے ملک مین اور باریاب ہونا دربار ملکہ حسن افروز مین نذر دینا تصویر شہزادہ آرام دل کا اور عاشق ہونا اوس ماہ کامل کا اور جلنا شعلہ رخسار کے سوز مین

بس میا ارجی تو لبس سیر ہے ساقیا + کسی اور کو اب تو ساغر پلا + کہ جسطرح مین ایک ہی بار لبا (؟) نوش + اوسی طرح سبکو ہو جوش و خروش مے کشان خانہ خمار و بادہ نوشان انجمن دلدار شراب داستان کو شیشۂ بیان مین یون بہرتے ہین کہ محمود دو مہینے کے بعد ہزارون صدمے اور مصیبتین اوٹہا کر با چشم پر آب و جگر کباب خستہ و خراب ہوتا ہوا اپنے ملک مین پہونچا شب بہر اپنے گہر رہکر صبحدم بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوا دیر تک حاضر دربار رہا مگر ملکہ حسن افروز کے ملاقات کے لیے از حد بیقرار رہا جب دربار برخاست ہوا محمود نے ایک خواجہ سرا سے کہا کہ حضور مین ملکہ آفاق چہوٹی بیگم صاحبہ کے جاکر عرض کر کہ خانہ زاد قدیم مورد عنایات عمیم سے لئیے محمود تاجر بعد مدت دراز کے سفر دور و دراز سے آیا ہے اور تمنا ملازمت اور قدمبوسی کی از بس رکہتا ہے ملکہ حسن افروز اوسدم اپنے مصاحبون اور سہیلیون کے ساتہ کہیل مین مشغول تہی نہ کچہہ فکر تہی نہ کسی طرح طبع نازک ملول تہی خواجہ سرا نے آکر بعد شکر و سپاس محمود کی عرضداشت کو بعنوان شایستہ کہا تہا ملکہ حسن افروز نے فرمایا محمود میرے واسطے آپکے اچہی اچہی چیزین لایا ہوگا ہان جلد حاضر ہو خواجہ سرا باہر آیا اور محمود کو بلایا ملکہ حسن افروز دالان مین مسند زرین پر جا بیٹہی اور

محمود کے واسطے ایک پلنگڑی جواہر نگار بچھوادی اوسپر سفید اطلس کی چادر کھچوادی محمود نے آکر پہلے آداب دربار شاہانہ ادا کیا
پھر بموجب حکم شہزادی کے تسلیم کر کے بیٹھہ گیا شہزادی نے فرمایا محمود کہو کہان کہان کی سیر کی اتنے دن کہان رہے
کب آئے کس کس ملک مین پھری ہمارے واسطے کیا کیا سوغاتین لائے محمود نے کہا حضور کیا عرض کرون میرا قصہ بہت دراز اور
ماجراے جانگداز ہے خلاصہ یہ ہے کہ غلام ایکی مرتبہ ایک چیز خاص حضور کے واسطے لایا ہے شہزادی نے کہا محمود
بھلا دیکھین وہ کیا چیز ہے جو تجکو ایسی عزیز ہے محمود نے کہا وہ چیز ایسی نہین ہے جو سب کے سامنے دکھاؤن اگر حضور سبکو
ہٹادین اور تخلیہ کرین تو البتہ سامنے لاؤن دکھاؤن شہزادی کو اوسکے دیکھنے کا کمال شوق ہوا عشق فتنہ انگیز کو دل
لگی کا ذوق ہوا **مثنوی** عشق سے ہے قہر عشق سے ہے بیداد + عشق سے ہے ظلم عشق سے ہے جلاد + جہان دیکھو اسی کا چرچا ہے +
جہان سنئے اسی کا غوغا ہے + ایک اندھیر سے ہے زمانے مین + دخل اسکا ہے ہر گھرانے مین + الغرض کچہ عجیب حالت
ہے + اسکا ہر فعل جاے حیرت ہے + ملکہ نے حکم دیا کہ سب لوگ یہان سے چلے جائین اور جبتک حکم نہ پائین نہ آئین جب
تنہائی ہوئی محمود نے موقع پا کر تصویر **آرام دل** کی کہ اپنے ہاتہ سے کھینچی تہی ملکہ **حسن افروز** کے حضور مین
حضرت عشق کے ہاتہ بہجوادی اور یون عرض کی کہ خداوند نعمت خاکسار نے بڑی جان لڑائی ہی جب یہ تصویر بے نظیر
ایک بدر منیر کے ہاتہ آئی ہے شہزادی نے تصویر جو ہاتہ مین لی تصویر لیتے ہی تمام بدن مین رعشہ پڑ گیا دل دہڑکنے
لگا ہر ہر عضو وجد مین آکر پھڑکنے لگا سچ ہے **نظامی** دل را بدل رہے است درین گنبد سپہر + از سوے کینہ کینہ و
از سوے مہر مہر + تصویر کہول کر جو ملاحظہ کی ہوش وحواس جاتی رہی طاقت سلب ہوگئی بدن سنسنا گیا سکتا ہو گیا
ابر غم مزرعہ دل پر چہا گیا **سودا** حیران نہو کیون دیکہہ اوسے چاہنے والا + تصویر ہے وہ سلمہ اللہ تعالے + دل نے
سنبہلے اختیار چاہا کہ اس تصویر کو کلیجہ مین دہر لیجے آنکھون نے اشارہ کیا کہ اسکو ہماری پتلی بناؤ یہان جگہ دیجئے زبان نے
زبان درازی کی کہ پہلے دعائین تو دیجئے غرض سبکا کہنا کیا پہلے تو چہاتی سے لگایا دو ایک بوسہ لیکر آنکھون سے ملا پھر بلائین
لیکر جان ودل اوسپر سے قربان کیا دل نیاز منزل مین حضرت عشق کا گہر ہوا آگے عیش آباد تہا اب غم نگر ہوا دریاے
محبت جوش مین آیا شہزادی کے جذبہ دل نے خوب اثر دکہایا **شعر** خون رگ مجنون سے ٹپکا فصد لیلی نے جو لی +
عشق مین تاثیر ہے پر جذب کامل چاہیے + خیال مژگان یار کا دل مین نشتر جو چبہا آنکھون سے خون کی ندی
بہنے لگی بیتابی دل کو بہت ضبط کیا مگر نہ رہ سکی رو کر کہنے لگی **مصنف** دل کسی شوخ پہ آیا ہے خدا خیر کرے + بے جگہ
اسنے پہنسایا ہے خدا خیر کرے + خواب مین جسکا نہ آیا کبھی مجکو خیال + وہ ان آنکھون نے دکہایا ہے خدا خیر کرے +
دیکہہ تصویر تری اے مہ اوج اقبال + اور عالم نظر آیا ہے خدا خیر کرے + ابتو یہ حال ہے کیا ہوگا آگے آگے +
دل مین یہ خوف سمایا ہے خدا خیر کرے + بیٹھے بٹھلائے سخن عشق قیامت زا نے + ایک اندھیر مچایا ہے خدا خیر کرے +
آخر محمود سے کہنے لگی کہ براے خدا سچ بتا یہ کسکی تصویر ہے تجھے میرے سر کی قسم جلد کہہ یہ کون شہنشاہ حسن اور سپہر
خوبی کا ماہ منیر ہے نہین تو دل سوز عشق سے موم کے مانند پگہل جائیگا یاد رکہنا کہ ابھی دم نکل جائیگا محمود نے اپنے
جیمین کہا کہ نشانہ تو کارگر ہوا شہزادہ کے عشق کا اسکے دل پر اثر ہوا مگر ایسا نہو یہہ راز افشا ہو جاے جلد اسکو تسکین دو

مبادا کوئی فتنہ برپا ہو جاے شعر عشق اور مشک چھپانے سے نہین چھپتے ہین + بر سر راہ ہی پٹتا ہے ڈھنڈھورا انکا + یہ سمجھکر کہنے لگا حضور یہ کیا غضب کرتی ہین کہ رنج والم نے سبب کرتی ہین رونے دہونے کو موقوف کیجے اور ذرا دو باتین میری سن لیجے شہزادی نے کہا اے محمود **ع** عشق مین اپنی جان کہوتین کے ہم + ابھی کیا رونے اور رونگے تمنگے ہم + یہان تو چشمہ چشم سے ایک دریا بہتا ہے تجھے اس سے کیا مطلب تو اپنی کہہ کیا کہتا ہے محمود نے کہا حضور یہ تصویر شہزادہ **آرام دل** خلف شاہ چین کی ہے جسکے دیکھنے سے ماہ چہاردہم اپنی پیشانی پر داغ ندامت اوٹھاتا ہے یہ شبیہ اوس نازنین زہرہ جبین کی ہے **فرد** تو بلقیس ہے گر سلیمان ہے وہ + تو زہرہ ہے گر ماہ تابان ہے وہ + یہ سنکے زیادہ تر بیتاب ہوگئی بقول شخصے **ع** گفتگوے یار بھی دیدار سے کچھ کم نہین + آرزوے وصل وصل یار سے کچھ کم نہین + اور کہنے لگی کہ محمود تجھسے کس بات کا پردہ ہے واسطے خداے لایزال کے یہان چلا آ اوسکے حال سے مجھے اچھی طرح آگاہ کر اور سر گذشت اپنی کہہ سنا محمود اندر گیا ملکہ نے محمود کی صورت دیکھتے ہی ایک آہ سینہ سوزان سے بھری اور رومال سے آنسو پونچھکر کہنے لگی کہ محمود بہر خدا جلد بتا کہ وہ شہزادہ کہان ہے جسکی یہ تصویر ہے دل آج قابو مین نہین ہر دم اندوہ کثیر ہے **مصنف** خدا کیواسطے اوسکا پتا بتا قاصد + کہان ہے وہ مہ تابان پتا بتا قاصد + محمود نے کہا حضور اس آہ وزاری اور بیقراری سے تو کام نہ نکلیگا اگر کوئی دیکھ لیگا میرے واسطے ضرر ہے جان کا خطر ہے اس سے یہی بات بہتر ہے کہ ذرا آپ دم لیجے مبادا کہین دشمنون کو صدمہ پہونچے ایسا نہ ستم کیجے جو مین عرض کرون پہلے اوسے سنیے صبر لیے بیخودی مین ننگے نہ چنیے غرض محمود نے سب حال اپنا ملک چین مین جانا **آرام دل** سے ملاقات کرکے تصویر ملکہ دکہانا پھر شہزادہ کا عاشق ہوکر دیوانہ وار طلب وصال مین آوارہ ہونا سب عیان کیا مگر صنوبر شہزادی اور سمنبر پری کے حال کو مصلحتاً نہ بیان کیا اور کہا کہ شہزادہ ایک ساحرہ کے پیچ مین آگیا ہے دیکھیے خدا کب اوس مکار عورت قحبہ روزگار سے اوسکو نجات دیتا ہے بطور حکایہ کہا گیا ہے ملکہ **حسن افروز** شراب محبت سے ایک تو سرشار ہو رہی تہی اس حال کو سنکر اور بھی مدہوش ہوگئی ہاتہ پانون ٹھنڈے ہوگئے یہ اشعار پڑہتے پڑہتے بیہوش ہوگئی **حضرت اسد اللہ خان غالب** دل میرا سوز نہان سے بے محابا جل گیا + آتش خاموش کے مانند گویا جل گیا + دل مین ذوق وصل و یاد یار تک باقی نہین + آگ اس گہر مین لگی ایسی کہ جو تہا جل گیا + محمود نے جلدی سے گلاب کیوڑہ چھڑکا ہوش مین لایا ملکہ **حسن افروز** نے آنکہہ کہولی اور فرمایا **جرأت** حال یہ کچھ تو ہے اب دل کی توانائی کا + کہ یہ طاقت نہین لون نام شکیبائی کا + محمود ہاتہ جوڑ کر قدمون پر گر پڑا + اور بولا کہ حضور واسطے خدا کے ایسا رنج و غم نہ کہاتے یہ کیا غضب ہے اسطرح صدمے نہ اوٹہاتیے دیکھیے پہلے بھی کہہ چکا ہون اور اب بھی کہتا ہون کہ ایسا نہو کہین رفتہ رفتہ شاہ کو خبر پہونچے دوست دشمن ہر جگہ ہین دیوار ہم گوش دارد میری جان مفت جاے آپکا کیا نقصان ہو بیٹھے بٹھاے مجھہ پر آفت آئی اب توقف کیجے دل کو تسکین دیجے دیکھیے تو مین کیا کرتا ہون اور کیا تماشا دکہاتا ہون پھر وادی تلاش مین قدم دہرتا ہون بحول اللہ المستعان تہوڑے عرصہ مین محبوب کو پہلو مین لا بٹہاتا ہون یہ سب باتین عشق آمیز اور فتنہ انگیز ہو رہی تہین کہ ملکہ کی ماما جسنے اوسے

دوہ بلایا تہا دالان مین آئی اوسکو دیکہتے ہی محمود کی روح بدن مین تھرائی ہوش جانے رہے سکتہ کا عالم ہوا ملکہ
حسن افروز کو بھی اپنی رسوائی کا غم ہوا مانے بے شہزادی سے کہا بیگم یہ کیا حال ہے اسطرح چہاڑ منہہ بہاڑ کیون
بیٹھی ہو جی تو بحال ہے ملکہ نے آنکھین نیچی کر لین اور کچہ جواب نہ دیا ع منہ سے نہ کچہ کہا مگر آنسو نکل پڑے ✤ مانی پہلے ہی
سب حال پردہ کی آڑ مین کہڑے ہوکر دیکہہ سن چکی تھی مسکرا کر کہنے لگی کہ بیگم مین سب حال سن چکی ہون مجھسے راز دل نہ چھپاؤ
کچہ بات کرو یونہین ناحق گہٹ گہٹ کے اپنا دل نکڑا و مجھے تمہارے سر کی قسم مین کسی سے نکہون گی تم مجھسے اسنیے
دل کی بات تو کہو حتی الوسع کوشش مین رہون گی آخر جب بہت تنگ کیا تو ملکہ حسن افروز نے کہا جیا جرات
پوچھو نہ کچہ سبب حال تباہ کا ✤ الفت کا یہ ثمر ہے نتیجہ ہے چاہ کا ✤ کچہ دل ہی جانتا ہے مزا دل کی چاہ کا ✤ اے مانی
مین کیا حال بیان کرون ✤ اور تمہین اس بات کا کیا جواب دون ع دل من داند و من دانم و داند دل من ✤ یہ کہتے
ہی بیخود ہو گئی دل بھر آیا زخم جگر ابھر آیا مانی کے گلے لگ کر خوب روئی ایسی روئی پھر غش آگیا دَدَا نے جھنجلا کر کہا کہ
لڑکی نہ کچہ کہتی ہے نہ سنتی ہے زار زار روتی ہے ناحق رو رو کے آپکو ہلاک کرتی ہے جان کہوتی ہے غرض بہزار دشواری
پھر ہوش آیا پہر مانی نے پوچھا پھر یہی فرمایا ع دل من داند و من دانم و داند دل من ✤ محمود نے دیکہا کہ دَدَا خیر خواہ
معلوم ہوتی ہے اور حال بھی سن چکی ہے کہنے لگا صاحب مین بڑی دیر سے بک رہا ہون سمجہاتے سمجہاتے
تہک گیا ہون کہ حضور واسطے خدا کے چندے صبر کیجیے مین ابھی پھر جاتا ہون اور جسطرح ہو سکتا ہے شہزادے کو
لاتا ہون مگر میری بات مطلق نہین مانتی ہین وعدہ کرتا ہون مگر جہوٹ جانتی ہین مانی نے کہا ع ای باد صبا این ہمہ آوردہ
تست ✤ اے محمود تو نے بڑا غضب کیا کہ شہزادی کو گرفتار رنج و تعب کیا اب دیکہیے وہ شہزادہ کس گھڑی
یہان آتا ہے اور میری لڑکی کے دل سے یہ غم و الم کب جاتا ہے محمود نے کہا جیا تم کیا کہتی ہو بیگم صاحب کچہ اپنی
زبان سے کہین اور مجھے رخصت کرین دیکہو تو مین ابھی جاتا ہون یا نہین اور چہہ مہینے کے عرصہ مین شہزادہ کو یہان
لاتا ہون یا نہین یہ سنکر ملکہ حسن افروز نے آنکہہ کہولی اور نہایت ضعف اور ناتوانی سے مانی کیطرف دیکہکر بولی
کہ دیکہو مانی محمود کیا کہتا ہے تم بھی ذرا اس بات کی شاہد رہنا یہ مجھے زبان دیتا ہے ہ گر اسمین ذرا اخلاف ہوگا
سن لینا کہ مطلع صاف ہوگا پہر مہر اسنے نام کی کہ لعل بدخشان پر کندہ تھی اونگلی مین سے نکال کر محمود کے ہاتہ مین
دی اور آہ سرد دل پر درد سے کہینچ کر کہنے لگی کہ محمود اوس جان جہان آرام دل عاشقان کو مجہ گمنام کی یہ نشانی دینا
اور میری طرف سے دست بستہ عرض کرنا مصنف خون دل یہان شراب ہے تجہ بن ✤ دل بریان کباب
ہے تجہ بن ✤ تیری فرقت مین زندگی ہے عذاب ✤ اور مرنا ثواب ہے تجہ بن ✤ کوئی مونس نہ کوئی ہے غمخوار
میری مٹی خراب ہے تجہ بن ✤ ق ابر غم خوب گہر کے آیا ہے ✤ چشم ہر دم پر آب ہے تجہ بن ✤ برق رخشان یہ خندہ
زن ہے اب ✤ دلکو وہ اضطراب ہے تجہ بن ✤ نالون نے رعد کو کیا ہے خجل ✤ شور و غل بیحساب ہے تجہ بن ✤
اب فنا ہونگے ہم کوئی دم مین ✤ جان شکل حباب ہے تجہ بن ✤ اے شہ حسن التفات ادہر ✤ کشور دل خراب ہے
تجہ بن ✤ آتشین رخ دکہا سخن محکو ✤ دل میرا آب آب ہے تجہ بن ✤ دل مین مطلق تاب و توان نہین حال دل کہا

جہانتک بیان
وایہ کو سنید ا

ہون قابو مین اپنی زبان نہین ہر وقت جان دینے پر مستعد ہوتی ہون بیقراری سے زار زار روتی ہون جب یہ
خیال آتا ہے کہ بے ملے تیرے ملاقات کے مرجانا داغ حسرت اپنے وصال کا تیرے دلپر دہر جانا دل قبول نکرے گا الزام
اسکا مجھپر دہریگا ٹھہر جاتی ہون دل کا پاس کرجاتی ہون اور سچ تو یہ ہے کہ **سید محمد خان رند** فرقت مین تیرے
جان تلف کی نہین جاتی + او جان جہان جان تو یون دی نہین جاتی + اب اگر تم ہمارے شیدا اور معشوق باوفا ہو
تو بہر خدا ایک نظر مجہہ خستہ جان مہجور خاطر پریشان کو جمال جہان آرا اپنا دکہا جاؤ اور ایک مرتبہ مجہ بیمار اجل گرفتہ دل
صد آزار کو شربت دیدار پلا جاؤ **رند** دست قدرت پہ جان و دل صدقے + تیری صورت پہ جان و دل صدقے +
آجاؤ بس اب راہ نہ اے یار دکہاؤ + مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکہاؤ + یہ کہکر کچھ جی مین جو آگیا لیٹے
لیٹے قلم اوٹھایا بچشم اشکبار یہ چند اشعار نامہ کے لکھے اور محمود کے حوالے کیے **نامہ ملکہ حسن افروز از**
مصنف گل گلزار حسن و رعنائی + بلبل شاخسار زیبائی + شہسوار سمند ناز و ادا + نونہال حدیقہ زیبا + میرے
دلدار میرے عاشق زار + میرے غمخوار میرے جان نثار + بعد صد شوق وصل جسمانی + بعد صد ذوق وصل روحانی
+ تیری تصویر جب سے آئی نظر + محو حیرت ہون اے میرے دلبر + اللہ اللہ تیرا یہ حسن و جمال + چشم بد دور روز
شب مہ و سال + رخ پر نور مہر عالم تاب + رنگ رخسار سرخ جوش شباب + نہین سے زلف کی جفا کی پناہ +
یہ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ + چشم بیمار نے کیا بیمار + نگہ مست نے کیا سرشار + دلکو باندہا کمند گیسو نے + ذبح
کر ڈالا تیغ ابرو نے + دہن تنگ نے کیا دل تنگ + رنگ چہرہ کا دیکھہ اوڑ گیا رنگ + سینہ نے وصل کا
کیا طالب + ہو میرے گمان سے ہے غالب + ہاتھون نے خوب ہاتھا پائی کی + شکر ہوش کی صفائی کی + جبسے
دیکھی تیرے کمر کی لچک + بیکلی سے ہے مجھے صنم ابتک + قد قیامت بلا ہے آفت ہے + چیتونون مین عجب شرارت
ہے + ہو غرض سر سے پانون تک آفت + زید اللہ حسن و رنگ درخت + اب سنا دین تمہین ہم اوسکا نام +
جسکو عشاق نے کیا ہے سلام + کون وہ عشق خانمان برباد + ظالم و قاتل و ستم ایجاد + عشق کو کہیے مجمع الآفات
+ عشق موذی بلا ہے اور بدذات + عشق ظلم و ستم ہے آفت ہے + عشق بیمہر و بیمروت ہے + عشق رہتا ہے
دل مین ہو کر داغ + اس غم آباد کا یہی ہے چراغ + تلخ کامی اسی مین حاصل ہے + ذائقہ اسکا سم قاتل
ہے + رشتہ عمر کو زیانہ ہے + توسن جان کو تازیانہ ہے + دل یہی سب کا خون کرتا ہے + یہی پیدا جنون
کرتا ہے + میرے دل مین بھی گھر کیا اسنے + آخر اپنا اثر کیا اسنے + تب فرقت سے جسم جلتا ہے + دم لبسے
دہوان نکلتا ہے + خون دل چشم تر سے جاری ہے + زخم دلبر ہمارے کاری ہے + سخت بیچین ہون
خدا کی قسم + تیرے ہی چشم سرمہ سا کی قسم + ہجر مین تیرے اب تو مرتے ہین + کوئی دن زندگی کے بہرتے
ہین + ناتوانی سے اب یہ حالت ہے + بات کرنا بھی اک قیامت ہے + کبھی ہوتے ہین جان سے بیزار +
کبھی روتے ہین آہ زار و نزار + کبھی بلبل کیطرح نالان ہین + کبھی سنبل صفت پریشان ہین + کبھی جوش جنون سے
وحشت ہے + کبھی کچھ آپ ہی آپ رقت ہے + آنکھین شبنم کیطرح گریان ہین + کبھی نرگس کیطرح حیران ہین +

کبھی دریا دکھایا آنکھون نے + کبھی سر تک ڈوبایا آنکھون نے + کبھی دل آبلہ سا پکتا ہے + کبھی آنکھون سے خون ٹپکتا ہے + ایسے جینے سے کاش مرجاتین + جان سے اپنی ہم گذر جائین + مگر ہم کیا کرین کہ ہین مجبور + ہے زمین سخت آسمان ہے دور + اب جدائی بہت ستاتی ہے + آ میری جان کہ جان جاتی ہے + قہر کردیگا اب بیان سخن + بڑی آفت ہے یہ زبان سخن اور نامہ کو لفافہ کرکے یہ شعر شیخ محمد ابراہیم ذوق کا بصد ذوق و شوق لکھا اور محمود کے حوالے کیا ذوق مرحوم یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجاے مہر + آنکھ اپنی ہو لفافہ خط پر لگی ہوئی + محمود نامہ لیکر ملکہ سے رخصت ہوا وقت رخصت شہزادی نے کئی کشتیان زر و جواہر سے معمور محمود کو عنایت کین اور خلعت سے سرفراز کیا محمود آداب بجالایا نصر من اللہ و فتح قریب کہکر رخصت ہوا اور صبحدم ملک تبریز کی طرف روانہ ہوا

داستان بیقرار ہونا ملکہ حسن افروز کا فراق دلدار مین اور آگاہ ہونا شاہ فارس کا شہزادی کی بیقراری سے اور حال دریافت کے لیئے آنا اوسی حالت اضطرار مین +

خوب ساقی نے دی شراب سخن + بھر گئی عشق سے کتاب سخن + کہین عاشق تڑپ سکتے ہین + کہین معشوق بھی پھڑک سکتے ہین + اب ذرا اور بھی دے اک اک جام + کہ یہ محفل بخیر ہو انجام + شہسواران عرصۂ عشقبازی و فارسان مضمار جان گدازی مسافران بار ناکامی بردوش باختہ ہوش از خود فراموش لکھتے ہین کہ جب محمود ملکہ حسن افروز راہ گداز و ہمہ تن سوز سے رخصت ہو کر شہزادہ آرام دل کی تلاش مین نکلا یہان طپش دل فردوس منزل مین زیادہ ہوئی بسمل کیطرح تڑپنے لگی جان دینے پر آمادہ ہوئی جب وحشت خاطر زیادہ پائی عقیلہ تو تھی اپنے دلکو سمجھاتی رندای دل نہ تڑپ اتنا گیا ہے میرا قاصد + آج آئی خبر یار کی یا کل خبر آئی + رند دل بیتاب شتاب آتے گا قاصد نہ تڑپ + راہ مین دیر لگی گی فقط آتے جاتے + سمجھاتے سمجھاتے جب خیال یار یورش کرتا آنسو نکل آتے پھر وہی نقشے ہو جاتے بیتابی زور کرتی بیقراری دل مین شور کرتی مانی نے کہا بیگم خدا کے لیے ایسی بیقرار نہو آہ و زاری کو موقوف کرو ڈرتی ہون کہ اس حال سے کوئی خبردار نہو ملکہ نے کہا اے جیا حیرت شعلہ و برق و شرر بھی ہمنے دیکھے پر کوئی + + بیقراری مین نہ پایا اس دل بیتاب سا + دل ہے کافر یا خدا جانے کہ کیا آفت ہے یہ + تلملاتا ہے پڑا پہلو مین اک سیماب سا + جیا مین کیا کرون دلکو کیونکر سمجھاؤن جو شے اپنے قابو مین نہو تو پھر اوس پر کسیکا بس نہین چلتا ہے + درد دل دے دیا ہے اک بت کافر کے ہاتھ مین + اب حق مین دیکھیے میرے اللہ کیا کرے + مانی نے کہا بی بی یہ خبط ہے ذرا سنبھلو یہ مقام ضبط ہے خدا کی عنایت سے ناامید نہو اوسی کو یاد کرو مژدہ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ سے جی شاد کرو اب اٹھو ہاتھ منہ دہو ڈالو دلکو سنبھالو دیکھو خاصہ کا وقت آیا ہے لوگ اس حال مین دیکھینگے تو کیا کہین گے یہ کیا بیہودہ پن جی مین سمایا ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا بس ہردم رونا ہے بی بی اللہ حافظ و نگہبان ہے جو ایسا رونا دہونا ہے خیر وہ بھی اک بات تھی ہو گیی اب دیکھو محمود گیا ہے کیا جواب لیکر آتا ہے ملکہ نے کہا مانی للہ تم اس مقدمہ مین دخل ندو مجھے نہ ستاؤ تم نہین جانتی ہو مین جس حال مین ہون مجھے اوسی حال مین رہنے دو میرا عنز لکھا دو میری

اندازہ وہی سمجھے سرے دل کی چاہ کا + زخمی جو کوئی ہووے کسی کی نگاہ کا + یہ کہکر اوٹھی اور چھپر کھٹ مین جا لیٹ رہی تصویر کو چھاتی سے لگا کر ایک شور مچایا اور بصد حسرت و یاس رو کر فرمایا **نسیم دہلوی** نہ تم بر مین نہ دل پہلو مین رو ئین آہ کس کس کو + مقام شکر ہے دکھین فلک کیا کیا دکھاتا ہے + اس عرصہ مین قمر النساء وزیر زادی جو شہزادی کے ہمسن تھی ملکہ شہزادی سے بھی کمسن تھی شیش محل مین آئی ملکہ کو جو نہ دیکھا بہت گھبرائی مانی سے کہنے لگی کیون مانی بیگم صاحب کیا ابھی تک سوتی ہین کیا سبب ہے جو بیدار نہین ہوتی ہین مانی کہ انجام کار کے فکر مین غوطے کہا رہی تھی دل سے سو سو تدبیرین بنا رہی تھی کچھ نہ بولی قمر النساء چھپر کھٹ کے پاس آکر پردہ اوٹھا کر دیکھتی کیا ہے کہ شہزادی کی انکھین نرگس وار کسی کے انتظار مین وا ہین مگر انکھون سے دو دریا روان ہین گویا گنگا جمنا ہین رنگ چہرہ کا زعفرانی ہے لب خشک ہین دل مین سوز نہانی ہے گرمی عشق سے پیشانی عرق آلودہ ہے کسی کے تصور مین سکتہ کا عالم ہے چین دل کا مفقود ہے جب بیتابی دل زیادہ ہوتی ہے یہ غزل پڑھتی ہی اور روتی ہے **مصنف** حال دل زار ہے کیا ہوتا ہے + سخت بیمار ہے کیا ہوتا ہے + دل مرا رسم وفا کیا جانے + تو گرفتار ہے کیا ہوتا ہے + رات دن دیدہ دیدار طلب + میرا بیدار ہے کیا ہوتا ہے + جان زار اس مرے دل کے ہاتھون + سخت لاچار ہے کیا ہوتا ہے + لشکر رنج الم سے مجھکو + روز پیکار ہے کیا ہوتا ہے + دل میرا پی کے شراب الفت + مست و سرشار ہے کیا ہوتا ہے + بدن آغاز محبت مین **سخن** + صورت خار ہے کیا ہوتا ہے + قمر النسا یہ حال دیکھکر متحیر ہوئی چھکے چھوٹ گیے رشتہ استقلال ٹوٹ گیے حیرت سی صورت دیوار ششدر رہ گئی گھبرا کر کہنے لگی بیگم مزاج کیسا ہے خدا کے لیے فرمائیے تو یہ کیا ہے ملکہ **حسن افروز** نے منہ پھیر کر جواب دیا کہ ہان بہن اچھی ہین قمر النسا فرط محبت سے بیقرار ہو کر مانی سے کہنے لگی کہ مانی دیکھو تو تمہاری بیگم کے دشمنون کا کیا حال ہے تمہین کچھ خبر بھی ہے کیا سمجھ پر پتھر پڑ گیے عقل پر زوال ہے مانی گھبرا کر کہنے لگی کیون بی بی خیر تو ہے قمر النسا نے کہا بہی واللہ تمنے بھی کمال کیا کہ ہر دم پاس رہتی ہو اور پھر خیر تو ہے کس مزے سے کہتی ہو یہ کہکر گھبرائی ہوئی بیگم صاحبہ کے پاس گئی جا کر سب حال بیان کیا رو رو کے تر دامان کیا بیگم صاحبہ اور سب خواصین سراسیمہ و پریشان افتان و خیزان شہزادی کے پاس آئین بیگم صاحبہ بلائین لیکر ملکہ سے کہنے لگین کہ میری جان کہو تو جی کیسا ہے مین تیری واری کیون تیرا حال ایسا ہے ملکہ نے کہا اماں جان کیا کہون دل مین درد ہے تمام بدن مین اعضا شکنی ہے دیکھیے چہرہ زرد ہے کلیجہ منہ کی راہ نکلا آتا ہے کچھ ایسا درد اوٹھتا ہے کہ جی بیٹھا جاتا ہے رونے کو نہ اختیار دل چاہتا ہے مگر اب تک تو ضبط کیے ہون آگے دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہے **حضرت غالب** پھر کچھ اک دل کو بیقراری ہے + سینہ جویاے زخم کاری ہے + یہ سرگذشت سنکر بیگم صاحبہ کے ہاتھ پانون پھول گیے اور تو کچھ بن نہ آیا گھبرا کر فرمایا کہ ارے کوئی حضور کو خبر کرو یہ سنتے ہی ایک خواجہ سرا نے جا کر بادشاہ کے حضور مین سب حال گذارش کیا بادشاہ کہ اوسوقت تسبیح خانہ مین مشغول یاد الہی تھی شہزادی کی علالت کی خبر سنکر محل مین تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ بیٹیا کہو کیا سبب ہے جو تمکو اسقدر رنج و تعب ہے ملکہ نے کہا جناب عالی مین بھی حیران ہون کہ اس بیخودی کا باعث کیا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل خود بخود نکلا آتا ہے تمام بدن

سنسناتا ہے لوگون کی کثرت اور آمد ورفت سے دم رُکتا ہے تن بدن مین آگ لگ رہی ہے تمام جسم پہنکتا ہے خدا جانے کیا آفت آسمانی از رہ اِس کمبخت پر نازل ہوئی ہے کہ اسقدر روتی ہون مگر ابھی تک تسکین نہین حاصل ہوئی بادشاہ خاطر پریشان ہو ہوئے باہر تشریف لاتے اور مسیح الزمان حکیم احسن اللہ خان کو علاج کے واسطے بہیجا جب حکیم صاحب آئے ماں نے ملکہ کو ہوشیار کیا حکیم کے آنے سے خبردار کیا لیکن ملکہ نے کچہ جواب نہ دیا مگر ایک آہ سینہ سوزان سے بہری یہ کہا اور پہر آنکہہ بند کر لی لا اعلم بنض نہ دکیہہ اے طبیب ہاتہ لگا او رمُوا + میری تو یہ شکل ہے ہاے چہوا اور مُوا + حکیم صاحب نے کہا حضور یہ کیا فرماتی ہین ناحق رو رو کے اپنے مرض کو بڑہاتی ہین ذرا نبض دکھائیے پہر تابعدار جو دوائین دے اوسے نوش فرمائیے دیکھیے تو کیا جلد آرام ہوتا ہے اور یہ کہتے ہین کیسی بلد دوائین دیکر یہ مرض کہوتا ہے ملکہ نے خفا ہوکر جواب دیا کہ حکیم صاحب بہلا آپنے ہمارا مرض کیا تشخیص کیا جو آپ دوا بہی اپنے ساتہ لیتے آئے ہین جا ہیے ہمین مطلق صحت نہ ہوگی آپ ناحق دوا دینے آئے ہین خسرو از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب + درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست + قمر النسا کہ نہایت زیرک اور دانا تہی شہزادی کی فحواے کلام سے فوراً دریافت کر گئی کہ ہو نہ ہو یہ مادہ سوداے عشق کا رجوع ہے آفتاب محبت کا مشرق سینہ سے طلوع ہے مگر ابہی شروع ہے بقول شخصے کہ عشق و مشک را نتوان نہفتن + دل مین تو سمجہ گیی مگر او سوقت کچہ نہ بولی بیگم صاحبہ بہی اس کلام سے ہوشیار ہوئین ماں کو الگ لیجا کر کہنے لگین کہ ماں تمکو تو معلوم ہوگا کہو تو یہ ماجرا کیا ہے وہ کیا چیز ہے جو اندر ہی اندر اسکے دل کو ستاتی ہے ماں ہو نہو مجہے تو لڑکی کے کلام سے عشق کی بو آتی ہے جب ماں نے دیکہا کہ راز آشکارا ہوا بجز راستی اب چارہ نہین حال ظاہر سارا ہوا بیگم صاحبہ کا ہاتہ پکڑ کے شہزادی کے قریب لائی اور تصویر کہ ملکہ کے سینہ سے لگی ہوئی تہی آہستہ سے اوٹہا کر دکہائی بادشاہ بیگم تصویر دیکہتے ہی ہزار جان سے اوس جان جہان پر نثار ہوگئین صورت دیکہتے ہی بیقرار ہوگئین مسکرا کر فرمانے لگین کہ ماں یہ کس یوسف ثانی کی تصویر ہے اور یہ کون شہنشاہ والا جاہ صاحب عزو توقیر ہے ماں نے از ابتدا تا انتہا حقیقت حال پر اختلال محمود کا آنا اور تصویر دکہانا شہزادی کا عاشق ہونا اور ہنلاس شہزادہ پہر محمود کا جانا سب بیان کیا بیگم صاحبہ نے جب حال شہزادی کے تعشق کا سنا آل کار سوچکر غمگین ہوئی مگر اور امراض کیطرف سے رفع شک ہوا دلکو ذرا تسکین ہوئی ماں کو الگ لیجا کر سمجہایا کہ تم جہان دیدہ ہو ذرا لڑکی کی دلداری کرتی رہنا عشق کمبخت نے اسکے دل مین گہر کیا ہے تم مدام غمخواری کرتی رہنا اور کہنا کہ بی بی گہبراؤ نہین خاطر جمع رکہو جسکی تمنے تصویر دیکہی ہے تمہاری اماجان اوسی شہزادے کے ساتہ تمہاری شادی کرینگی ذرا اپنے دلکو تسکین دو صبر سے بیٹہی رہو انشاء اللہ تعالے بہت جلد گلہاے مقصود سے تمہاری گود بہرینگے یہ کہکر بیگم صاحبہ ملکہ حسن افروز کے پاس آئین اسطرح کی گفتگو تو زبان پہ نہ لائین مگر آغوش مین لیکر پیار کیا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا میری جان تمہین اللہ کی امان ہم سے کچہ بات تو کرو بیگم یہ بڑی بات ہے دیکہو ہم ٹہنڈی ٹہنڈی سانس نہ بہرو ملکہ نے کہا اماں جان شعر آپکی باتون سے یہ او بہی دل دکہتا ہے + جانے پہر خدا یہان سے کہ دم رکتا ہے ہم کیا بات کرین آپ بزرگ ہین آپکو اس بات کا کیا جواب دین درد کسی سے کیا بیان کیجے اس اپنے حال ابتر کو

دل اوسکے ہاتہ سے بیٹہی جسے جانا نہ پہچانا + آخر جب بیگم صاحب سے نے دیکہا کہ بات کرنے سے طبیعت پر جوش آتا
ہے آدمی کی صورت سے نفرت ہے کلام سے دم گہبراتا ہے لاچار خاص محل مین تشریف لائین ہمراہ اپنے وہ تصویر
بہی لیتی آئین بادشاہ جو محل مین آئے بیگم صاحبہ نے تخلیہ کیا اور شاہ سے طلب مشورہ کیا جب حضور آکر بیٹہے بیگم صاحبہ
نے وہ تصویر بادشاہ کو دکہائی شاہ والاجاہ بیک نگاہ حیران انگشت بدندان دست قدرت کے قربان ہوکر رہ گیے اور
فرمانے لگے بیگم کون خجستہ نہاد ہے آدم زاد تو نہین معلوم ہوتا شاید پریزاد ہے بیگم نے کہا حضور مین پہلے آپسے یہ پوچہتی
ہون کہ اگر یہ شخص آپکی صاحبزادی کے ساتہ شادی کی درخواست کرے تو آپکو منظور ہے بادشاہ نے کہا صاحب
اگر یہ کوئی شہزادہ عالی خاندان والا دودمان ہے تو خیر کیا مضائقہ منظور ہے ورنہ ابہی ان باتون کا کیا مذکور ہے بیگم صاحبہ
نے کہا سنتے یہ تصویر شہزادے **آرام دل** پسر شاہ جبین کی ہے جو آپکی ملکہ کا حسن وجمال سنکر عاشق ہوا ہے یہ
تصویر اوس نازنین مہ جبین کی ہے محمود سوداگر متاع خوبی سمجہکر لایا تہا اور آپکے صاحبزادی کے حضور مین گذرانا
تہا بس دیکہنا کیا تہا گویا قیامت کا آنا تہا جب سے یہ تصویر دیکہی ہے لڑکی اوسکی عاشق زار ہے فرط محبت سے
بیقرار ہے نہ تو دشمن بیمار ہین نہ خدانخواستہ کچہ آسیب ہے مگر حضرت عشق پڑے ہے جن سوار ہین یہ سب اونہین کا
فریب ہے اور فی الحقیقت صورت اچہی جہان کو پسند ہے معشوق باوفا کہان ملتا ہے اسی سبب سے دل عاشق
دردمند ہے خوش نصیبون کو ایسے بہی ملجاتے ہین کہ جذبۂ محبت سے بیچین ہوکر آپ ہی دوڑے چلے آتے ہین
اب آپکو اختیار ہے چاہیے اپنے فرزند کی خوشی کیجیے یا نہ کیجیے بندی دست بردار ہے اور جو آپ سچ پوچہتے ہین تو یہ بات
ہماری یاد رکہیے کہ اگر چراغ عقل کا ہاتہ مین لیکر ڈہونڈہیے گا تو قیامت تک ایسا شہزادہ خوبصورت تمکین والا خاندان
باعز وتمکین اندہیرے گہر کا اوجالا نملیگا اور بالفرض اگر ہزار خرابی کوئی مل بہی گیا تو یاد رہے کہ آپکی صاحبزادی کا چاہنے
والا نملیگا **مصنف** دنیا مین اگر ڈہونڈہیے تو کیا نہین ملتا + پر چاہنے والا نہین ملتا نہین ملتا + بادشاہ اس حال
کو سنکر دیر تک بحر تفکر مین غوطہ زن رہا پہر بہت سوچ کر کہا کہ اچہا مین اسکا جواب پہر دونگا تم لڑکی کو سمجہاو خاطر شگفتہ
بہلاو بیگم صاحبہ نے کہا بہلا جس کے سر پر عشق کا سایہ ہوتا ہے اور جسکو وصال یار کی دہن ہوتی ہے وہ کسی کی سنتا
ہے بقول **ناسخ** ہر گہڑی کہتے ہو صاحب صبر کر + بندہ عاشق ہے دیا ایوب ہے + ایسے شخص کو کچہ کہنا
یا سمجہانا فقط ستانا اور ناحق جی جلانا ہے بادشاہ خاموش اوٹہے اور تصویر ہاتہ مین لیے باہر تشریف لائے وہان
ملکہ حسن **افروز** نے جو فرصت پائی معشوق کی یاد آئی غشی سے کچہ افاقہ ہوا تہا آنکہہ کہولی چشم نیم باز سے فلک
کو دیکہکر کف افسوس ملے اور دہنی طرف سے بائین طرف کروٹ لیکر پہر وہی شعر زبان پر لائی **نسیم دہلوی**
نہ تم بر مین نہ دل پہلو مین رویئن آہ کس کس کو + مقام شکر ہے دیکہین فلک کیا کیا دکہاتا ہے + دل امڈا آتا ہے
از خود گلے مل مل کے رونے کو + کمر بستہ سفر خستہ مقرر کوئی آتا ہے + گذرتی ہین بڑی تکلیف سے راتین جدائی کی
+ ملین پہر تمسے ہم اب دیکہیے وہ دن کب آتا ہے + مین صدقے اے اجل آجا شب فرقت مین جلدی سے +
ہماری جان جاتی ہے ترا کیا اسمین جاتا ہے + نسیم دہلوی اب ناتوانی سے یہ عالم ہے + کوئی ہمکو اوٹہاتا ہے کوئی ہمکو بٹہاتا ہے

یہ پڑہکر خوب روئی جب رونے سے بہی عاجز آئی تو یہ مثلث کا بند لب پر لائی **مومن خان مرحوم** منظور ہے کچہ اور کہ اشک آنکہہ سے چلے + من کیستم کہ گریہ بحالم کند دلے + منبر ہبدت بہ نرگس شہلا گریستن + ہین خون فشانیان عبث اے چشم اشکبار + گر کام دل زگریہ میسر شود نزیار + صد سال میتوان بہ تمنا گریستن + کبہی جو دل گہبراتا تو یہ شعر لب پر آتا + **امانت** لب جان بخش کی الفت مین لب پر جان آئی ہے + مریض عشق مرتا ہے مسیحا کی دوہائی ہے + اس بیقراری اور آہ زاری مین تصویر کا جو خیال آیا جا بجا ڈہونڈہا اور نہ پایا تو بے اختیار ہوگیی آپ مین نہہی مانی کے گریبان مین ہاتہ ڈال کر کہنے لگی کہ دیکہو مانی مین تمہارا گریبان چاک کرون گی میری تصویر میرے حوالے کرو نہین تو ابہی اپنی تئین ہلاک کرونگی مانی نے کہا بیگم خیر ہے دشمنون کو کیا ہوگیا خدا سے ڈرو سینے تو آج تک ایسی باتین نہ کبہی دیکہین نہ سنین ماشاء اللہ چشم بدور ابہی تو تصویر ہی دیکہی ہے جب صورت دیکہو گی تو زمین پر پاؤن نہ رکہو گی ملکہ نے کہا ہان بجا کہتی ہو تمنے ابہی دنیا مین کیا دیکہا ہے تم تو ابہی پیر نابالغ ہو بال دہوپ مین سفید ہو گیے ہین اچہا تم ہی اپنی کہو تو کیا کہتی ہو مانی نے کہا لڑکی بیگم صاحبہ نے بہی وہ تصویر دیکہی اور مجہسے حال دریافت کر کے بہت خوش ہوئین بلکہ فرماتی تہین کہ انشاء اللہ تعالی مین اپنی لڑکی کی شادی اسی شہزادے کے ساتہ کرون گی اب وہ تصویر حضور کے دکہانے کو لیگئین ہین ملکہ یہ گفتگو سنکر مارے خوشی کے پہولی نہ سمائی رنگ زعفرانی گلابی ہوگیا باغ باغ ہوکر اور مسکرا کر یہ شعر زبان پر لائی **مرزا رفیع سودا** ہجر اور وصل سے کچہ کام نہین ہے مجکو + بات وہ کہیے کہ ٹک دلکو ہو تسکین جسمین + مانی مجہے اس سے کیا مطلب کہ امان جان کیا کہتی تہین اور باوا جان کیا کہتے تہے تم میری تصویر دینے والی کون تہین خدا کی قسم مانی خیر اسی مین ہے کہ میری تصویر مجہے منگا دو مانی نے قمر النسا سے کہا کہ بی بی کچہ سمجہ مین نہین آتا خدا جانے اوس بالشت بہر کاغذ مین کیا رکہا ہے ذرا تم جاؤ اور بیگم صاحبہ سے وہ مانگ لاؤ وہ گئی اور بیگم صاحبہ سے سب حقیقت کہی اونہون نے اوسیوقت تصویر منگوائی اور قمر النسا کے ہاتہ شہزادی کے پاس بہجوائی جب تصویر آئی دل نے ذرا توانائی پائی رات دن لوسی کا شغل ہر دم اشعار برجستہ اور غزلین برمحل **میر حسن** غزل یار باعی و یا کوئی فرد + اسی ڈہب کی پڑہنا کہ جسمین ہو درد + کبہی وصال یار کیطرف سے یاس ہجوم غم سے رنگ فق چہرہ اوداس کبہی جو درد دل سوا ہوا تو بیچتاب کہا کر بائین طرف ہاتہ سے دبایا دیر تک خاموش رہی صدمے سے بیہوش رہی جب آنکہ کہولی دلکو ڈہونڈہا پر جا نہ پایا نالون کو ضبط کیا اور فرمایا **حضرت غالب** کسی کو دے کے دل کوئی نوا سنج فغان کیون ہو + نہو جب دل ہی سینہ مین تو پہر منہ مین زبان کیون ہو + کیا غمخوار نے رسوا لگی آگ اس محبت کو نلا دے تاب جو غم کی وہ میرا راز دان کیون ہو + وفا کیسی کہان کا عشق جب سر پہوڑنا ٹہرا + تو پہر اے سنگدل تیرا ہے سنگ آستان کیون ہو + یہ کہہ سکتے ہو ہم دل مین نہین ہین پر یہ بتلاؤ + کہ جب دل مین تمہین تم ہو تو آنکہون سے نہان کیون ہو + غرض ہر دم سوز عشق سے آہ و زاری تہی التہاب قلب سے بیقراری تہی کسی عنوان دلکو قرار نہ تہا سب نصیحت کرنیوالے تہے مگر کوئی غمخوار نہ تہا +

ربائی اوس گرفتار دام محبت کی عورت بد ذات کے جال سے پہر ملکہ فارس کی ---

روانہ ہونا اوس بادیہ پیماے عرصہ الفت کا محمود سے ملنا اور آگاہ ہونا ملکہ حسن افروز کے حال سے

ہان پلادے ساقیا اک اور جام + ستیون کا اب دکھا عالم تمام + دے لبالب بادۂ گلفام تو + دیکھ اس آغاز کا انجام تو + طلسم کشایان جادہ سخن وعزلت نشینان گوشہ رنج ومحن عقدہاے حال گرفتاران کوناخن تدبیر سے یون کہولتے ہین کہ ایکشب وہی عورت ساحرہ حسب معمول آرام دل کے پاس بیٹہی اختلاط کی باتین کر رہی تھی اثناے گفتگو مین شہزادہ کی نظر اوس مُہر پر پڑی جو وہ ساحرہ اپنے ہاتہ مین پہنے ہوئے تہی دیکہتے ہی سیمن پری کے باتونکا خیال آیا جہین سے کہنے لگا خیر سمجہونکا بہر آنکہہ بچاکر ایک بال اون بالون مین سے جو بازو پر بند ہے ہوئے تہے نکال کر دونو طرف سے پکڑ کے کہینچا کچہ دیر نہ گذری ہوگی کہ سفید دیو ہزارون دیو ہمراہ لیے ہوئے آرام دل کے حضور مین حاضر ہوا آداب وتسلیمات بجالایا اور شہزادہ کو اس حال مین دیکہکر سخت متحیر ہوا گہبرا ساحرہ دیوؤن کی شکل دیکہتے ہی بسرعت تمام حجرہ مین گیی اور غضبناک ہوکر ایک ٹہوکر زمین پر ماری زمین شق ہوگئی صدہا حبشی شمشیر برہنہ ہاتہون مین لیے غل مچاتے باہر نکلے دار وگیر ہنگامہ ہوا سب درہم برہم وہ کارخانہ ہوا دونو طرف سے تلوارین چلنے لگین زمین سے خون کی ندیان اوبلنے لگین آرام دل نے سفید دیو سے کہا کہ کہڑا کیا دیکہتا ہے جا اور میری انگشتری اوس قحبہ سے چہین لا سفید دیو انگشتری کا نام سنتے ہی زرد ہوگیا خوف سے حراسان ہوا بید کیطرح لرزان ہوا جہین سے کہنے لگا بڑا غضب ہوا کہ انگشتری سلیمانی اوسکے ہاتہ آئی اب مین شہزادے کی رہائی کی کیا تدبیر کرون سوچتے سوچتے ایک کشتی نظر آئی کہ زمین وآسمان کے بیچ مین گردش مین ہے یہ دیکہتے ہی اوسکی طرف لپکا اور ایک ہی حملہ مین اوسکو اپنے قبضہ مین کر زمین پر لایا اوس کشتی مین ایک پنجرہ تہا اور اوس پنجرہ مین ایک مینا بند تہی دیو اوس مینا کو نکال کر آرام دل کے پاس لایا اور کہا کہ حضور اس مینا کے جسم مین اس ساحرہ کی روح ہے آپ اسے خوب تکلیف دے کر مار ڈالیے دل کا حوصلہ نکالیے پہلے اسکا ایک بازو توڑیے پہر دوسرا پہر ایک ٹانگ پہر دوسری ٹانگ پہر خوب زور سے اسکی گردن مروڑیے غرض جیتا نچہوڑیئے آرام دل مینا کو ہاتہ مین لیکر چاہتا تہا کہ پہلے بازو توڑے کہ ساحرہ نے غل مچایا کہ او شہزادہ دیکہہ کیا ستم کرتا ہے میرے احسان بہول گیا او محسن کش تو میرے غضب سے نہین ڈرتا ہے مسعندن ابہی تجکو مزا چکہادونگی + خاک ہوجائیگا جلادونگی + سفید دیو نے جواب دیا کہ او بدبخت ننگ خاندان شہنشاہ قاف جو تم سب کا پیرومرشد اور اوستاد ہے تو نہین جانتی کہ یہ شہزادہ اوسکا دلدادہ ہے بس خیر اسی مین ہے کہ وہ انگشتری دیدے ورنہ اپنی جان سے ہاتہ اوٹہا ساحرہ نے کہا اچہا تو قسم کہا کہ انگشتری لیکے مینا کو چہوڑ دونگا دیو نے کہا مجہے خاک پاے سلیمان کی قسم اگر تو انگشتری دے گی تو مین بہی تیری مینا چہوڑوادونگا ورنہ پہر وہی قسم کہاتا ہون کہ مینا کو مار ڈالونگا اور اس شہر کو بیخ وبنیاد سے کہود کر ہوا پر اوڑوادونگا ساحرہ جب دیکہا کہ سواے صلح کے اب کوئی چارہ نہین لاچار وہ انگشتری سفید دیو کی طرف پہینکی دیو نے جلدی سے شہزادہ کی اونگلی مین پہنا کر

یون عرض کی کہ خداوندا اب اس مینا کو چھوڑ دیجیے اور مع الخیر یہان سے تشریف لے چلیے آرام دل نے مینا کو چھوڑ
دیا اور دروازہ کے باہر آکر شکر خدا ے کریم بجا لایا پھر دیو کو رخصت کر کے کمر ہمت چست باندہی ملک جانان کی راہ
لی اور یہ فرمایا ذوق رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکاتے ہے + مژدہ خار دشت پہر تلوا میرا کھجلاتے ہے
+ مے عشق سے سرشار تہا جہومتا ہوا خار بیابان ہر ہر گام پر قدم چومتا تہا جب کوئی کانٹا آبلہ پا مین چبہہ جاتا تو ہنسکر
فرماتا خواجہ حیدر علی آتش آبلہ پانون کے کیا تو نے ہمارے توڑے + خار صحرا ے جنون عرش کے تارے
توڑے + دہوپ کی حدت تپ فرقت کی شدت اسنے حال زار پر رقت صدمہ دوری سے مرنے کی نوبت
اسحال مین جو مہر آرام جان کا خیال آتا تو جنون اور زیادہ ہوتا یہ کہتا اور روتا حضرت غالب دیوانگی سے دوش پر
زنار بہی نہین + یعنے ہماری جیب مین اک تار بہی نہین + شوریدگی کے ہاتہ سے ہے سر وبال دوش + صحرا مین
اے خدا کوئی دیوار بہی نہین + ملنا اگر تیرا نہین آسان تو سہل ہے + دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بہی نہین + بے
عشق عمر کٹ نہین سکتی ہے اور یہان + طاقت بقدر لذت آزار بہی نہین + دل مین ہے یار کے صف مژگان سے
روکشی + حالانکہ طاقت خلش خار بہی نہین + اسیطرح ہزارون آفتین آدمیتین جہیلتا ہوا جان پر کہیلتا ہوا
چلا جاتا تہا فلک کے جور وستم سے جب کہبراتا تہا تو یہ اشعار زبان پر لاتا تہا شیخ محمد ابراہیم ذوق
رکہہ نکدر بس اب اے چرخ نہ اتنا ہمکو + ہمنے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو + اور ہمدرد کہان ہو نہو اے حضرت
دل + درد اب تمکو ہمارا ہو تمہارا ہمکو + ہر قدم پانون پہ سر رکھتے ہین خار سر دشت + اے جنون تو نے ہی
کانٹون مین گھسیٹا ہمکو + دل مین تہے قطرہ خون چند سو مانند حباب + نہ رہی وہ بہی جب الفت نے نچوڑا ہمکو +
ہم تبرک ہین بس اب کر ملے زیارت مجنون + سر پہ پہرتا ہے لیے آبلہ پا ہمکو + ایک دن چلتے چلتے راہ کی
ماندگی سے عاجز آیا تاب وطاقت نے جواب دیا بہت گھبرایا ایک درخت سایہ دار نظر آیا شہزادہ نے افتان خیزان
بہر کیف اسنے تئین وہانتک پہونچایا بیتاب تو ہو ہی رہا تہا آتے ہی یہ شعر پڑہا اور لب چشمہ گر پڑا جرات نزع مین
بھی تیری صورت کو نہ دیکہا افسوس + مرتے مرتے بہی نہ ارمان نظر کا نکلا + محمود کہ انکی تلاش مین دیوانہ وار
دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ملک تبریز کیطرف چلا جاتا تہا حسن اتفاق سے اوس روز اوس صحرا ے پر قضا مین اوسکا
بہی گذر ہوا ملکہ حسن افروز کے جذب دل کا اثر ہوا محمود نے دور سے دیکہا کہ ایک شخص جور فلک
ستم پیشہ سے پامال سر گردان پریشان خراب حال کسی کے فراق مین حالت تباہ کوئی سنگ نہ ساتہ مگر
بیکسی ہمراہ ٹہنڈی چہاون مین پڑا سوتا ہے اوسکی بیکسی پر ہر برگ درخت کف افسوس مل مل روتا ہے قریب
جو آیا شہزادہ آرام دل کو پایا مارے خوشی کے جامہ سے باہر نکل گیا قریب تہا کہ شادی مرگ ہو جائے مگر شہزادہ
آرام دل پروردہ ناز ونعم کی مصیبت اور بیکسی کا خیال کر کے غمگین ہوا اور سنبہل گیا پھر جلدی سے
پانی کا چھینٹا دے کر ہوش مین لایا شہزادہ نے محمود کو جو اپنے بالین پر بیٹھے دیکہا سمجہا کہ شاید مین خواب دیکہتا ہون
محمود کے گلے لگ کر خوب رویا اور کہا کہ اے محمود جس دن سے تو مر گیا ہے مجھے زندہ درگور کر گیا محمود نے کہا

جناب عالی مین زندہ ہون اور ویسا ہی بندہ ہون آپ مجھے مردہ بناتے ہین عالم خواب نہین یہ بیداری سے ہے یہ کیا کلمہ زبان
مبارک سے فرماتے ہین آرام دل یہ سنتے ہی گھبرا کر اوٹھہ بیٹھا اور پانوے محمود کے لپٹ گیا دیر تک روتا رہا اشکون سے
منہ دہوتا رہا آخر محمود نے کہا حضور بہر خدا آپ چپ رہئے میری سنیئے او اپنی کہئے آرام دل نے کہا تسکین جسکا رفیق
جس سے جدا ہو گیا ہو یار + وہ اپنی بیکسی پہ نہ روئے تو کیا کرے + محمود نے کہا خدا حضور کو تا قیامت سلامت
رکھے یہ بجا ہے مگر خدا کے فضل سے خاکسار ابتو زندہ ملا پھر اب کس بات کا گلا شہزادی نے فرمایا اے محمود حضرت
غالب رہا گر کوئی تا قیامت سلامت + پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت + جگر کو میرے عشق خونابہ مشرب
لکھے ہے خداوند نعمت سلامت + غرض آرام دل نے محمود سے اپنا حال پر رنج وملال بیان کیا پھر محمود نے
اپنا قصہ پر غصہ عیان کیا اور کہا کہ جسکے واسطے آپ ایسے بیقرار ہین جس بیوفا کے آپ عاشق زار ہین شوق
جسکا رہ رہ کے دہیان آتا ہے + جسپہ دم دشمنون کا جاتا ہے + کہاتے ہین نہ پیتے ہین نہ سوتے ہین + واسطے
جسکے روز روتے ہین + اوسے حضور کے احوال سے آگاہ کیا اوسنے تو سنکے کچہ التفات نکیا اور اپنے ادنے
غلامون کے برابر بھی نہ سمجھا آرام دل یہ سنکر خاموش رہا پھر کچہ سوچکر کہنے لگا جرأت اس دل سے جو
ملا نہ دل اوس رشک ماہ کا + سے ہے یہ قصور اپنے ہی بخت سیاہ کا + یہ کہتے ہی آنسو نکل پڑے رونے لگا رشتہ
تصور یار مین گوہر اشک پرونے لگا محمود نے کہا حضور سمجھنا تو درکنار آپ کی شان مین بڑی بڑی گستاخیان
کین ہین بلکہ مجھے چند سطرین بھی لکھکر دین ہین اور کہا ہے کہ جہان کہین اوس اجل گرفتہ کو پانا تو یہ پرچہ دکھانا یہ کہکر
نامہ شہزادے کے ہاتہ مین دیا آرام دل نے کہا ع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست پھر پوچھا یہ خود اوس
کافر ادا نے لکھا ہے یا دوسرے سے لکھوایا ہے محمود نے کہا حضور اپنے ہاتہ سے تحریر فرمایا ہے دیکھئے
تو کیسا کیسا رنگ دکھایا ہے آرام دل نے کہا خیر جو کچہ ہو سو ہو شفق اسکو بھی ہم ہزار سمجھتے ہین مغتنم
آتے ہین اوسکے خط جو شکایت بھرے ہوئے + اور اے محمود لا ادری ہاتہ کا اوسکے خط دکھا لایا تیرے
قاصد مین ہاتہ کے صدقے + یہ کہکر نامہ لیا پہلے سات بار تصدق ہوا پھر بوسہ لیکر بصد ذوق وشوق کھولا نسیم
گو سرمہ خموشی نے کہلایا + تحریر کو آنکھون سے لگایا + قاصد سے کلام لطف بولا + خط صورت چشم شوق کھولا
وہ نامہ کہ عنبرین رقم تھا قسمت کا نوشتہ یک قلم تھا + تحریر تھی سرگذشت ساری + کچہ یاس تہے کچہ امیدواری + نامۂ شوقیہ
دیکھتے ہی ایسا ہنسا کہ رونا آگیا اتنی خوشی ہوئی کہ پیرہن مین نہ سمایا لفظ لفظ پڑہ کے اوسکی ہوائے شوق مین اپنے
ورق دل کو برباد کیا آنکھون سے خون رو رو کے اوسکے حرف حرف پر صاد کیا اس چہیڑ چہاڑ مین زخم دل پھر
اَلا ہوا شراب محبت دو آتشہ ہوئی نشہ اور دوبالا ہوا پہلے ایک ہی جان سے چاہتا تھا اب ہزار جان سے پیار کرنی
لگا جان ودل دونو نثار کرنی لگا الفت مین وہ مزا پایا کہ یہ شعر زبان پر برجستہ آیا صفیر عشق کے فعل مین وہ ہمنے
مزا پایا ہے + دل تو کیا جان بھی کرتا ہون فدائے الفت + خنجر عشق زخم دلبر کاری لگا زخم دامن دار ہو گیا مرغ
بسمل کیطرح بیقرار ہو گیا فیض نمک چھڑکا گیا اچھا ہوا فیض دہان زخم اب تک نے مزا تھا + پھر تو محمود نے سب

حقیقت ملکہ کی بیقراری اور پریشانی اپنی دوادوش اور سرگردانی مو بمو بیان کی اور وہ مُہر ملکہ کی نشانی دی اور کہا کہ آج حضور
اسی جا بسر کرین انشاء اللہ تعالے کل صبح کو بعزم سفر کرین آرام دل کو ہرچند سیماب وار قرار نہ تھا مگر اپنی ہمدمسے
کئی مرتبہ دہوکا کہا چکا تہا بڑی کے اغوا سے ہا چکا تہا محمود کے کہنے کو عمل مین لایا اور اوس شب وہین بستر لگایا شب کو یاد دلدار ستا نے
لگی چاندنی رات رولانی لگی بیقراری جو سوا ہوئی تو اس شعر سے زبان آشنا ہوئی صفیر بلگرامی شب فرقت مین ہنسنا
مجہہ سے ہے شبنم پڑتی + روتے ہین حال دل زار پہ تارے دریا +

ملک فارس مین پہونچنا آرام دل کا اور باغ حیات بخش مین جانا ملکہ حسن افروز خوش شمائل کا

پہول سے لبریز بہر کر ساقیا + بادۂ گلرنگ کا ساغر پلا + دیکہہ پہر باغ معانی کی بہار + عاشق و معشوق مین بوس و کنار +
زبان راقمان کیفیت گلزار اور خامۂ نشان جادو نگار سے زمین قرطاس پر یون پہول جہڑتے ہین کہ جب زاہد شب
زندہ دار ماہتاب تسبیح کہکشان ہاتہ مین لیکر حجرۂ مغرب مین در آیا اور نگار آتشین رخ مہر عالمتاب نے پردۂ مشرق سے
چہرۂ انور دکہایا شہزادے نے کمر ہمت چست باندہی اور محمود کے ہمراہ چل نکلا ہر روز منزلین طے کرتا بلبل وار آوارۂ
گل گلستان رعنائی کا دم بہرتا چلا جاتا تہا بارے چند روز مین ملک فارس مین داخل ہوا تمنائے خاطر بر آئی مقصد دل
حاصل ہوا آرام دل نے پوچہا یہ کون سے ہے محمود نے کہا ملک دلارام ہے شہزادہ نے فرمایا مصنف
بخت اسعد کو تجہ دلدار مین لایا مجہے + بعد مدت یہان تلک گردون نے پہونچایا مجہے + اور کہا اے محمود للہ اب
دیر نہ لگا جلد اوس آرام جان سے ملا محمود نے عرض کی کہ حضور اسقدر جلدی نفرماتے ذرا دم لیجیے ٹہر جائی
پہر محمود شہزادے کو اپنے مکان مین لیگیا سامان ضیافت کیا اور بہت سی قدر و منزلت کر کے مدارات مین
مصروف ہوا اب یہان سے کچہ حال ملکہ جگر افگار کا گوش کیجیے اور سب فراموش کیجیے کہ ایک روز ملکہ حسن
افروز کو فراق دلدار مین غفلت جو آگئی عالم خواب مین دیکہا کہ آرام دل تنہا دشت خوفناک مین ایک درخت
کے نیچے پڑا زار زار رو رہا ہے یہ کہتا ہے اور درد دل سے بیقرار ہو رہا ہے جرات نزع مین بہی صورت کو نہ دیکہا
افسوس + مرتے مرتے بہی نہ ارمان نظر کا نکلا + یہ خواب پریشان اور احوال بیتابی جانان دیکہکر یکایک چونک
پڑی گہبرا کر اوٹھ بیٹھی دیر تک زاویہ نشین رنج و محن رہی بحر تفکر مین غوطہ زن رہی پہر بیقرار ہو کر اور رو کر مانی سے
کہنے لگی کہ مانی وہ رشک مسیحا کب آتے گا ہم تمام ہو جائین گے جب آتے گا ع پس ازان کہ من نمانم بچہ کار
خواہی آمد + وہ بولی بی بی صبر کرو چندے اور دل پر جبر کرو ع صبر تلخست ولیکن بر شیرین دارد + ملکہ نے کہا
یہان تو ہر دم نفس واپسین ہے ہائے افسوس تسلی خاطر کی کوئی صورت نہین ہے حضرت غالب
کوئی امید بر نہین آتی + کوئی صورت نظر نہین آتی + آگے آتی تہی حال دل پہ ہنسی + اب کسی بات پر نہین آتی +
مرتے ہین آرزو مین مرنے کی + موت آتی ہے پر نہین آتی + غرض مدام اوس ناکام کو آہ و نالہ سے کام تہا
سوائے مانی اور قمر النساء کے کسی سے گفتگو تہی نہ کلام تہا نظیر اکبرآبادی کوئی کچہ پوچہے تو منہ دیکہہ سکے

چپ رہ جانا + نہ تکلم نہ اشارت نہ حکایت نہ سخن ہم ‌ا‌ دسدن توبیب شام قمر النسا نے آکر کہا کہ بیگم سوتی ہو یا حسب معمول بیدار
ہو ملکہ نے کہا جرأت خیالِ خواب کہان سوزِ غم سے جلتے ہین + تمام رات پڑے کروٹین بدلتے ہین + قمر النسا
نے کہا حضور خدا آپکا غم و الم دور کرے خاطر اندوہ ماثر مسرور کرے آج مین باغ حیات بخش مین گئی تھی سبحان اللہ
عجیب تیاری ہی ہر روش پر گلگشت بادِ بہاری ہے حضور بھی آج اوس باغ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان
ارم فرماتے گل و بوٹہ کی سیر دو گھڑی جی بہلاتے ملکہ نے فرمایا مجھے معاف کرو یہین پڑا رہنے دو رنہ تکلیف
سیر باغ نہ دو دل گرفتہ ہون + طبع شگفتہ چاہیے گلزار کے لیے + قمر النسا نے کہا حضور خدا کے واسطے چلیے
اگر آپکا دل نہین چاہتا تو میرے ہی خاطر کیجیے ملکہ حسن افروز کہ قمر النسا کو دل سے پیار کرتی تھی اوسکے خاطر
سے اوٹھی او عجب ناز و انداز سے قمر النسا کے کاندھے پر ہاتہ رکھکر حیات بخش کی سیر کیواسطے چلی دو چار قدم گئی
ہوگی کہ اتنے ہی حرکت سے رگ رگ سنسنا گئی ضعف کے سبب سر سے پاؤن تک پسینے مین نہا گئی یہ حال
جو دیکھا ہنسکر فرمایا میرے گر یہی ضعف ہے تو حضرت دل + ہو گی آخر بس ایک آہ مین تم + غرض وہ باغ متصل خاص
محل تھا وہان تک جانا بہت سہل تھا بہزار خرابی و دشواری باغ مین داخل ہوئی قمر النسا کو مسرت حاصل ہوئی لا اعلم
صحن گلشن مین جب خرام کیا + سرو آزاد کو غلام کیا + ملکہ نے باغ حیات بخش کی طیاری دیکھی فراق یار مین روح
تن سے جدا ہونے لگی گل و بلبل کے وصل سے مہاجرت دلدار مین شبنم وار زار زار رونے لگی سرو دلجو کو دیکھا قد جانان
کی یاد مین بار غم سے پشت دوتا ہو گئی سنبل زار کو پریشان دیکھکر یاد کاکل یار جان کو بلا ہو گئی نظارۂ نرگس شہلا سے
چشم جانان کے تصور مین آنکھون مین آنسو بھر لائی سمن سیمین بدن کو دیکھا اپنے سیمتن کے جسم کی صفائی یاد آئی لالہ کی دید سے
ولولۂ عشق اور بڑہا داغ جنون چمکا ایک آہ سینۂ سوزان سے بھری اور یہ مطلع پڑہا سودا اے لالہ گو فلک نے دیے
تجکو چار داغ + سینہ مرا سراہ کہ اک دل ہزار داغ + قدم اوٹھاتی تھی زمین پاؤن پکڑتی تھی سنبل زار کی شوخی پر زلف
پریشان ہوتی تھی بگڑتے تھے سوسن صد زبان کی غمازی اور بدزبانی سے کچھ زبان پر نہ لاسکتی تھی صورت تصویر
حیرت ایک ایک کا منہ تکتی تھی تاک انگور کو دیکھتے ہی یاد چشم میگون جانان مین آنکھین چہرہ گئین نشۂ عیش ہرن ہوگیا
ہوش ہوتا بہکا ہوا سخن ہوا القصہ اسی حال سے خواصون اور سہیلیون کے بیچ مین ہر سو وحشیون کیطرح نظر کرتی ٹھنڈی ٹھنڈی
سانس بھرتی تخت الماس پر جو برلب نہر ہوتی محل کے سامنے بچھا ہوا تھا شامیانہ سرخ اطلس کا اوسپر کھچا ہوا تھا آکر جلوہ
فرمایا سامنے مینا بازار نظر آیا کہ نہر کے کنارے صدہا عورتین دکانین صرافی سی اور بزازی اور جواہر اور میوہ فروشی کی آراستہ
کیے ہین سودے والیان زر و جواہر اور پوشاک پر تکلف سے اپنے جسم کو پیراستہ کیے ہین جواہر فروش پر
عجب جوبن ہے کہ کان جواہر سارا بدن ہے بال بال مین موتی پروئے ہین قدرت کی گوندھی ہین سلک مروارید مین چشم و گوش
اسنے کہ دیدہ ہین نہ شنیدہ ہین رنگ رخسار لعل بدخشان ہے لب یاقوت ہین ہاتہ شاخ مرجان ہے حلقہ کف دست لبان
الماس صاف اور خوشنما ہے مینا سے حنا کی ڈاک سے اور ہی لطف پیدا ہے کلائی صاف ہیرے کی پٹری ہے چہرہ انور مین
کندن کی دمک ہے مسی مالیدہ لب تبسم ہین زمرد کے بندے انیتون مین پڑے ہین آئینہ رخسار مین سبزی کی ڈہلک ہے

حقۂ لعل رعناے پستان ہین ہاتہ شمشاد قد ہین دو انار صفہان ہین دکہا کی عاشقون کی دلآویز ہے ناف شکم گرداب بلا ہے کمر
بحر حسن ہین موج خیز ہے سونے کا پلنگ بچہا ہوا ہے مسند تکیہ گاؤ جواہرات بیش بہا جنکی تلاش مین جوینده کا دل بہا بہا پہرتا
ہی کشتیون مین سجے ہوے بیٹہی ہین خریدارون کو دیتی ہین جنکی کیا ہین گویا دل عاشقون کا مول لیتی ہین **بزار پشیہ والیان**
بصد تکلف فرش اطلس پر انواع الواع طرحکی تہان جامدانی کامدانی حریر و کتان لیے ہوے اپنا بناؤ کیے ہوے بیٹہی ہین
اونکا دیدار گویا نین سکہہ ہے انکہین سکہہ پاتی ہین رانکہین ہاتہ آتی ہین کہین رفل کہین ڈوریا کہین ٹکب سے آون بہول
سے رخسارون پر بلبل چشم حیران سب ہے تافتہ حواس باختہ ہے دل موسن پریشان ہے تیر مژگان جگر کے پار ہونے کو
لیس ہین چہرہ پر کہرے ہوے کیس ہین تیغ ابرو نگاہ جادو قتل عشاق کے سب سامان درلیس ہین آنکہین ایسی کہ جنکے
تصور مین کمخواب آسنے ہمہ تن زیب کیے بیٹہی ہین جسم کی صفائی پر نظر کف افسوس ملل رہجاتے دست رنگین اطلس رخ
کا ایک نمونہ ہے بازار حسن کا ہر گہڑی حسن دونا ہے **میوہ فروش** اور مالنین وضیع و شریف اشیاے لطیف
لطیف دوکان لطافت مین سجائے بیٹہی ہین خریداری کا بازار گرم ہے کشمش کے خریدارون کی کثرت سے کشمکش ہے
چلغوزون کا انبار کیے بیٹہی ہین حسن مین لاثانی ہین خریدار پروانی ہین رنگ رخ گویا انار کے دانے ہین ایسی میز
بولتی ہین کہ سنیے میون کی کشتیان انکی خوب آتی ہین زلفین خریدارون کے دلون کی دام ہین آنکہین شہلا سیاه
دو بادام ہین نہال قد مین رخسار گلزار حسن سے دو سیب ہین دور کننده آسیب ہین جنکی خواہش ہین دل ناشکیب بیخود ہو
کیا ہین ملذ سبب ذقن سے ہے مسی کے اودا ہٹ سے جامن شرمنده ہے مولسری دہن سے ہے پستان سخت ولایتی
انار ہین یا پیوندی آم کے درخت مین خام دو کیریان ہین یا دو رنگترے مزدار ہین ناف چرخ شکم پر قطب تارا ہے
خریدار بہت ہین کیا کرے کہ نخل خرما مین ایک ہی چہوہارا ہے انگور کی قطبیان سامنے رکہی ہین ہر ایک ناز و ادا مین کیہا
ہے اسکیلے دو کیلے کو بہا بیتی ہین مدام کیلے کی تاک ہے وه نہر کیا تہی گویا تختۂ بلور تہے بلکہ سراسر نور سے اندر سے
باہر تک بالکل فرش سنگ مرمر کا سبزه کی نہر پر اور گل بوٹہ کی ساخت سے رشک گلزار جہان جابجا نیلم پکہراج عقیق
یمنی جڑا ہوا پانی اوسمین ایسا روان جسطرح تختۂ بلور پر فرش آب روان اوسمین نقش کرا ہوا تمام جسطرح آب روان پر کام دار کی
کا کام پانی اوسکا آبداری مین گوہر خوشاب بلکہ گوہر بہی نے آب خوشبوون مین بہ از گلاب اوسمین مچہلیان سرخ زرد نایاب
جنکے دیکہنے سے مرغ دل بیخ آه پر کباب جانور آبی ہر ایک لاجواب کہین بط کہین مرغابی کہین سرخاب مثل پستان دوشیزه
ہر ایک حباب غیرت ہر لعبت خوبان جہان اوسکی امواج کا پیچ و تاب شہزادے کی آمد آمد کی خبر سنکر مالنون نے دستہ دستہ
گلدستہ لا کر لب نہر دو طرف چن دیے داروغۂ باغ نے صدہا خوان میوجات بطور ڈالی کی لگا کر اور انواع انواع طرحکے گلدستے
گل زعفران اور کیتکی اور مدن بان سے بنا کر ملکہ **حسن افروز** کے نذر کیے اور مرغان خوش الحان شاما دہیر بدیا لال بلبل
ہزار داستان طوطی شیرین مقال کہ مہندی کے برجون پر بند تہے کہولے اونکی نواسنجی اور خوش بیانی نے ہر ایک کو بیچین
کر دیا اسپینے بوسے کو سے اوڑ کر سرو پر جا بیٹہا کسی نے شمشاد کو گلے لگایا کوئی زعفران کے تختہ مین جا کر ہنسی سے لوٹنے
پہڑکنے لگا کسی کا دل خوف باغبان اور بیم صیاد سے دہڑکنے لگا کوئی نہر کے کنارے بال و پر کہول کر نہانے لگا کوئی

مچہلی کے صید کو نہر مین غوطہ لگانے لگا بلبل نے عجب عجب حرکتین کین کہ پہلے چند صدائین دین پہر ہاے گل کہکر شاخ
گل پر جا بیٹہا گلچین کو دیکہکر خار کہا بیٹہا آہ و فغان کرنے لگا اوسی کا دم بہرنے لگا کبہی باواز بلند یہ مطلع پڑہا شیخ ناسخ بلبل
ہون بوستان جناب امیر کا + روح القدس سے ہے نام ہمصفیر کا + کبہی با دل دردمند یہ مطلع رند پڑہا رند منقار سے
ہزار مشقت سے پر کہلے + یارب یہ خیر سے صیاد پر کہلے + کبہی غنچہ کے تصدق ہونا اور مست ہوکر زمین پر گر پڑتا
کبہی پہر اوڑکر اودہر جاتا نسیم کے جہونکون سے بار جو نہ پاتا تو صبا سے پر کہول کر دو دو چونچین لڑتا کبہی قابو پاکر گل کا بوسہ لیتا
خوش ہوکر دم بہرتا اور پکار پکار کے یہ دعائین دیتا مصنف بہر گیا ہے گل امید سے دامن اپنا + باغبان تجکو مبارک رہے
گلشن اپنا + ملکہ حسن افروز یہ کیفیت ملاحظہ کر رہی تہی مگر کیا مقدور کہ چہرہ پر ذرا بشاشت کا نام ہوا اور دل سے دور
رنج و آلام ہو وہی ہر دم اشک جاری اور بیخودی کا عالم طاری کبہی کچہ چمین آیا تو اوسی بلبل سے مخاطب ہوکر فرمایا رند
اے عندلیب ملکے کرین آہ و زاریان + تو ہاے گل پکار مین چلاون ہاے دل + ورنہ کچہ اسکی بہی پروا نہین لب سخن
سے مطلق آشنا نہین

داستان دعوت وصال طالب و مطلوب آرام دل کا موتی محل مین جانا اور ملاقات ملکہ خوش صفات پری لقا یعنی ملکہ حسن افروز حور شمائل سے لطف اوٹہانا

لا پہر کے ساقیا کوئی پیالہ شراب کا + روز وصال مین نہین موقع حجاب کا + مین بادہ خوار تشنہ ہون ساقی ترا
دے + زاہد تو ہے پلا کہ عمل ہے ثواب کا + مضمون وصل اسمین رقم ہے تو چاہیے + چسپان ہو اب ہر اک
ورق اس کتاب کا + محرران داستان مرغوب و راقمان حال وصال طالب و مطلوب کیفیت قران السعدین یون
لکہتے ہین کہ جب آفتاب سوختہ آتش با جگر کباب غمکدہ مغرب مین گیا اور ماہتاب اپنی محبوبہ مشتری کو لیکر حجرہ مشرق سے
برآمد ہوا ملکہ حسن افروز وہان سے اوٹہہ کر با دل داغدار زار زار روتی ہوئی موتی محل مین تشریف لائی اور آتے
ہی غش آگیا چہپر کہٹ مین گر پڑی قمر النسا اور خواصون نے جلد جلد گلاب کیوڑہ چہڑک کر اوٹہایا جب کچہ ہوش
آیا تو فرمایا مصنف عاشق کا دل زار ستانا نہین اچہا + اے ہمنفسو مجکو جگانا نہین اچہا + قمر النسا نے عرض کی
حضور گلزار کی بہار اور روشنی کی کیفیت تو اب دیکہنے کے قابل ہے آپ ذرا دل کو سنبہالیے اس رنج و الم
سے کیا حاصل ہے غرض قمر النسا نے شہزادی کا ہاتہ پکڑ کے اوٹہایا اور برآمدے مین کرسی جواہر نگار پر لا بٹہایا موتی محل
عجب تکلف کا مکان رفیع الشان تہا کہ اوسمین بجاے سنگ لعل بدخشان یاقوت کی اینٹین لکڑی کی جگہ شاخ مرجان بجاے
آہن سیم اوسپر طلائی ملمع تہا سارا مکان مرصع تہا جا بجا خوشہاے دُردانہ لٹکتے تہے استرکاری زمین مین اوسی کے
چونے کی تہی ڈہکیا سفال کے بدلے ٹہوکرین کہایا کرتے تہے اسیواسطے موتی محل نام تہا واقعی اسم بامسمے تہا شام
ہوتے ہی روشنی کا ٹہاٹ ہوا وحشیون کا دل اوچاٹ ہوا ادہر ماہ تابان فلک پر نمایان ہوا ادہر لب نہر ادہر
روش پر کہ لالٹینین قد آدم دو دو معیار چار قدم پر نصب تہین روشن ہوئین ہر درخت فضا ان روشنی سے سرو چراغان

ہوا ہر شجر بلکہ تمام باغ چراغ کی روشنی سے کرۂ نور ہو گیا شہزادہ کا جمال جہان آرا ایک عالم کو تجلی طور ہو گیا روشنی کی کیفیت دیکھ کر غنچہ و گل فرط انبساط سے پھول گئے مرغان آبی تڑپ کر باہر نکل آئے پرند جانور درختون پر بسیر الدنیا پھول گئے قمر النساء نے محل مین سامان جشن کیا فراشون نے سقفی اور فرشی جہاڑون مین شمعہائے کافوری کو روشن کیا نگینہ سنگ شیشہ آلات سے تمام انجمن کو غیرت گلشن کیا تمام جہاڑ کول جہاننے مانند یون مرغکون مین خدا جہوٹہ نہ بولائے تو پانچ لاکہ شمعین روشن ہوئین قد آدم آئینون تختہ لالہ زار ہوا مرغ نگاہ اوس محفل مین آکر پرواز بہولا اہل حرفہ سب کام چھوڑ کر اوسی طرف دیکھنے لگے شہر والون کو دہوکا ہوا کہ ہوتی محل مین آگ لگی تماشائی متحیر ہوئے باشندگان دہلی کو پھول والون کی سیر یاد آئی خوشی سے پھول گئے اہل لکھنوا یسے محو ہوئے کہ حسین آباد کی روشنی بھول گئے اوس روشنی کے آگے چاند ماند ہوا کہ چمک دمک کی سب حقیقت گرد ہو گیی گرمی شعلہ کے حضور چاندنی پر اوس پڑی اوس پر چاندنی سرد ہو گئی پروانون کے باہر ہی باہر پر جلے شمع تک نہ رسائی ہوئی سمندر گھبرا کر نہر مین ڈوب گیا کیا قدرت کبریائی ہوئی اس عرصہ مین کسی نے خبر دی کہ محمود حاضر ہے یہ سنتے ہی ملکہ **حسن افروز** کا فرط سرور سے کلیجا پھٹنے لگا گھبراہٹ سے دم اوٹنے لگا قمر النساء سے فرمایا بیساختہ زبان پر آیا کہ ارے خدا کے لیے لوگون نے غل کیون مچایا ہے میرا مغز کہایا ہے خیر تم اس شر کو یہان سے رفع کرو مجھے خفقان ہوتا ہے لِلّٰہ ان سب کو یہان سے دفع کرو قمر النساء بس کہ ذی شعور تھی کنواری تھی مگر بہت دور تھی تمامی ملکہ سمجھ گئی خواصون کو نکال دیا ہر ایک کو ہر بہانہ سے ٹال دیا جیا اور قمر النساء اور فقط ایک خواص ملکہ کے پاس رہی اوسیکی ملکہ ہیجو اس رہی آتش عشق سینہ مین بہڑک رہی تھی عندلیب روح قفس تن مین پہڑک رہی تھی زار زار آنکھون سے آنسو جاری تھے سکتہ کا عالم تھا ہجوم اندوہ والم سے ساکت دم تھا کبھی امید وصال تھی کبھی یاس چہرہ اداس طبیعت پر ملال حال پریشان تھا اور جوش جنون مین یہ شعر ورد زبان تھا حضرت **غالب مدظلہ العالی** کہتے

تو ہو تم سب کہ بت غالیہ مو آئے ٭ یک ٹک گھبرا کے کہو کوئی کہ وہ آئی ٭ پہلے

تو بہت ضبط کیا مگر نہ سنبھلی غش آ گیا بیٹھے بیٹھے گر پڑی بدن سنسنا گیا اس عرصہ مین **آرام دل** محل مین تشریف لایا قمر النساء نے صورت دیکھتے ہی درود پڑھا صل علی زبان پر آیا **آرام دل** اپنے آرام دل کا یہ حال دیکھ کر ہزار جان سے نثار ہوا فرط محبت سے بیقرار ہوا اور دوڑ کر ملکہ کے قدمون پر گر پڑا تلوون سے آنکھین ملنے لگا روتی روتے ہچکی بندہ گئی دم سا نکلنے لگا سبحان اللہ کیا محل اور کیا وقت ہے گل و بلبل کا وصال ہے نرگس چشم عاشق زار پائے نازک دلدار سے پامال ہے مگر عاشق کی جان کو یہی سخت عذاب ہے کہ نہ ہجر مین چین نہ وصل مین آرام آغاز کا تو یہ انجام ہوا اب دیکھیے کیا ہو غرض عاشق کی مٹی خراب ہے سر معشوق پائے عاشق پر دیکھا عشق نے ترک ادب سمجھا شہزادے کے دل مین چٹکی لی چونکا یا ملکہ **حسن افروز** کو ہوش آیا سر جو اوٹھایا سر دلدار اپنے پانون پر پایا آہستہ سے بلائین لے لین اور اوٹھ کر مسند پر ہو بیٹھی از سر نو دل و جگر سے تائید ہو بیٹھی شعر

عشق نے جادو کیا بیتاب و مفتون ہو گئے ٭ پہلے لیلی تھی اب اوس مجنون پہ مجنون ہو گئے

قمر النسا نے **آرام دل** کو لخلخہ سنگہایا بارے ہوش مین آیا اوٹہ بیٹہا مگر اوس گل گلستان رعنائی غنچہ سربستہ بوستان زیبائی کو دیکہکر مثل تصویر بیحس و حرکت ہوگیا شمیم زلف معنبر سے مست ہوا چشم میگون کی دید سے سرشار ہوا خمار بادۂ جنون کا اوتار ہوا **مصنف** زہے چڑہا صید بلا ہوگیا ✤ دیکہتے ہی دیکہتے کیا ہوگیا ✤ ملکہ **حسن افروز** نے کہا کیون صاحب آپ کون تہے جو بیر آئے مکان مین بے اجازت تشریف لاتے ہمکو آپ نے کیا سمجہا جو بے تکلف سیدہے چلے آئے **آرام دل** نے کہا کہ پہر بیجان کس دل سے کہتی ہو کس سے کہتی ہو کیا اپنے آرام دل سے کہتی ہوا اتنا کہکر ضبط نکر سکا پہر قدم پر گر پڑا ملکہ **حسن افروز** بہی بیخود ہوگیی ہم آغوش ہوکر رونے لگی پیرہن یار آنسو سے بہگونے لگی ایسی روئی کہ ناتوانی سے غش آگیا **مصنف** واہ رے عشق خوب کام کیا ✤ دو ہی باتون مین بس تمام کیا ✤ قمر النسا حال زار دونو عاشق بیقرار کا دیکہکر بیتاب ہوگیی دل بہر آیا زار زار رونے لگی دونو عاشقان صادق کی گرد پہر کے نثار ہونے لگی دیر تک یہی حالت طاری رہی سب کو بیقراری رہی آخر قمر النسا نے اپنی آنکہون سے آنسو پونچہکر دونو شیفتہ جگر عاشقان سوختہ جگر پر گلاب چہڑکا کیوڑے کا چہینٹا دیا اوسکی زلف کی بو اوسے سنگہائی اوسکی کاکل اوسکے رخ پر گرائی دونون نے لخلخون کا کام کیا آرام دل کو ہوش آیا یہ شعر زبان پر لایا لا اعلم فرد للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست ✤ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید ✤ ملکہ حسن افروز نے بہی آنکہہ کہولی اور بیقرار ہوکر بولی **شعر** نہ ستاؤ مجہے دل کہول کے رو لینے دو ✤ ہے مسیحا تو یہان جی مجہے کہو لینے دو ✤ قمر النسا نے کہا بیگم خدا کے واسطے رونا موقوف کرو بس خوشی کا رونا رو چکین اب زخم دل مرہم وصال سے بہ ہوا **آرام دل** نے کہا صاحب اب جو رو تو ہمارا ہی جلوا کہاؤ تمہین ہمارے لہو کی قسم ہے کو بیٹہو جواب کچہہ غم والم خاطر نشان لاؤ غرض بہزار دشواری **آرام دل** اور قمر النسا نے ہاتہ پکڑ کے اوٹہایا طاقت جسم مین کہان تہی گاؤ تکیہ سے لگا کر بٹہایا **آرام دل** نے ملکہ کے دل بہلانے کے لیے اپنا قصہ آغاز کیا پہلے تذکرۂ وفاداری محمود جان باز کیا پہر از تاریخ روانگی وطن تا روز ملاقات تمام سرگذشت رنج و محن ملک داراب مین پریون کا لیجانا اور حال شادی کا صنوبر شہزادی کی پہر اوسی بیابان مین آنا پہر ملکہ سیمتن پری کی ملاقات پہر اوس ساحرہ کے ساتہ گذری ہوئی واردات سب بیان کی قمر النسا نے کہا بس حضور اب ان باتون کا کیا تذکرہ ہے **مثل** برگذشتہ صلوات یہ کہتی کہ خدا نے بڑی مشکل آسان کی ملکہ **حسن افروز** سے پہلے تو چپکی بیٹہی سنا کی پہر قمر النسا سے کہنے لگی کہ ابہی مشکل کہان آسان ہوئی ہے ابہی تو دل کو بڑا قلق ہے کہ وہان کا تعلق لاحق ہے دو دوسے وار و مدار ہین باہم شادی کے اقرار ہین واللہ ایسا ہی بیوقوف دنیا مین کوئی نہو گا کہ والدین نے جو شادی نہ کی تو گہبرا کر اپنا ملک چہوڑا انہین کا بیان ہے کہ کیسی کیسی ذلت اوٹہائی صدمے کہینچے محنت اوٹہائی سلسلۂ الفت رشتۂ یگانگت سب سے توڑا خود ویون سے اخلاص جوڑا پہر جو خدا نے شادی کا سامان کیا تو صنوبر کے آشنائی کی خبر سنکر جل گیی جامہ سے باہر نکل گیی اوس بیچاری پر کیسا کیسا گمان کیا وہان سے تو زرد رو آئے پری کو جو دیکہا سایہ ہوگیا دیوانی بن گیی اوس سے منہ کالا کیا جہان کی خاک چہان بکے اب یہان سرخ رو آتے بہلا پہر ایسون سے دل لگانا اپنا اچہا بہلا چنگا جی

کر ہاتا آپکو مٹھیے بٹھائے جنجال مین پہنسانا کڑی اوٹھانا کیا ہے جب اورون سے بیوفائی کی تو ہمین آپ سے کب امید وفا
ہے بس صاحب میرا سلام ہے آپکا تو یہی کام ہے اب آپ ہماری صحبت کے لایق نہین معلوم ہوا اوٹھائی گیرے
ہین عاشق نہین اپنے مطلب کے آشنا ہین ناحق وفا کا نام بدنام کرتے پہرتے ہین حقیقتاً بیوفا ہین دغابازی آپکا کام ہے
عاشقی معشوقی کسکا نام ہے آپ کو صنوبر شہزادی مبارک ہو سمیتن پری کے ساتھ شادی مبارک ہو مین بیچاری مصیبت
کی ماری سنے لبساط دور از نشاط وانبساط دل تنگ بدرنگ جیکے جی کیا جانون وہ جگ سلامت رہے اتنو پو بارہ ہین
دس نہین اٹھارہ ہین بھلا اب مین کس گنتی مین ہون یہ چالین میری ملا جانین اوس سے کہو جو پیچ مانے ٥ مرد کے
کام ہیڈیہب ہین ✤ بیوفا اور مفتری سب ہین ✤ **آرام دل** نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا یہ قصہ ہیڈیہب ہوا رند
نظر آتا ہے وہ بیزار خدا خیر کرے ✤ پہر گئی پہر نظر یار خدا خیر کرے ✤ کہنے لگا صاحب **حضرت غالب** عشق
مجکو نہین وحشت ہی سہی ✤ میری وحشت تیری شہرت ہی سہی ✤ قطع کیجے نہ تعلق ہم سے ✤ کچہ نہین ہے تو عداوت
ہی سہی ✤ ہم کوئی ترک وفا کرتے ہین یہ ✤ نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی ✤ ہم بہی تسلیم کی خو ڈالینگے ✤ بے نیازی تیری عادت ہی سہی
پہر عرض کی کہ صاحب بہلا دیکہو تو ہمنے تمہاری جستجو مین کو بکو خاک چہانی سب لوگ سمجہاتے رہے خاطر آشفتہ بہلاتے
رہے مگر ہمنے کسی کی نہ سنی ایک نہ مانی آپکے طلب وصال مین اپنا برا حال کیا سلطنت اور حکومت کا کچہ نہ خیال کیا
اگر ہمین شادی سے فقط خانہ آبادی مدعا ہوتا اور آپ سے دل نہ لگا ہوتا تو صنوبر شہزادی کیا تہی اور سمیتن مالزادی
کیا تہی ہم اپنی شادی اور جگہ کر لیتے لیکن بخدا تم بہی کیا بشر ہو دل مین کیا کیا بدگمانی ہے کہان کا قصہ کہان کی کہانی
ہے ہان صاحب پہر کیون نہو کہ شاہ چین کی بہو ہو لخت جگر ہو ملکہ **حسن افروز** نے کہا واہ کیا احسان جتاتے
آتے ہین ماشاءاللہ بگڑی بات کو بنا لیتے ہین صاحب کس نے کہا تہا کہ ملک فارس مین جاؤ کون ہاتہ پانون پڑا
تہا کہ خدا کے لیے تم یہان آؤ قمر النسا نے کہا بیگم عجیب سیر ہے ان باتون سے کیا حاصل کچہ آپکو خیر ہے جانے
دیجیے دور کیجیے باہم صحبت عیش ونشاط گرم کرکے شہزادے کا دل شاد اپنا دل مسرور کیجیے یہ کہکر صراحی آب آتشین
کی اوٹہائی اور ایک جام لبریز کرکے **آرام دل** کے سامنے لائی شہزادہ نے ساغر شہزادی کے منہ سے لگایا
ملکہ **حسن افروز** نے جہنجہلا کر ایک ہاتہ اس زور سے مارا کہ وہ جام **آرام دل** کے ہاتہ سے گر پڑا اور بگڑ کر فرمایا
کہ واللہ ہمسے نہ بولو ہمین ساغر نہ پلاؤ جنکے ساتہ پہلے شراب پی چکے ہو اونہین کے ساتہ ہو وہین جاؤ **سید
محمد خان رند** ہوا کیا جاہ سے حاصل نہ جاہو گے تو کیا ہوگا ✤ ملا یہ کچہ محبت مین خفا ہو گے تو کیا ہوگا ✤ مجہے حاصل
ہوا کیا آپ کے دلبر بنانے سے ✤ اگر اورون کے اب تم دلربا ہو گے تو کیا ہوگا ✤ جلانا اور رولانا ہر گہڑی ہر بات پر
لڑنا ✤ یہ پائی وصل مین لذت جدا ہو گے تو کیا ہوگا ✤ **آرام دل** یہ غضب بے محل تیوری پر بل پڑا دیکہکر اور کمان ابرو
کو چلہ غضب پر چڑہا دیکہکر سہم گیا اوس گوشہ نشین پردہ عفت کی ناخوشی کا حقیقتاً وہم گیا بیقرار ہو گیا تیر غم کلیجے کے پار ہو گیا بسمل
ہو کر قدمون پر گر پڑا عفو تقصیر چاہنے لگا درد دل سے کراہنے جب بیقراری از حد طاری ہوئی تو ملکہ حسن افروز نے
اوس شوریدہ سر کا اوٹہایا اپنے گلے لگایا بیقرار ہوئی معشوق مست ناز اور عاشق جانباز پر جان و دل سے نثار

آخر اوس رشک حور نے قصور اوس رنجور دوراز سرور کا بدل معاف کیا غبار دل روکے دہو یا آئینہ خاطر کو کدورت سے صاف
کیا قمر النسا نے ایک اور جام دافع رنج و آلام آرام دل کو بہر کر دیا شہزادہ نے ملکہ کو پلایا اور اوسکے دست نگارین سے
آپ پیا پہر تو ایسی صحبت بکیفیت ہوئی کہ دور ساغر مثل گردش ایام چکر مین آیا کشتی سے کی ہوا بند ہی زاہد فلک بہی جو
مین آکر چلایا محمد ابراھیم ذوق محفل مین شور قلقل مینا سے مل ہوا + لا ساقیا شراب کہ توبہ کا قتل ہوا + +
جب دونو بادہ نشاط سے سرشار ہوئے مستیون کے آثار ہوئے آرام دل نے جہک کر ایک بوسہ لیا
قمر النسا نے شرما کے منہ پہیر لیا غرق بحر خجالت ہوئی شرم سے بُری حالت ہوئی ملکہ حسن افروز نے کہا کیا
بہیا اور کتنے مزیدے ہو قمر النسا کا بہی لحاظ نکیا ایسے گرے جیسے مکہی شہد پر گرتی ہے آرام دل نے کہا
صاحب بگڑتی کیون ہو تہوڑی سی بات پر لڑتی کیون ہو مصنف بوسہ لینے سے میرے تم جو خفا ہوتی ہو +
جو دیا بوسہ ہے مجہے وہی بوسہ لے لو + پہر تا تا پائی کی ٹہری دلون مین حرارت نے جوش کیا زور آزمائی کی ٹہری
مصنف وصل کی شب ایک بوسہ پر لڑائی ہوگئی + ہان نہین کرتے ہی کرتے تا تا پائی ہوگئی + ملکہ نے کہا دیکہو
تمہین میرے سر کی قسم یہ اچہی بات نہین ہے ذرا ہوش مین آؤ عقل کے ناخون لو کیا خوب میرا منا کسی کیسی کی ملاقات
نہین ہے یہان تو خوف سے دم نکلا جاتا ہے تمہین باتین بنانی آتین ہین ہاے اللہ چہوڑو میری چوڑیان ٹہنڈی ہوئی جاتی
ہین مثنوی بس ہٹو میری ست بلاتین لو + وہ نہین ہو گا لاکہ ناک گہسو + آرام دل اس کلام سے اور بہی بیتاب
ہوگیا آغوش مین لیکر کئی بوسے لے لیے ملکہ نے کہا پہر اس سے کیا ہوا حاصل کیا مزا ہوا پہر الگ ہو کر کہا دیکہو
صاحب مین تمہین کہے دیتی ہون کہ تمہین خدا کی قسم جب تک تمہاری شادی نہو میرے گہر کی آبادی نہو جب تک
مجہے بد نظر سے ہاتہ نہ لگانا خبردار دلمین کچہ اور خیال نہ لانا نہین تو یاد رکہنا کہ باواجان شادی ہرگز نہ کرینگے دامن تمنا
تمہارا گوہر مقصود سے نہ بہرینگے دل سے محبت چاہیے کچہ خدا کی بہی دہشت چاہیے پاک الفت سے خدا
بہی راضی رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہی شاد ہر فرد بشر خوش والدین کا بہی ملک دل فرحت و انبساط سے آباد پہر
یہ امر کیا دشوار ہے از راہ بہی خود ہی التماس کیا آئندہ اختیار ہے آرام دل کو بہی یہ بات پسند آئی اسی عہد پر صلح
ہوا خواب و خیال احوال راضی ہوا پہر محمود کو طلب فرمایا وہ آیا دونون کے حضور مین آداب بجا لایا ملکہ حسن افروز
نے اشارہ کیا قمر النسا نے اپنے گلے کا نو لکہہ ہار اوتار کے محمود کو پہنایا آرام دل نے ایک جفت نورتن
اور بالا مروارید اور ایک ولایتی خاص اپنی کمر کی محمود کو عنایت کی پہر آرام دل نے ملکہ حسن افروز
سے کہا کہ اب مین تمہارے والد کی ملاقات کو جاؤن یا نہ جاؤن اور اگر جاؤن تو حرف مطلب زبان پر لاؤن یا نہ لاؤن
ملکہ نے کہا صاحب اونکو تمہارا حال معلوم ہو چکا ہے بہر حال جانا مناسب ہے مگر کسی امر کی درخواست میرے
نزدیک نامناسب ہے بس سیدہی سیدہی ملاقات کرنا اگر کچہ پوچہین تو بات کرنا محمود نے کہا حضور جو کچہ ارشاد
ہوا بہت بجا ہے مگر میرے نزدیک صلاح یہ ہے کہ پہلے شہزادہ عالم خاکسار غریب خانہ پر تشریف لے چلین
اور وہان سے بخدم و حشم آکر عین دربار مین حضور سے ملاقات کرین آرام دل اور ملکہ حسن افروز

کو محمود کی راے بہت پسند آئی یہی صلاح قرار پائی فلک کجرفتار ہمیشہ درپے آزار ہے خصوصاً عاشق و معشوق کا دشمن جانی ہے انکا ملنا باہم بیٹھنا غنچہ دل اہتزاز نسیم سے کھلنا اس چرخ کو بار ہے غرض انہیں باتون مین تھے کہ مؤذن کی اذان کان مین آئی صبح نے الفجر الفجر کی دہوم مچائی صبح کی وردی بجی خروس نا خروس ہبدار باش پکارا توپ کی آواز نے دلون کو دہلا مارا ملکہ **حسن افروز** کا رنگ فق ہوا مثل سحر سینہ شق ہوا گھبرا کر کہا **مصنعت** کیا جلد ہو گیا شب وصلت کا اختتام + اے چرخ کینہ جو تیرے احسان کے نثار + غرض **آرام دل** اوٹھا محمود کے ساتھ چور دروازہ سے نکلکر اوسکے مکان کیطرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر منتظر نمود سحر رہا + + + + + + + + + + +

دربار سلطانی مین تشریف لیجانا آرام دل کا پھر موتی محل مین آنا اور جذبۂ دل صنوبر بسمل سے بمدد سفید دیو شہزادی کا ملک داراب مین جانا شہزادۂ سیاہ فام سے لڑنا

ساقیا اب ہے رزم کا ہنگام + دے مجھے ساغر مئے گلفام + ہے زبان میری تیغ جوہر دار + خامہ میرا ہے رخش تیزخرام + لب ساغر ذرا اچہا اوسکو + دیکھہ پہر آبدار ہے صمصام + کہکے اوسپر تو دست مے آلود + دیکھہ توسن کی میرے تیزی کام + راقمان کوالف جدال و محرران ماجراے قتال سمند بادرفتار قلم کو عرصۂ کارزار بیان مین یون گرم عنان کرتے ہین کہ جب نیزہ باز فلک یعنی آفتاب خطوط شعاعی کا نیزہ لیکر نکلا اور شہنشاہ نجم کلاہ ماہتاب تاب مقابلہ کی نہ لاکر قلعہ مغرب مین حصاری ہوا لال کرتی کا رسالہ بحکم ملکہ مہرسیما محمود باوفا کے مکان پر حاضر ہوا **آرام دل** پوشاک شاہانہ زیب بدن کر سمند تیزقدم پر سوار ہوا گرد پیش مین ولیار بارہ ہزار سوار کا حصار ہوا تمام شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی بلکہ دور دور ہوئی کہ شہزادہ **آرام دل** جس سے شہزادی کی نسبت ٹہری ہے آج تشریف لایا اب شادی ہوگی یہ سنکے ہر شخص پہولا نہ سمایا اثناے راہ مین محمود نے ہزارون اشرفیان اوس شہنشاہ کشور خوبی پر نثار کین دیوان خاص تک پہونچتے پہونچتے کئی لاکہ لٹا دین طبیعت درپے اختصار ہے اس لیے ایک ہی فقرہ لکہا ہے زیادہ طول کرنا ناظرین کو ملول کرنا ہے خلاصہ کا **آرام دل** بکر و فر بسیار داخل دربار شاہی ہوا غلغلہ حسن و جمال اوس نیر اوج اقبال کا از ماہ تا ماہی ہوا لال پردے کے قریب پہونچتے ہی وہ سرخرو یعنے شہزادہ خوشخو گہوڑے پر سے اوترا خاص بردار اور چوبدار آگے ہوتے نقیب باواز بلند پکارے کہ شہزادی عالم پناہ سلامت رسالے کے دستہ نے برابر باندہکر سلامی دی آفتاب نے فلک پر بہی مراتب صدقے اوتارے آسمان نے سورج مکہی دکہائی خواصون نے مہتابی لگائی غرض امرا و مصاحب شہزادی کو بیچ مین کئے ہوئے پیچھے پیچھے محمود وفادار عرق جبین لیے ہوئے دیوان خاص مین تخت شاہی کے قریب پہونچے بادشاہ نے وزیر اعظم کو استقبال کے واسطے بہیجا وزیر حسب دستور کورنش بجالایا اور شہزادی کا قدمبوس ہوا بادشاہ کہ پہلے ہی شہزادی کے آنے سے آگاہ ہو چکا تھا جب آرام دل نزدیک پہونچا صورت دکہتے

ہی محو دیدار ہوا یہ قدرت کا نمونہ یا یہ تصویر تو نقل تھی اصل کو جو دیکہا اصل تو یہ ہے کہ اوس سے بہی دونا پایا داماد
فرخ نہاد کا عاشق زار ہوا بیقرار ہو کر گلے لگانے کو دو نو ہاتہ بڑہاتے آرام دل دوڑ کر قدمون پر گرا بادشاہ نے اوٹہا کر
کلیجہ سے لگایا برابر بٹہلایا آرام دل نے سلسلہ تقریر کو وا کیا تقریر سلسل گفتار بر محل لطیفہاے ضرب المثل نکتہ ہاے
برمحل اشعار برجستہ او مضمون ہاے نو لبندسے ہر ایک کو شیدا کیا بادشاہ نے علم مین آزمایا کچہ سوال و جواب میان
آیا کسیطرح اوس کہری کو کہوٹا نہ پایا ہر طرح سے بادشاہ کو جواب شافی دیا اگر دوسرے نے پوچہا اوسی فور پہند
کیا شاہ نے طرز گفتگو اور طریقہ سخن نہایت پسند کیا دلشاد اور خورسند ہوا جذبہ محبت ایک سے دہ چند ہوا لڑکی کی
خوش نصیبی ہی شکر خدا کیا فرض سے ادا ہوا دوگانہ شکر ادا کیا پہر دربار برخاست کیا اور شہزادی کو موتی محل مین رہنے کا
اور دربار مین روز حاضر ہونے کا حکم دیا آرام دل بادشاہ سے رخصت ہو کر موتی محل مین آیا سب حال ملکہ سے
کہہ سنایا ملکہ کا دل مسرور ہوا دلی مراد ملی صدمہ فرقت کی خاطر خواہ دادلی رنج والم دل سے دور ہوا پہر تو مدام یہ دستور
ہوا کہ سر شام ملکہ گل اندام ہانی اور قمر النسا کے ساتہ شہزادی کے پاس آتی شب بہر دل لگی اور مذاق تفریح طبع کی
حرف و حکایات سے دل بہلاتے پو پہٹتے ہی وہ جگ ٹوٹتا سرسنگ صبح وہ سب سامان عیش لپٹتا سر شام پہر وہی
گہڑی آتی عروس شب مجلس جماتی شہزادہ بہی دم سحر دربار مین جاتا گہڑی دو گہڑی بیٹہہ کر پہر آتا غرض مدام عیش
و نشاط مین مصروف ہوئے ہجر کے جہگڑے قصے گلے شکوے موقوف ہوئے شب و روز عیش و عشرت
کے جلسے ہونے لگے تخم محبت مزرع دل مین بونے لگے اسی طرح ایک مدت گذر گیی معشوق جو گلعذار
پایا خوشی سے پہولا نسمایا عاشقون کا کبہی خیال نہ آیا آخر آہ عاشق کہان تک بیکار جاتے کبہی نہ کبہی اثر اپنا ضرور
دکہاتے محبت کا دلبر اثر ہوا دل دلبر عیش و عشرت مین رنج دل عاشق سے ضرور باخبر ہو غرض ایک دن
آرام دل بالاے بام نہر کی سیر کر رہا تہا بیٹہے بیٹہے کچہ اوس نیم بسمل ہدف خدنگ محبت یعنے صنوبر سوختہ
جگر خنجر عشق سے گہائل کا خیال آیا بیچین ہو گیا کمال غفلت بر زوال آیا سچ ہے ع جسے کمال ہے اوسکو زوال ہے
پیدا ✤ عشق کی لذت سے تو خوب آگاہ تہا مجروح سنان آہ تہا گہبرا کر اوسی عمل بدل سے سفید دیو کو بلایا وہ مع
فوج اپنی حاضر ہوا شہزادی کا جاہ و جلال حشمت و اقبال دیکہکر بہت خوش اور شگفتہ خاطر ہوا لصد تعظیم آداب بجالایا
آرام دل نے فرمایا کہ تو ابہی ملک داراب مین جا اور تحقیق کر آکہ صنوبر شہزادی پر اوس زنگی شہزادے
کے سبب سے کیا گذری کیا واردات ہوئی رخصت کے باب مین کیا بات ہوئی دیو بموجب ایماے شہزادہ
ملک داراب مین گیا اور سب حقیقت دیکہکر پہر آیا التماس کیا کہ شاہ داراب اور اوس خانہ خراب یعنے بدو شہزادہ
سیہ فام مین جنگ عظیم در پیش ہے بادشاہ کو بڑا تفکر ہے نہایت پس و پیش ہے یہ سنتے ہی آرام دل
بیقرار ہو گیا اوسی وقت چلنے کو طیار ہو گیا نشہ جوانمردی سے بیخود ہو کر جہومنے لگا کبہی قبضہ شمشیر کبہی بازو سے
قلعہ گیر چومنے لگا ❁ تیغ ابرو نے سیکڑون بل کہاتے ✤ ترک چشمون نے بل کی تیزی او نگاہ ناکفٹ
سمنہ سے جاری ہوا غضب کا عالم طاری ہوا آخر اوسی حالت غیظ مین سفید دیو سے فرمایا کہ مجہے ملک داراب مین

پہونچا دسے دیو نے حسب الحکم شہزادے کو اپنے کندہے پر بٹہایا **نسیم لکھنوی** موند آنکھہ کہا تو موند لے آنکھہ + کہول آنکھہ کہا تو
کہول دے آنکھہ + طرفۃ العین مین شہزادے نے اپنے آپکو اوسی رنگ محل مین پایا پہر سفید دیو سے فرمایا کہ جلد ایک گھوڑا لادہ گیا اور سمند
اصطبل شاہی سے چنکر لایا **آرام دل** نے دیو کو رخصت کیا اور آپ پانچون ہتیار درست کرکمر ہمت چست کر گھوڑے پر سوار
ہوا اور رزمگاہ کیطرف گھوڑا پہینکا اب سنا چاہیے کہ جب مخالف نے زیر شہر پناہ اپنی فوج کو حرب وضرب سے آراستہ کیا تہا
اور بادشاہ نے وزیر اعظم کو خلعت سپہ سالاری سے سرفراز فرماکر مقابلۂ عدو کا حکم دیا تہا وزیر نے اپنی تدبیر سے باہر شہر کے
مورچہ لگایا تہا ہر ایک کی شمشیر کے جوہر دیکہے تہے جوانان شیر افگن کو آزمایا تہا اسیطرح ہر روز لڑائی ہوتی تہی شام کو دونو لشکر
تہک کر دم لیتے تہے صبح کو پہر زور آزمائی ہوتی تہی ایک شب شاہ بدخو جنگ جو نے موقع وقت اور ہنگام فرصت پاکر
اپنی فوج مین سے دس ہزار جوانون کو مستثنے کیا اور اوس گمراہ نے کمند کی راہ اونکو شہر مین اوتارا یعنے شبخون مارا شہر
مین ہر طرف غوغا ہوا کہ قیامت کا سامنا ہوا حشر برپا ہوا لوہا برسنے لگا ایک عالم تہ تیغ خون آشام ہوا جسنے اوس ہنگام مین
ذرا چون وچرا کیا یا ہاتہ پانون ہلاکر کچہ جواب دیا اوسکا وہین کام تمام ہوا کسی کو دم لینے کی فرصت نہ ملی ہوش وحواس
جاتے رہے تلوار اوٹہانے کی مہلت نہ ملی وزیر کو جو یہ خبر معلوم ہوئی پانچ چار رسالے اور کئی ہزار پیادے لیکر چڑہ
دوڑا آتے ہی اونکا محاصرہ کر لیا تلوارون کی باڑہ پر دہر لیا تیغ دودم لیکر غول مین کود پڑا خون کی ندی اور نالے بہا دیے
خوب لڑا آخر کسی ملعون کے ہاتہ سے زخم کاری لگا غش آیا گر پڑا گرتے ہی لوگون نے اوٹہایا ہاتہون ہاتہ محل مین
پہونچایا سردار جو گرا تمام فوج کے دانت کہٹے ہوئے منہ پہر اگر سوارون نے کام کیا بہادرون مین اپنا نام کیا گھوڑے
ڈپٹا ڈپٹا کے اون موذیون کو تازیون کے ٹاپون مین روند ڈالا خوب دل کا بخار نکالا جو بچکر بہاگے اونپر تمنچے لگاتے
پستول تول تول کے ماری نشانہ لگانے کے فن دکہاتے غرض خوب دل کیا ایک ایک کو جہنم واصل کیا بادشاہ
وزیر کے زخمی ہونے سے خنجر غم والم کا گھائل ہوا نہایت شکستہ دل ہوا طبیعت کو پریشانی ہوئی عقل کو سرگردانی ہوئی
حریف کے مکر ودغا پر کمال غصہ آیا غضب سے تمام بدن تہرایا صبح بھی نہ ہونے دی کچہ رات باقی تہی کہ اوسی دم زرہ
بکتر خود چار آئینہ سے آراستہ ہوکر فیل مست پر سوار ہوا رزمگاہ مین آتے ہی طبل جنگ بجوایا سوتون کو جگایا لڑائی ہونے
لگی زور مندون مین طاقت آزمائی ہونے لگی بیدارون سے مقابلہ ہوا جن پر نیند غالب تہی اونہین خواب مرگ مین سولایا
فوج نے بڑا دل کیا کہ ہزارون کو جان سے مارا صدہا کو گھائل کیا **مصنف** چنگاریان تیغون سے اوڑائین + کیفیتین
جنگ کی دکہائین + جہک جہک گئی گاو کی کمر بہی + رک رک گیا چرخ کینہ ور بہی + مرتے مرتے مخالف کی فوج پراگندہ
ہوئی دونو طرف قیامت کا شور ہوا وہ روز گویا روز رستخیز تہا ادہر کی تلوارین گرگئین ہاتون سے گرگئین ادہر کا لوہا تیز تہا
آخر ایک زنگی نہایت زبردست قد وقامت مین مثل فیل مست بدشکل دیو بچہ شاہ بدنہاد کا بہائی صورت مین قصائی تہا وہ
سیہ فام کاچہا گرز گران بار ہاتہ مین لیے کودتا اوچہلتا میدان مین نمودار ہوا اوسکے دہشت سے انکی فوج کے چہکے
چہوٹ گئے خالق اور ترسان ہر پیادہ اور سوار ہوا وہ مردود آتے ہی پکار اور بڑی آواز سے گرجا للکارا کہ ہے کوئی ایسا
جو میرا مقابلہ کرسے آتے جسے اپنی جان عزیز نہو وہ مجہسے مجادلہ کرے ادہر تو اوسکے خوف سے لوگون کا پہلے ہی

دم نکل رہا تہا منہ پر مردنی چہائی تہی چہرے کا رنگ مبدل رہا تہا مگر بحکم بادشاہ افسران سپاہ اور بہت سے خان بہادر جان نثار بڑے
بڑے طاقت دار چومنا پنج منال اوٹہانے والے مردون کی ہڈیون پر چوبرنگ لگانے ولے میدان مین جاتے ذرا
گہوڑے کو ایڑ لگا کے جہپٹ کے دو دو ہلہ کو داسکے بچاتے تلوار بہاگ آنے کی گہات لگاتے مگر وہ کب چہوڑتا تہا ایک کو جہکر
مار لیتا لپا تو قورمہ کا مزا چکہا دیتا غرض جو اوسکے سامنے جاتا جیتا پہر کے نہ آتا اسی طرح دو پہر ہوگئی ہزارون نفشین اوس
بدمعاش کے ہاتہ سے خاک و خون مین غلطان ہوئین رسالون مین ہل چل پڑی پلٹنین ہراسان ہوئین بادشاہ یہ کیفیت
دیکہکر گہبرایا اپنی فوج کے سردارون سے فرمایا کہ یہ طرفہ ماجرا ہے کچہ عجب مزا ہے جسے دیکہتا ہون ڈر اجاتا ہے نہ
مارے مراجاتا ہے یہ سنکے فوج کے اور بہی پانون اوکہڑنے لگے میدان مین جانے کیواسطے آپس مین تکرار ہونے لگی
بحث کی گفتار ہوئی آستین چڑہا چڑہا کے لڑنے لگے ایک نے کہا جاتے ہو بہت شیخی مارتے تہے ذرا بڑہ کے
تلوار لگاتے اوسنے کہا مین تو بہت لڑا اب آپکی باری ہے جانا ہو تو جاتے نہین جگہ خالی کیجیے ہتیار کہولدیجیے
کس کام کی یہ چہری اور کٹاری ہے غرض آپس مین خانہ جنگی اور ردو بدل ہونے لگی سوارون کی عجیب شکل ہوتی طرح
کے طرح رسالے کے رسالے بہاگنے لگے پیدلون مین کہلبلی ہوئی کوئی درد کا بہانہ کرکے کہڑے پیٹ
پکڑ کے بیٹہ گیا کسی کو مارے خوف کے دست آنے لگے بڑے بڑے تیرانداز اور بچے باز لڑے نہ بہڑے مگر زخمیون
کی ڈولیون مین سوار ہو ہو کر جانے لگے جوانمردون کو تیوریتیور آنے لگے مجروحان خنجر بیم سے دارالشفاء شاہی بہر
گیا لڑائی کے نام سے لرزہ آیا خوف و ہراس سبکے دلون مین اثر کر گیا غرض ہر شخص نے ہر بہانہ سے مکتب فرار
مین اوستاد خوف سے سرکنامہ کا سبق پڑہا بادشاہ تنہا ہاتہی پر سوار رہ گئے جو دس پانچ سوار نمکخوار رہگئے وہ ایک ایک
کا منہ تکتے رہے کوئی آگے نہ بڑہا بادشاہ حیران تہا تفکر سے سر در گریبان تہا بڑے تردد مین تہا راہ مشکل درپیش تہی ہاتی
کے واشد مین تہا کہ آرام دل گہوڑا پہینکتا ہوا شہر کے دروازہ سے نکلا بادشاہ ایک سوار کو تنہا اوبہی بنا ہوا
اور میدان مین بیخوف و بیم آتا ہوا دیکہکر حیران ہوا سوچا کہ شاید مخالف نے دہوکا دیکر شہر کے اندر کچہ فتور اوٹہایا ہے جو
یہ سوار خبر دینے آیا ہے دل مین نہایت خوف سمایا زانو پر ہاتہ مار کر ترکی تمام شد زبان پر لایا فیلبان کو ہول کر سے چلنے کا
اشارہ کیا کچہ تدبیر نہ بن آئی بہاگنے کا ارادہ کیا آرام دل کسی طرف نہ متوجہ ہوا سیدہا تیر سا میدان مین جا پڑا اور مقابل
ہوتے ہی اوس دیو بچہ سے مبارز طلب ہوا بادشاہ یہ کیفیت دیکہکر ٹہر گیا اور اوس جوان رشک غلمان کی جوانی پر
افسوس کرنے لگا وہ ملعون تو جاٹ پر لگا ہوا تہا کسی مارتے خان سے کہان مقابلہ ہوا تہا مردنے ریشہ جو دیکہا القمہ تبسم کر
تصود کر چہپا نسیم لکہنوی بے ریشہ وہ طفل نوجوان تہا + حلواسے نے دود بیگمان تہا + پہر بڑہ کر للکارا العدو ہی
گرز کا دسر آرام دل پر اس زور سے پہینک کر مارا کہ اگر وہ اسنے اوستادی سے خالی ندیتا تو ہڈیان پسلیان پسکر
سرمہ ہوجاتین نیست و نابود ہوتا نشان زندگی مفقود ہوتا مگر شہزادی نے گرز کی زد بچا کر اپنی گہات لگا کر گہوڑے کو
اوسی میدان مین گرد اوس شامت زدہ کے کاواپہیر النقطہ پرکار کیطرح اوس زاویہ نشین دائرہ اجل کو بیچ مین گہیرا
ایسا گہوڑا پہیرا وہ چکر لگایا کہ غور کرکے جو دیکہا تو ایک سے مدور موہوم سی معلوم ہوتی تہی خیال اور تصور سے بہی نہ

مفہوم ہوتی تہی وہ ملعون جو محصور ہوا حیران ہوکر ہنیار کیطرح کہڑا رہ گیا مجبور ہوا آرام دل سے نے کا وہ دستیے دستے کہوڑے کو
دبایا گہوڑا ابہر ایا وہ ملعون اوتر آیا پہر شہزادی سے نے گہوڑا جہپٹا کے اوس مردود کی پشت مین برچہا مارا اور پہکا دیکے سیخ کیطرح جوڑ
سے اوٹہا لیا الیا برچہا مارا کہ سینہ کے پار ہوگیا وہ دوزخی سفے النار ہوگیا ع بود اسفل السافلین ہنر لسن ہو شاہ داراب
ہاتہی پر سوار اوس رشک رستم اور غیرت سہراب کی جوانمردی پر متحیر اور حیران کہڑا تہا دیکہنے والون کے ہوش پران
تہے سفے الحقیقت شہزادہ الیسا لڑا تہا پہر آرام دل نے اوسکی لاش پہینک کر گہوڑا اوٹہایا دلاتی کمر سے کہینچ کر
صاعقہ کیطرح خرمن زندگانی عدو پر جا پڑا گہوڑا اگر کا کے شمشیر برق دم تڑپا کے جس سوار پر ہاتہ لگایا خود سر سے سینہ
کی کواڑ توڑ کر استخوان کے زینے سے پشت زین پر اوترا ایا جس پیدل بیدل کے برابر آکر سر پر خنجر مارا اوسنے اسپر بروکا
مثل خیار تردو ٹکڑے ہوا ہر صغیر و کبیر بزنا دبیر الامان پکار مارتے مارتے خون کا دریا بہا دیا ہر نا پاک لڑائی سے کہیترے
سے پاک ہوا دریا سے خون مین نہا لیا پہر تو اوسکی تلوار کی آبداری کے سامنے کانی سی پہٹ گئی شاہ روسیاہ کی
قسمت اولٹ گئی سب ادنے اور اعلے سوار اور پیادہ کچہ پیچہے کچہ آگے سرون پر پانون رکہکر بہاگے جو بہاگے وہ تیر دو پیکر
کی ہدف ہوئی نشانہ ہوئے جو مقابل آئے شمشیر دو دم سے ملک عدم کو روانہ ہوئے وزیر مارا گیا پیدل کام
آئے شاہ کو اعراب دینے کا بہی سہارا گیا آرام دل اڑہائی ہاتہ گہوڑا اوڑا کے شاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے
بہاگنے کا رخ کیا مگر پیدلون کی ہل چل سے خانہ فرار بند پایا ذرا جو توقف کیا شہزادہ نے گہوڑے سے کود کر
شاہ کا ہاتہ پکڑ لیا سبحان اللہ عجیب واردات ہوئی کہ شاہ کو بہری بازی مین پیدل کی کشت مات ہوئی شاہ دلداب
اوسکی جوانمردی اور چالاکی سے متحیر ہوا حیرت سے ششدر ہوا شہزادی کے قریب آیا ہاتہی سے اوتر کر گلے
لگایا دست و بازو چومے پیشانی پر بوسہ دیا شہزادہ سیہ فام اپنی شکست اور اپنی باپ کو مقید دیکہکر مع فوج باقیماندہ
و ہزیمت خوردہ اپنے ملک کیطرف بہاگا شاہ روسیاہ اوسکا باپ آرام دل کے ہاتہ سے مارا گیا سر اوس خود
سر کا تیغ دو پیکر سے اوتارا گیا جب مقصد دل حاصل ہوا بادشاہ معہ شہزادہ مظفر و منصور قلعہ مین داخل ہوا دلربا نے
جو شہزادہ کو مضطر دیکہا صنوبر سوختہ جگر جذبہ دل کا اثر دیکہا بہت آداب سے سلام کیا اور یہ کلام کیا کہ کیون حضور کچہ دل
جلون کی بہی خبر ہے وعدہ وفا کیجیے گا یا یونہین دم دیجیے گا فرماتے کیا مد نظر ہے آرام دل مسکرایا بیگم صاحب نے گلے
لگایا کتنی خوان زر و جواہر کے نثار کیے پہر بادشاہ باہر تشریف لاتے دفتر خانے مین جا کر بخشی سے اہل سیف کے فہرست
طلب فرما کر یک قلم سبکے نام پر قلم کہینچ دیا اور افسرون کے لیے قتل کا حکم سنایا آرام دل نے عرض کی کہ حضور غضب کرتی
ہین بادشاہ نے لشکر گبندنے در سے ہے اور ابہی تو صبح ظفر کی شام بہی نہین ہوئی چرخ در پے کین ہے عدو در کمین ہے
ع دشمن نتوان حقیر بیچارہ شمرد + ابہی بڑا خطر ہے فوج کو موقوف نہ کیجیے بلکہ سردارون کی تعریف کر کے
اونکو انعام اور خلعت دیجیے بادشاہ نے شہزادی کی دانشمندی پر تحسین کی یہ راے بہت پسند آئی اوسکی تدبیر پر آفرین
کی پہر دربار عام کیا افسرون کی بڑی قدر و منزلت کی اس فتح مین اونہین کا نام کیا ہر ایک کو علے قدر مراتب خلعت گران بہا سے
سرفراز فرمایا اور سپاہیون کو بہت سا انعام دیا پہر نجومیون کو طلب فرمایا شادی کے واسطے اچہی ساعت دیکہنے کو

ارشاد کیا انہون پوچھی کو کہولا جنس وصال کو میزان قیاس مین تولا بعضون سے قرعہ پہینکا ہندسون اور شکلون کو ملایا
پہر بزبان عرض کیا کہ ایک برس شہزادی کا ستارہ اور گردش مین ہے ابھی وصلت بجا نہی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ
بلند اقبال پہر غایب ہو جائینگے انکو ہردم اپنی نظر کے سامنے رکہیے ان سے ایک لحظہ غفلت بجا نہیے بادشاہ نے
انکو رخصت کیا اور فرمایا کہ صَدَقَ اللّٰہُ وَکَذِبَ النُّجُوم مگر شہزادیکو ہردم پیش نظر رکہنے لگا اوسکے دیدار سے خورسند ہوا
ایکدم علیحدہ ہونے نہ دیتا نجومیون کے کہنے کے مطابق کاربند ہوا

داستان ملکہ حسن افروز کا موتی محل مین آنا اور آرام دل کی جدائی سے بیقرار ہونا پہر آرام دل کا آنا اور ملاقات سے ملکہ کی خجل اور شرمسار ہونا +

پلا ساقیا بادۂ ارغوان + کہ پہر بزم کی اک لکہون داستان + میرا یار از بس ہے نازک دماغ + وہی ہے
میرے دل کا چشم و چراغ + جو ارشاد ہو وہ بجا لائیو + جہان تک وہان تک دے جائیو + راقمان احوال
واماندگان و محرران کیفیت مہجوری دور افتادگان حال فراق اور وصال یون رقم کرتے ہین کہ جس روز آرام دل
ملک داراب کیطرف روانہ ہوا اوس رات کو حسب دستور وہ رشک حور مانے اور قمر النسا کے ساتہ موتی محل
مین تشریف لائی آرام دل کو جو ندیکہا گہبرائی مانی سے کہنے لگی کی آج خلاف معمول شہزادہ عالم کہان گئے
ہین مانی نے کہا کیا خوب اب تمہارے واسطے وہ اپنے پانون مین بیڑیان دالین عورتون کیطرح گہر مین بیٹھے
رہین دروازہ کے باہر قدم نہ نکالین لڑکی اتنی قید بند بہی مجہے پسند نہین آتی ایسی محبت بہی میری چڑ ہے مجہے
نہین بہاتی یہ سنکے ملکہ خاموش ہو رہی اور شہزادے کا انتظار کرنے لگی کبہی دل مین یہ خیال آیا کہ سیمتن پری نہ اوڑا
لیگئی ہو کبہی یہ وسواس جمین سمایا کہ ماشاء اللہ چشم بد دور رشک حور ہے کوئی اور پری نہ اوٹہا لے گئی ہو کبہی
انہین باتون کا خیال کرکے چپکے چپکے رونے لگی کبہی فرط انتظار سے بیقرار ہونے لگی آنسو جو گرے مانی
نے کہا شہزادہ جواب تک نہین آیا تو اسلیے روتی ہو ملکہ نے جواب دیا کہ مانی اب بہی مین تمہارا کچہ
لیتی ہون کچہ کلام کرنے کی تکلیف دیتی ہون جو مجہے ستاتی ہو ناحق میرا جی جلاتی ہو حضرت اسد اللہ
خان غالب دل ہے تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بہر نہ آئے کیون + روئینگے ہم ہزار بار کوئی
ہمین ستائے کیون + جب وہ جمال دلفروز صورت مہر نیمروز + آپ ہی ہو نظارہ سوز پردہ مین منہ چہپائے
کیون + آخر اسی انتظار اور اضطرار مین تمام رات گذر گئی بیتابی شب ہجر عاشق کی خبر اوس آرام دل بیکس و بیکسلہ
نسیم سحر گئی ملکہ گل اندام ناکام بصد درد و آلام خاص محل مین آئی دیر تک متحیر رہی پہر قمر النسا سے کہنے لگی کہ دیکہو کیا
طوطی چشم تہی کیا جلد آنکہین بدل گئے باوجود اس قید و بند کے پہر بہی نہ رکے فرصت جو پائی خدا جانے
کہان نکل گئے بہلا عورتو کرو کسی سے کیا دل لگائین کون کون سے دکہہ سہین کس کس بلا کو کہین آخر یہ بہی تو
آدمی ہین کہان تک بار غم اوٹہائین میر تقی اس عہد مین الٰہی محبت کو کیا ہوا + چہوڑا وفا کو اونے مروت کو کیا ہوا

پھر صاحب موصوف فلک نے عشق کی اب رہ مین ہمکو پیدا کر + بستان سبزۂ نورستہ پایمال کیا + یہ باتین کر کے ٹھنڈی
ٹھنڈی سانس بھر کے رونے لگی شبنم کا عرق چین آنسوؤن سے بھگونے لگی قمر النسا نے کہا حضور قصور معاف آپکو
تو نہ کچھ شعور ہے نہ فہم ہے یونہین ناحق بدگمانی ہے وہم ہے بھلا یہ تو سمجھئے کہ اگر اونکو جانا ہوتا تو پھر کیون اپنی سلطنت
اور حکومت چھوڑ کر یہان آتے اگر آپکے عاشق نہوتے تو کیون آپ کی طلب وصال مین ہزارون مشقتین اور
لاکھون صدمے اوٹھاتے سمن پری اور صنوبر شہزادی مل گئین تھی دو دو دکے الگ ہو گئی وہین رہ جاتی یہ کہکر کچھ سوچی اور
چور دروازہ سے موتی محل مین گئی دیر تک شہزادہ کے آنے کی منتظر رہی آخر جب بہت عرصہ ہوا اور کچھ خبر معلوم ہوئی نہ شہزادہ
اوسوقت تک آیا تو قمر النسا کے دل مین شک آیا غمگین پھر آئی ملکہ حسن افروز سے فرمایا جرأت غضب ہے یہ کہ جسکی مانگی
مین سب جیسے جاتے ہین + تو وہ کہتا ہے اب تک ہم محبت آزماتے ہین + ہاے اللہ کسنے یہ تفرقہ ڈالا ملنے تو ابھی پھر نظر دکھیا
بھی نہین تہا کیون رے فلک کینہ ور تو نے یہ کب کا بخار نکالا جرأت یہ تنگ آئے ہین اس دل کے بیتاب سے
ہم + جو مرتین تو چھٹین آہ اس عذاب سے ہم + پھر قمر النسا سے کہنے لگی کیون ہمین وہم تہا تمہارے نزدیک ہتو وف
تہی کچھ فہم نہ تہا اب بتاؤ یہ کیا ہوا بیٹھے بٹھاتے مجھ پر آسمان ٹوٹ پڑا ہاے یہ کیسا حشر برپا ہوا جرأت دکھ جدائی کے
ہمین تو نے دکھائے اسے زیست + کاش کے وصل ہی مین جیسے گذر جاتے ہم + قمر النسا نے کہا بیگم خدا کے
واسطے گھبرائیے نہین شہزادۂ عالم انشاء اللہ تعالے جلد تشریف لاتے ہین یہ سب غم والم خدا کے فضل وکرم
سے دور ہوجاتے ہین ملکہ نے کہا ذوق موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو + غسل میت ہے ہمارا
غسل صحت ہو تو ہو + القصہ ملکہ حسن افروز پھر از سر نو آتش فراق مین جلنے لگی شعلہ عشق سے گھل گھل کے
شمعسان پگھلنے لگی ماما اور قمر النسا ہر چند تسکین دیتے تین دلداری کرتین اوس سرگشتہ بادیہ حزن وملال کی غمخواری کرتین
مگر وہان آہ وفغان سے کب فرصت تہی رات کو شور مچا سوتون کو جگاتا دن کو چپکے چپکے رقت تہی قمر النسا ہر روز موتی
محل مین جاتی باغ حیات بخش مین پریشان پھرتی اور مغموم پھر کر چلی آتی بادشاہ نے جو شہزادہ کے چلے جانے کا حال
سنا بہت متردد ہوا اوسی وقت جا بجا ملک ملک ہر اقلیم مین اس مضمون کے شقے جاری کیے کہ جہان شہزادہ آرام
دل ہو حاکم وہان کا بمجرد دریافت حال بکمال عز وجلال اپنے ہمراہ لیکر آتے اور حکم دیا کہ وزیر ہر طرف سوار روانہ کرین
اور آپ بھی جاے وزیر حسب الحکم عمل مین لایا وہان آرام دل شاہ دلداب کے پاس رہتا فراق یار کے رنج سہتا
تہا ایکدم جدا نہو سکتا تہا نہایت بیچین ہوتا سخت گھبراتا تہا ایک شب شہزادہ شاہ دلداب کے پلنگ کے برابر سوتا
تہا سوتا کیا تہا منہ لپیٹے ہوتے پڑا تہا یہ کہتا تہا اور روتا تہا نسیم دہلوی بیتاب ہون نے دل کے ڈالا ہے کس غضب
مین + پہلو بدل رہی ہین تا صبح کنار شب مین + بادشاہ غافل سوتے تہے یہ تو منتظر وقت اور مستعد فرقت تہا موقع
پا کر اوٹھا اور بارہ دری کی ایک صحنچی مین جا کر اوسی عمل سے سفید دیو کو بلایا دیو آیا آرام دل نے کہا مجھے جہان سے
لایا ہے وہین پہونچا دے بیقرار ہون جلد ملک جانان دکھا دے دیو نے حسب الحکم نسیم لکھنوی کند ہے یہ چڑہا کی
سنبل گیسو + اوس گل کو اوڑا یا صورت بو + شہزادہ نے آنکھ بند کر کے پھر جو کھولی آپکو باغ حیات بخش مین موتی محل

کے دروازے پر پایا دیو کو وہین سے رخصت کیا اور آپ اندر محل مین تشریف لایا حسن اتفاق سے اوسوقت قمر النسا بہی موتی محل مین آئی تہی شبیہ آرام دل کی جو طاق پر گلدستون کے بیچمین رکہی ہوئی تہی دیکہکر رو رہی تہی ملکہ کے حال زار خیال کرکے بیقرار ہو رہی تہی کہ دفعتاً آرام دل سامنے سے نظر آیا قمر النسا کو دیکہتے ہی آنکہین نیچی کر لین قمر النسا نے کہا حضور تسلیم جو صبح کا بہولا شام کو گہر آئے تو اوسے بہولا نہین کہتے ہین بقول حضرت غالب اوسکو بہولا نچاہیئے کہنا + صبح جو جائے اور آئے شام + فرماتے ایک ہفتہ تک کہان رہے آپ تو ماہ دو ہفتہ مین ایک دو دن کا مضائقہ نہین لستے دن جو نظر نہین آتے تو کہیے کس برج مین نہان رہے واللہ آپکی بہی باتین سن نے کا مزا ہے سنے سنے نہین رہتے کچہ عجب لیکا ہے یہ سنکر آرام دل مسکرایا اور خاموش دالان مین چلا آیا قمر النسا وہان سے باغ باغ ملکہ حسن افروز کے پاس آئی اور کہنے لگی حضور مبارک شہزادۂ عالم تشریف لائے جنکے واسطے آپ بیقرار تہین وہ آرام دل آئے ملکہ نے کہا ہان وہ تو روز آتے ہین سب ہر روز ایسی ہی خبرین سناتی ہین قمر النسا نے کہا بیگم مجہے اپنی جان کی قسم شہزادہ عالم آئے جب قمر النسا نے قسم کہائی تو ملکہ کو آرام دل کے آنے پر یقین ہوا دلکو ذرا توانائی آئی شام ہوتے ہی قمر النسا کے ہمراہ موتی محل مین الغرض لائی وہ شب کہ شب ماہ تہی آرام دل موتی محل مین بالاے بام سفید بادلے کے شامیانے کے نیچے سفید ابر کے ٹکڑے مین مانند ماہ دو ہفتہ کے رونق افروز تہا سب سامان جشن موجود تہا مگر نے یار چین دل سے مقصود تہا منتظر آمد ملکہ حسن افروز تہا ملکہ کی پازیب کی آواز سنتے ہی بیتاب ہو کر استقبال کے واسطے دروازے تک آیا ملکہ کو دیکہتے ہی پہلے سات بار تصدق ہوا سر سے پانون تک بلائین لین پہر ہاتہ پکڑ کے مسند پر بٹہایا آپ جو برابر بیٹہنے لگا ملکہ نے کہا صاحب میرا آپسے ایک سوال ہے طبیعت کو سخت ملال ہے پہلے اوس سوال کا جواب دیجیے تو پہر میری برابری اور ہمسری کا دعوی کیجیے یہ سنتے ہی آرام دل وہان سے اوٹہ کر مقابل آبیٹہا یار ستمگار کو پر غضب دیکہکر جینے سے سر دست ہاتہ اوٹہا بیٹہا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ جو ارشاد ہو غلام اوسکا جواب دے خاکسار ایک ہفتہ غیر حاضر رہا ہے فرماتے تو ایک ایک روز بلکہ ایک ایک ساعت کا حساب دے ملکہ نے کہا دیکہا جو رکی ڈاڑہی مین تنکا صاحب مجہے تمام عمر کے حساب و کتاب سے کیا مطلب خفا کیون ہوتی ہو اسکا کیا سبب مین تو اتنی بات پوچہتی ہون کہ آپ اتنے دنون کہان غائب رہے آپ تو حاضر جواب ہین کچہ گفتگو کیجیے اوسکا جواب دیجیے آرام دل نے کہا مین شکار کو گیا تہا صید گاہ مین جو پہونچا ایک ہرن کے پیچہے گہوڑا ڈالا وہ بہت دور نکل گیا ہاتہ نہ آیا مین بڑی دلدل مین پہنس گیا تہا گہوڑا میرا سینہ تک زمین مین دہس گیا تہا خدا نے مجہے وہان سے نکالا ملکہ نے شہزادی کی یہ گفتگو سنکے قمر النسا سے کہا بہن جلد ان کی خبر لو دیکہو ان کے دشمن بہکنے کیون ہین یہ کیا خبط ہے کہتے کچہ ہین منہ سے نکلتا کچہ ہے بہلا غور تو کرو ان کے کلام مین کہین بہی ربط ہے پہر شہزادی سے فرمایا کیون جی آج کیا شراب پی ہے جو ایسی بہکی بہکی باتین کرتے ہو کیون کہو تو کیسا جی ہے شہزادی نے کہا میننے تو نہین پی مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمہین آج کچہ نشا چڑہا ہے جو ہر بات مین اولجہتی ہو میننے جو بات عرض کی اوسے تم نے کسقدر طول دیا کچہ نہین سمجہتی ہو مین تو عرض کرتا ہون کہ

شکار کھیلنے گیا تھا قسمت مین مصیبت لکھی تھی اوسے جھیلنے گیا تھا ملکہ نے کہا اچھا جو آپنے عرض کیا ہمنے اوسے فرض
کیا مگر اب تم سچے ہو تو حلف اوٹھاؤ ہمارے سر کی قسم کھاؤ جب ہمین یقین آتے دل کا شک رفع ہو خاطر جمع ہو شبہہ جاتی رہے
ملکہ نے قسم کے واسطے فرمایا تو **آرام دل** بہت گھبرایا چور کی پانون کہان کھنسیانی ہنسی ہنسنے لگا خجل ہوا خنجر نازو ادا
کا بسمل ہوا یہ حال دیکھکر قمر النسا تو کھوئی گئی مدعا کیطرف نہ اصلا گئی مگر ملکہ حسن افروز فوراً پاگئی ہاتھ پکڑ کے کہنے لگی تمہین میری
جان کی قسم سچ بتاؤ کہان گئے تھے تم خاطر جمع رکھو ہم کچھ نہ کہین گے سچ سچ کہدو جہان گئے تھے جب ملکہ نے
ایسی شدید قسم دی تو شہزادے کو بجز راستی کچھ نہ بن آئی لاچار تمام احوال اپنا ملک داراب مین جانا شہزادہ سیہ فام سے
لڑنا اوسکے باپ کا کھیت پڑنا اوسے شکست فاش دیکر بھگانا سب بیان کیا اور کہا کہ ہم تو بہت جلد آتے آپکا دل
کیون رنجور ہوا یہ جو کہئے کہ بے اجازت ہمارے کیون گئے تو ہان البتہ یہ قصور ہوا ملکہ **حسن افروز** یہ سنکر بڑے
غضب مین آئی بید کیطرح کانپنی تھرائی مگر غصہ کو ضبط کر کے کہنے لگی کہ صاحب خوب کیا بہت اچھا کیا تم اونکے
داماد تھے تم بچاتے تو کون جاتا اسوقت مین جانا عین مناسب تھا اور رنج والم کو جو کہو تو اسمین رنج کیا ہے
یہ تمہاری غلط فہمی ہے اور تمہارا بھی الم کرنا عبث ہے کیونکہ کسی پر کسی کا زور چل سکتا ہے ہمارا تو پہلے ہی سے
یہ ارادہ ہے کہ آپ سے ترک ملاقات کرین گے ہزار منتین کیجیے گا ہرگز نہ بات کرین گے اور یہ جو کوئی کہے
کہ دل کیونکر مانے گا اوسے کیا کہو گی ہجر کے صدمے کیونکر سہو گی تو ہم اوسے بہلا لین گے اوس سے
سمجھہ لین گے اوسے سمجھا لین گے رند پھینک دینگے اوسے ہم جبر کے بہلوا لینا + تم یہ قابو نہین دل پر
ابھی ہے قابو اپنا **آرام دل** نے کہا دیکھو ذرا زبان سنبھالو بیہودہ کلمہ زبان سے نہ نکالو اوس بیچارے شاہ
داراب نے تمہارا کیا کیا جو اوسکو گالیان دیتی ہو اوسکے فرشتے کیا کہتے ہون گے ناحق گناہ اپنے ذمہ لیتی
ہو اور ملاقات کے باب مین کیا کہا ذرا پھر کہنا تمہین میری جان کی قسم خاموش نہ رہنا ملکہ نے کہا ہان ہان مین سچ کہتی
ہون آپ میرا کیا کیجیے گا مین کیا بغیر کہے رہتی ہون اور مین تو حیران ہون کہ آپ ع اسقدر کیون خوشی سے
پھولے ہین + ہر دفعہ جو دباتے ہین کمزور سمجھکر دھمکاتے ہین تو کس گھمنڈ پر پھولے ہین **مثنوی** یون جو کرتے
ہو ملا دعوے + آپکا کہتے مجھہ کیا دعوے + اور کیون جی ہمنے کسکو گالی دی جو تم اتنا بگڑتے ہو صنوبر کا کچھ بڑا
جیتا جو شیر کیطرح غرا کر لڑتے ہو خدا کے لیے قمر النسا چلو مین یہان ہرگز نہ ٹھہرون گی ان کے تو سر پر آج جن
سوار ہے ہوا سے لڑتے ہین بات بات مین بگڑتے ہین خدا جانے کیا اسرار ہے یہ کہکر اوٹھی اور شہزادے کو درد
ہجر سخت و سست سنا کر بگڑ کر منہ بنا کر چلی **آرام دل** ہاتھ جوڑ کر قدمون پر گر پڑا رونے لگا ملکہ نے کہا سبحان اللہ
رو رو کے ڈراتے ہو ماشاء اللہ بگڑے کو بناتے ہو بس ہٹو صاحب اب دل کی صفائی بخیر ہے ایک مدت
گلستان وصال مین شادان رہے اب دیکھیے بوستان فراق مین عجب سیر ہے غرض دیر تک یہی کیفیت
رہی یہ روٹھی رہین اودھر عشق کی حالت رہی آخر عاشق کو کہان تک صبر ہو پاس سخن سے دلبر جبر ہو ملکہ نے
پاس آکر عاشق جان باز کا سر اوٹھا کر اپنے زانو پر رکھا ماتھے پر ہاتھ رکھکر کاکل رخ پر سے سرکانے لگی زلف عنبر

سنگہانے لگی کف دست صندلی جو پیشانی مریض عشق پر گئے صندل کا کام کر گئے ہاتہ لگاتے ہی دردسر دور ہوا دل بادہ انبساط سے مسرور ہوا شہزادے کو ہوش آیا گہبراکر اوٹہہ بیٹہا مگر خجالت سے سر جہکا لیا ملکہ نے فرمایا **نسیم لکھنوی** کیا کہتی ہون مین ادہر تو دیکہو + میری طرف اک نظر تو دیکہو + ہے یا یہ نہین خطا تمہاری + فرماتے کیا سزا تمہاری + **آرام دل** نے + کی عرض رضا ہے جو خوشی ہو + عاشق کی سزا جو پوچہتی ہو + مشکین لقو مشکین کسواو + کالے ناگون سے مجکو ڈسواو + تلوار سے قتل ہو جو منظور + ابرو کے اشارہ سے کر دو چور + زندہ جو زندہ بہیجنا ہو + اپنے دل تنگ مین جگہہ دو + الغرض پہر باہم دور ساغر چلنے لگا وصال طالب ومطلوب سے فلک سفلی جلنے لگا رات بہر جشن رہا صبح ہوتے ہی ملکہ روانہ ہوئی رات کی کیفیت سب قصہ ہوئی فسانہ ہوئی شہزادہ شاہ کی ملازمت کے واسطے گیا بادشاہ نے **آرام دل** کو دیکہا کمال مسرور ہوا شہزادہ قدمبوس ہوا بادشاہ نے سینہ سے لگایا اور فرمایا کہان گئے تھے **آرام دل** نے عرض کیا کہ فدوی بعد عرصے کے شکار کہیلنے گیا تہا صید گاہ مین جو طبیعت لگ گئی چند روز تک شکار کہیلتا رہا آخر مفارقت قدوم میمنت لزوم سے جی بیچین ہوا گہبرایا اوسی دم کوچ کیا کل اس شہر مین داخل ہوا آج حضور مین حاضر آیا غرض **آرام دل** نے اپنی چرب زبانی سے کچہ جہوٹہہ کچہ سچ ملا کر شاہ کی تسکین کر دی پہر دیر تک باب گفتگو وا رہا در تقریر کہلا رہا جب دربار برخاست ہوا شہزادہ موتی محل مین تشریف لایا مدام بادہ انبساط سے مخمور رہا سید شادی اور وصال شہزادی مسرور رہنے لگا

غائب ہوجانا ملکہ حسن افروز کا اور گرفتار ہونا دام کرناس دیو ستمگار مین اور روانہ ہونا آرام دل کا تلاش جانان مین اوسی حالت اضطرار مین

بدے ساقیا مجکو جام شراب + بس اب پہینک دے یہ گزک اور کباب + تمنا سے اب تو بالکل نہین + ذرا بہی مجہے خواہش مل نہین + فلک سفلہ پرور ستانے لگا + میرا یار مجہہ سے چہوڑانے لگا + عجب طرح کا ماجرا ہے **سخن** + کیا عاجز اسنے بقول **حسن** + یہ دو دل کو یکجا بٹہاتا نہین + کسی کا اسے وصل بہاتا نہین + مصائب نگاران جگر افگار و جگر فگاران مصائب نگار لکہتے ہین کہ ایک شب وہ غیرت ماہ یعنے ملکہ **حسن افروز** دیجاہ اپنی محرم راز قمر النسا کے ہمراہ شہزادہ **آرام دل** بدر کامل کے پاس تشریف لائی چاندنی رات کی کیفیت تھی دو تین روز کے بعد ملاقات ہوئی تھی وہ صحبت غنیمت تھی کچہ جبین جو آیا ملکہ نے شہزادے سے فرمایا رند آجکی رات جو تو مہ سے مقابل ہوجاے + چاندنی میلی ہو دلوانے کے قابل ہوجاے + ناگہان سنبل الطیب کے تختہ سے جو خوشبو آئی شہزادے کے مشام کو معطر کیا آرام دل نے کیا خوب جواب دیا **خبر مرحوم** بو تیرے زلف کی گر اوس سے مقابل ہوجاے + مشک مادہ بخطا کہنے کے قابل ہوجاے + پہر ملکہ نے کہا جی چاہتا ہے اسوقت کوٹھے پر سے نظارہ شہر کرین اور سیر نہر لطافت بہر کرین شہزادے نے کہا بسم اللہ **ع** صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شما است + الغرض ملکہ مع شہزادہ و قمر النسا اور چند خواصون کو ہمراہ لیکر

بالاے بام آئی چاندنی کی کیفیت دیکھکر کمال مسرور ہوئی اور فرط سرور سے شہزادہ کیطرف مخاطب ہوکر یہ اشعار زبان پر لائی ++ لااوری دیکھنے نکلا جو تو خورشید منتظر چاندنی + دہوپ سے ہی سے ہے چمک مین آج بہتر چاندنی + کیمیاگر ہے فروغ آفتاب حسن یار + دہوپ ہوتے کا ورق چاندی کا بہتر چاندنی + پہر ملکہ شہزادی کا ہاتہ پکڑکے زیر شامیانہ زرتاب مسند زرین پر جا بیٹہی باغ حیات بخش اور نہر کی سیر کرکے دلشاد ہوئی ذہن جو لڑا تو یہ غزل برمحل طبع زاد ہوئی مصنف جسنے اسے جان تجہے گلشن مین ٹہلتے دیکہا + اوسکو پریون کے نہ جہرمٹ مین نہلتے دیکہا + نالہائے سحری دہوم تو کرتے ہو ولی + اپنا مطلب کبہی تم سے نکلتے دیکہا + کبک پامال خرام بت طناز ہوا + ناز و انداز سے شاید اوسے چلتے دیکہا + دل کا احوال کہون کیا کہ تپ فرقت سے + کبہی پانی اسے دیکہا کبہی جلتے دیکہا + یہی کہتا ہے بچہوڑون گا مین ہرگز دامن + طفل اشک آج اسے ضد پہ مچلتے دیکہا + بیش شمع رخ جانان دل پر غم اپنا + کبہی گلتے کبہی جلتے کبہی ڈہلتے دیکہا + شہزادی نے بھی ایک غزل بدیل برجستہ کہی اور ملکہ سے مخاطب ہوکر پڑہی مصنف آگیا جو تیرے کوچہ مین نہ ٹلتے دیکہا + دم مسیحا کا تیرے در پہ نکلتے دیکہا + مطلب عاشق صادق پہ تجہے اے شہ حسن + مکر سے سیکڑون انداز بدلتے دیکہا + میرے قابو مین کسی روز نہ آیا تو یار + اپنا بس تجہپہ کسی آن نہ چلتے دیکہا + تو نے پہیری نظر اپنی تو پہرا اوس سے جہان + جو گرا آنکہون سے پہر اوسے نہ سنبہلتے دیکہا + اب تو عشاق کی جانبازی کا لا دلمین یقین + تو نے پروانے کو بھی آنکہو سنسے جلتے دیکہا + آج بر آئی تمناے سخن مدت مین + تمکو اے جان جو کوٹھے پہ ٹہلتے دیکہا + غرض اسیطرح باعیش و طرب زلف لیلاے شب ناگہ گئی یعنے نصف شب گذر گئی خمار بادۂ نشاط کا اوتار ہوا افلاک ستمگار درپے آزار ہوا اتفاقاً اوسوقت ایک طرف سے بالا بالا کسی دیو کا گذر ہوا ظہور شعبدۂ فلک کینہ ور ہوا اوس نے ایک پری نازنین قمر طلعت زہرہ جبین دیکہی قدرت خداے رب العالمین دیکہی دیکہتے ہی خنجر عشق کا گہائل ہوا عاشق ہوگیا بسمل ہوا شہزادی کو پہلو مین بیٹہا دیکہکر جل گیا بیخود ہوا اپنے جامہ سے باہر نکل گیا غصہ سے شہزادی پر جہپٹا اور خنجر آبدار کمر سے کہنچکر مارا مگر برکت انگشتری سلیمانی آرام دل محفوظ رہی خنجر جو کارگر نہوا تو وہ ملعون بڑے زور سے للکارا ملکہ وہ آواز ہولناک سنکر لرز گئی خوف سے شہزادی کے پیچہے ہو بیٹہی ہوش و حواس کہو بیٹہی آرام دل بہی ایک آواز ہولناک سنکر اور نظاہر کسی کو نہ دیکہکر پریشان ہوا ہیبت ہراسان ہوا جب اوس مردود کا شہزادی پر کسیطرح بس نچلا تو غصہ سے لال ہوگیا بہت جلا بہلا کر ملکہ کو معلق اوٹہا لیا اور کندہے پر بٹہا شور و غل کرتا ہوا ہوا آرام دل ملکہ حسن افروز کو دفعتاً غائب دیکہکر گہبرایا بیحواس ہوگیا قمر النسا ہاے بیگم کہکر چپ ہوگئی اوسے تو سکتا ہوا جو اصیلین سوتی تہین چونکین محل مین کہرام ہوا غرق دریاے الم عالم تمام ہوا ان پہ یہ حال سنکر غش ہوئی ہوش و حواس بجا نرہے میر حسن کلیجہ پکڑ وہ تو تہم رہ گئی + کلی کیطرح سے بکس رہ گئی + بادشاہ کو جو یہ خبر وحشت اثر پہونچی ہجوم غم سے بیتاب ہو کئے کلیجے پر صدمہ پہونچا غش کہا کر زمین پر گر پڑے آرام دل کہ روتے روتے بیہوش ہوگیا تہا ہوش مین جو آیا تو بصد حسرت و یاس یہ اشعار زبان پر لایا جرأت کچہ ایسا گر گیا بیہوش جانا ہمکو جانان کا + نہ جی کو ہوش ہے دلکا نہ دلکو ہوش ہے جانکا + ولہ نہ جی کو دلکی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر + تیرے بغیر کسی کو نہین کسی کی خبر + یہ کہکر گریبان چاک کیا رغائی

اور زیبائی کا گہبیر اپاک کیا قبا سے تنگ ہوا نے یار زیبا لبش کے نام سے ننگ ہوا میر ہاتہ جانے لگا گریبان تک + جاک کی پانون سہلے دامان تک **نسیم لکھنوی** ہکچند جو گذری بجور و خواب + زائل ہوئی اوسکی طاقت و تاب + صورت مین خیال رہ گیا وہ + ہیئت مین مثال رہ گیا وہ + آنے لگے بیٹھے بیٹھے چکر + فانوس خیال بنگیا گہر + جامے سے وہ زندگی کے تہا تنگ + کپڑون کے عوض بدلتا تہا رنگ + فلک کجرفتار کی ستمگاری پر ہنسا دلبس بدلبس بہرنے کے لیے فقیرانہ بہیس کیا کہیس کا تہ بند باندہا اوسپر لنگوٹ کسا سرفروشی کی گدڑی کندہے پر درست کی طلب دلدار مین کمر ہمت چست کی کاسہ سر ہاتہ مین لیا ضعف اور ناتوانی کو عصاے پیری سمجہا حضرت عشق کو ہادی اور رہنما کیا محبوب سے لو لگاتی مجذوب ہوکر دلشاد ہوا راہ عشق مین سالک ہوا غم دنیا سے آزاد ہوا در دلدار کی خاک بدن مین ملی آتش عشق کی جلی ہوئی ہڈیون کو ہاتہ مین پیسکر چہرۂ انور پر بہبوت رماتی عشق صنم مین جوگی ہوتے کسی جوگی نہ رہے اشکون کی سیلی گلے مین ڈالی اسنے غزال رعنا کے یاد مین مرگ چہالے کا بچہانا اور باندہا زلف رسا کی جٹا کمر تک لٹکائی سوزش درد سے نے کی دہونی رمائی اور نماز کے وقت جنگل کی راہ لی **فقرات چند در صنعت عاطلہ** حاصل کار **آرام دل** سوگوار گرم رو راہ الم آوارہ صحرا آوارۂ عالم ہوا اسد **اللہ** ہوس طرۂ طرار اوڑا + حرص وصل سر دلدار اودا اوسکا طالع کم رسا محروم رہا مدعا وصال معدوم رہا گو کہ اوسدم **آرام دل** کا سہو محو کا عالم اور دگر حال ہوا مگر سہل ہوا اوسکو وہ کہ ہر کس کو محال ہوا دل والہ اوس والا گہر کا گل کہا کر دم طاؤس ہوا اوس آہو رم کا دس کوس گرد حواس کو صحرا کوہ اور کوہ صحرا محسوس ہوا سرو وصال دلدار مرہم درد دل رہا دل و دماغ محمل کو اوس ہل کا سرور حاصل رہا **آرام دل** مرحلہ گرد مسلک الم رہہرو راہ عدم کو ہمطرح رسم ہمدم گل کا سرو کار رہا کہ روح کو صدمہ ہوا دل درد آلود کرا مگر سلسلہ امل کو محکم رکہا اور رو کر کہا **کلام** لو عصا آہ کا دل اور سہارا کرلو + صدمہ و درد و الم کو ہو گوارا کر لو + ہر گاہ ملک ملک کردار کو احوال **آرام دل** صحرا گرد کا معلوم ہوا روح کو صدمہ کمال ہوا دلکو دو سر املال ہوا حاسد کا مدعا حاصل ہوا سرور صد ہا کوس دور ملول ہر دل ہوا مہر و ماہ گم ہوکر عالم سواد آمد ہوا در ہر گہر کا مسدود ہوا ہر اک گم صم ہر دم ملول اور اوداس رہا دلکو سو طرح کا وسواس رہا گل مردم کو اکل ماکول حرام ہوا وہ الم ہوا کہ وہ ماہ ماہ محرم الحرام ہوا گلکدہ سرور کا الم گل کہلا آس دو چار کو الم کا گل ملا ہر اک کا دو طور کا احوال ہوا کمال صدمہ ہوا املال ہوا اک او دہر سر ملا ہا لار رہا دوسرا ادہر آہ آہ کر کر دم کہو رہا محل آرام آلام کا ہوا ملک ملک اسکا حال معلوم ہوا ہر اک آگاہ ہوا کلک عطارد کرد لداس دس سطر کو لکہکر سر گہس گہس کر ہلاک ہوا مدد کو سراسر سواد کو امساک ہوا سردار کو سرکار والا کا حکم ہوا کہ ملکہ اور آرام دل کو ہر طرح لاؤ والا دم صمصام کا سم کہا وہ آگاہ ہوکر آمادہ ہوا سوار ہوا اور اک سورہ رودہ ملک کا دل دادہ ہوا +

پہر مذکور اوس رنجور دور از سرور یعنی ملکہ حسن افروز سراپا گداز ہمہ تن سوز رشک حور کا دیو کر ناس کا لیجانا کوہ البرز پر پہونچانا اور اوس گرفتار پنجہ الم کا بیقرار ہونا اور تلملانا

اوٹھا ساقیا جام مینائے زرد + پلادے وہ سے جسمین ہو دُرد درد + پلادے اگر ایسی سے ہو کہین + وگرنہ کچھ اسکی
بھی خواہش نہین + محبت مین خون جگر پیتے ہین + گزک لخت دل کہاکے ہم جیتے ہین + قلم ربیدہ سرو کلک چاک جگر احوال ملکہ
حسن افروز سراپا گداز ہمہ تن سوز کا یون تحریر کرتا ہے کہ جب ملکہ جگر افگار کو وہ دیو ستمگار شہزادے کے پہلو سے جدا کر کے اور
اوس گلبدن کو پہول کیطرح اوٹھا کر لیچلا ملکہ نے ایسی صورت منحوس تو کبھی دیکھی نہ تہی بہ یک نگاہ بیہوش ہوگئی سر و پا کی
مطلق خبر نہ رہی شراب غفلت سے مدہوش ہوگئی لنسیم لکھنوی حیرت چہائی تو کھو گئی وہ + غفلت آئی تو سو گئی وہ + [illegible]
نسناس نے ملکہ سنئے آس سراپا یاس بیچین اور اوداس کو کوہ البرز پر لیجا کر دالان مین لٹا دیا اور آپ پاس بیٹھکر ملکہ سے باتین
کرنے لگا وہ کہ با بیہوشی اور ہوشیاری کیا جانے بقول شخصے ع چہ داند بوزنہ لذات ادرک + ملکہ نے جو کچھ جواب نہ پایا
تو ہاتہ پکڑ کے اوٹھا بٹھایا جب آنکھہ نہ کہولی تو پھر لٹایا اور سوچا کہ یہ تازہ گرفتار ہے اپنے ماں باپ کی مفارقت سے بیقرار
ہے ابھی نہ ستانا چاہیے پھر ملکہ کو تنہا چھوڑ آپ حسب معمول سیر و شکار کو روانہ ہوا یہان بلبل زار کا گل سے جدا ہو کر
گلستان سراسر خار صد آزار مین شجر الم پر آشیانہ ہوا ملکہ کو جو ہوش آیا آپکو کنج مزار مین پایا سوزش درونی سے کلیجہ جلنے
لگا گھبراہٹ سے دم نکلنے لگا ابر غم کشت زار عیش و نشاط پر گھر آیا دل نے برق کی تڑپ دکھائی رعد کیطرح شور
مچایا خوف کے مارے دل کھول کے رونے لگی نالہائے دل نالان گلے مین پھنس گئے گرفتار پنجہ دیو ہو کر نا امید
ہوئی دلبر کے وصال سے یاس ہوئی دیوارون سے سر ٹکرایا ماہی بی آب کیطرح تڑپی بیقرار ہوئی عندلیب روح قفس
تن مین پھڑکنے لگی خوف سے چھاتی دہڑکنے لگی اپنے گلبدن رشک مسیحا سے جدا ہو کر بیمار ہوئی دقت صد آزار
ہوئی اپنی بیکسی اور بربادی پر زار زار رونے لگی زندگی سے ہاتہ اوٹھایا تڑپ تڑپ کے جان کھونے لگی کبھی گھبرا کر
اوٹھی ٹھوکر جو لگی منہ کی کھائی کبھی کلیجہ پر ہاتہ رکھکر بیقرار ایسے اشعار زبان پر لائی حضرت اسد اللہ خان غالب یہ نہ
تہی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا + اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا + کوئی میرے دل سے پوچھے تیرے تیر نیمکش کو
+ یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا + رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا + جسے غم سمجھ رہے ہین
یہ اگر شرار ہوتا + کہون کس سے مین کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے + مجھے کیا برا تہا مرنا اگر ایک بار ہوتا + ہوئے
مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیون نہ غرق دریا + نہ کبھی جنازہ اوٹھتا نہ کہین مزار ہوتا + کبھی اپنے آرام دل راحت
جان کو یاد کیا اوسکی ویرانی اور سرگردانی کا تصور کر کے سر پر خاک ڈالی آپکو برباد کیا کبھی اپنی تنہائی اور بیکسی سے
ہراسان ہوئی گھبرائی کبھی اشکبار ہوکر فراق یار مین بیقرار ہوکر یہ غزل ارشاد فرمائی نواب سید محمد خان رند
یہان نالہ سرد و آہ مین اپنے اثر نہین + او بیخبر تجھے کبھی ہماری خبر نہین + حیرت کا ہے مقام تعجب کی جا ہے یہ +
اس دہر مین کسی کو کسی کی خبر نہین + ایام التیام پذیری کی جا چکے + ناسور اب تو ہوگیا داغ جگر نہین + پہونچا دے
اوسکو کون خبر میرے حال کی + ہمدم نہین شفیق نہین نامہ بر نہین + دانستہ عارفانہ تجاہل ہے یار کو + کیونکر کہون کہ
حال کی میرے خبر نہین + کبھی درد جدائی سے بیقرار ہوتی یہ کہتی اور زار زار روتی رند کہان سے لائین اب وہ اسکو
جو ہم کنار کرین + تسلی کیا تیری او جان بیقرار کرین + الٰہی کیا کرون کہان آن پڑی اس موذی کے ہاتہ

سے کیونکر نجات پاؤن گی خدایا کس مصیبت مین جان پڑی ملک چھوٹا مان باپ سے جدائی ہوئی فراق محبوب وصال
نامرغوب سے دم نکلا جاتا ہے دیو کی صورت دیکھہ کے خوف آتا ہے ملعون کے پہندے مین گرفتار ہین موت بھی
نہین آتی جان سے بیزار ہین افسوس کیا تھا اور کیا ہو گیا کیون پروردگار یہ کیا شان کبریائی ہوئی **میر حسن** فلک
نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا + کہ جسکے عوض یون رولانے لگا + آہ مجہ سا بھی بدنصیب کوئی بشر ہوگا اور جیسا میرا دل
ہے ویسا بھی کسی کا جگر ہوگا **حضرت غالب** میری قسمت مین غم گر اتنا تھا + دل بھی یارب کئی دیے ہوتے +
غرض اسی طرح روتے رہتے جان سے بیزار ہوئی تب غم نے آدبایا رشک مسیحا کے الم بیمار ہوئی اس
عرصہ مین وہ سفاک ناپاک آیا ملکہ نے بغور جو دیکھا پھر غش آیا وہ بدذات ابلیس صفات ملکہ کے قریب آیا اور زیرہ سنگی
ہوش مین لایا ملکہ جو ہوشیار ہوئی حضرت عزرائیل کو بالین پر موجود پایا راضی برضاے پروردگار ہوئی دل مین سوچی
کہ ہماری تقدیر مین یہی لکھا تھا یہی ہونا تھا مدام رنج و آلام مین رہنا تھا تمام عمر رونا تھا خیر ہزار شکر ہے لیکن اب وہ
تدبیر کرو کہ اس موذی کے ہاتھ سے جان بھی بچے اور آبرو بھی رہے یہ سوچ سمجھکر دیو سے کہنے لگی کہ تم
ہمین تنہا چھوڑ صبح سے کہان گئے تھے اور جو ہمین کوئی اور لیجاتا تو تم کیا کرتے آخر یہی ہوتا کہ میرے فراق مین
اور اوسکے آتش رشک مین جل مرتے دیو مرغی کا یہ میٹھے میٹھے باتین سنکر شہد کی چھری سے مذبوح ہوا
بسمل ہوا خنجر عشق کا گھائل ہوا بولا کسی کا کیا مقدور جو تمکو پھر نظر دیکھے اگر دیکھے تو اوسی دم قلم اپنا سر دیکھے اس
بات سے تم اطمینان رکھو طبیعت اپنی نہ پریشان رکھو مگر بغیر وصال اب حال غیر ہے شراب عشق سے مخمور ہین
شیشۂ دل چور تمہارے بغیر ہی ملکہ **حسن افروز** نے کہا پانچ چار روز سے ہم بیمار ہین اس سبب سے لاچار
ہین ایک مہینا توقف کرو ایسے کیون گھبراتے ہو تمہین کیا خیال ہے ہم تو تمہارے پاس موجود ہین پھر وصال
کیا امر محال ہے اور ہم تو مدت سے تمہارے عاشق زار تھے جدائی سے بیقرار تھے دیو عشق کا نام سنکر اور بھی
شاد ہوا کہنے لگا کہ اچھا ہم تا صحت آپ سے نہ بولین گے یہ سنا اور الگ ایک مکان مین جا درگور ہوا یہان پھر
وہی گریہ وزاری تڑپ اور بیقراری پھر وہی نالون کا شور ہوا تمام رات اسی طرح بسر ہوئی خدا خدا کرکے سحر ہوئی
دیو تو صبح اوٹھتے ہی روانہ ہوا غم والم نے ملکہ کو پھر آ رہے ہاتون لیا مرغ سحر نے اذان دی صور کیطرح آواز
لگائی صبح کیا ہوئی گویا قیامت آگئی داغ جنون کا حساب ہونے لگا وفتر حدیث دل کہلنے لگے نامۂ اعمال دل
بیقرار اور چشم اشکبار میزان امتحان مین تلنے لگی عشق کی گنہگار بندون پر عذاب ہونے لگا القصہ کبھی کبھی دیو نابکار آتا
دو ایک ساعت ملکہ کے پاس ٹھہرتا پھر چلا جاتا ملکہ **حسن افروز** رو رو کے دن بسر کرتی رات کو تارے گن گن کر سحر کرتی
آرام دل کے آنے کی مدام منتظر رہتی فراق کے صدمے سہتی اوسکے انتظار مین ہمہ وقت دروازے کو تکتی
جب راہ دیکھتے دیکھتے دم گھبراجاتا جوش جنون سے کلیجہ منہ کو آتا دیوانون کیطرح بکتی اسی طرح چند روز گذر
گئے مہینا قریب الاختتام ہوا اس عرصہ مین کسی مرتے جیتے نے خبر نہ لی ملکہ کو بڑا صدمہ ہوا آلاخر شب و روز
بدرگاہ مجیب الدعوات اپنے حفظ آبرو کی التجا کرتی اپنی بیکسی اور بے نصیبی پر زار زار روتی لیل و نہار آہ و بکا کرتی

ذوق گر شرح جنون کیجے رقم اور زیادہ + ہو چاک ابھی جیب قلم اور زیادہ +

معلوم ہونا احوال دست بدی کرناس دیو بد نظر کا اور فوج کشی کرنا پدر ملکہ حسن افروز حور منظر کا پھر آوارگی آرام دل مصیبت زدۂ روزگار ملاقات پیر مرد خجستہ خصائل پھر بعنایات جامع المتفرقین اور توجہ باطنی درویش کامل ملاقات ملکہ حسن افروز حور شمائل پھر دیو کی لڑائی اوسکو جہنم مین پہونچانا اور ملکہ حسن افروز کو فارس مین لانا

پلا ساقیا ساغر غم زدا + کہ فرقت سے ہے حال ابتر میرا + پہنسا پنجۂ دیو غم مین ہے دل + شب و روز رہتا ہون مین مضمحل + مدد کر میری ساغر عیش سے + رہائی ہو دام غم سے مجھے + نہ کیونکر ہو دلشاد اور باسرور + کہ ہے بعد محنت کے راحت ضرور + سیاحان ملک معانی و رہ نوردان صحراے خوش بیانی احوال آوارگان دشت ادبار روے نادیدۂ شاہد مدعا اور ستم رسیدگان روزگار یون لکھتے ہین کہ جب ملکہ حسن افروز حور شمائل اور شہزادۂ آرام دل دونو غائب ہوے تے شاہ فارس کو رنج ہوتے تعب ہوئے ان کے غائب ہونے مین عقلا ذہن لڑاتے تھے مگر اصل مدعا کیطرف اصلا نہین جاتے تھے کہ صورت خوب جہان کو مرغوب ہے حسین عالم کا محبوب ہے دیو تو کیا پری بھی دیوانی ہے اگرچہ حسن مین لاثانی ہے طلسم جہان مین یہی کارخانہ ہے جن و بشر پر موقوف نہین طبیعت یہ کا آجانا ہے غرض بادشاہ اپنی فکر مین حیران تھے عقلا وزرا پریشان تھے کہ ایک خواص نے شاہ کے حضور مین عرض کی کہ غلام علم رمل اور نجوم مین خوب ماہر ہے حال ماضی اور استقبال اور اب جو مرشدزادی پر گذر رہا ہے وہ سب تابعدار پر ظاہر ہے ایک دیو کرناس نام کوہ البرز پر کہ وہ پہاڑ یہان سے دس منزل جانب مشرق ہے شہزادی کو لے گیا ہے ہم سب کو رنج و الم دے گیا ہے اوس پہاڑ پر اوسکا مکان عیش و نشاط کا سامان ہے یہ سنتے ہی شاہ نے اوسیدم وزیر اعظم کو با فوج جرار کوہ البرز کے طرف روانہ کیا اور آپ بیقرار ہو کر بار بار بدرگاہ قاضی الحاجات دعا کرتا فقرا اہل اللہ صاحب دل لوگون سے اپنی التجا کرتا **سطرے چند در صنعت منقطع الحروف آرام دل** دل اداے وارث وادرس رہ رو راہ ذوق دور رو زود دود آرام رم آزردم آرزدہ دل رخ زرد راز دار درد دل داغ آزردہ آواز زاغ زاری دل آہ آرزوے دل ذرہ ذرہ دوری دل آرام دل آزار دل **آرام دل** داغدار وزن راہ رو در وادی ذوق و وداد داد از درد دوری داد وراے دل روح در آزار آوارہ وادی در در واہ دوذوان وار آہ دل دو زآب رزد روزی روزہ روز فقیرانہ بہیس کئے تن تنہا آہ و بکا کرتا چلا جاتا تھا ایک روز علی الصباح ایک صحراے وسیع مین گذر ہوا شہزادہ سخت متحیر ہوا دیکہا کہ بیابان فراخ چون صفحہ آسمان ہے مگر کہین کسی انسان یا درخت کا پتا نہین صاف میدان ہے جاڑے کی یہ شدت ہے کہ کہیت کے کہیت اوجڑے پڑے

ہین کہین لب جو دو چار جانور آبی ہین مارے سردی کے اینٹھہ رہے ہین اکڑے پڑے ہین جو ایک آدہ ارنڈ
کا درخت ہے اوسی جاڑے سے جو پالا پڑا ہے اوپر سے نیچے تک گلا ہے اندر سے باہر تک سڑا ہے رات کو آسمان
سے برف گری ہے زمین طبقۂ زمہریر ہے اوس جنگل مین لطف صحرا ہے کشمیر کی کیفیت جو کیاری دکہی کہیتی کی کیاری
پانی سے ہے کوئین کو جو بغور دیکہا تو ثابت ہوا کہ کسی دہقانی برف والے سے اتنی بڑی قفلی ہین پانی کی برف جماتی ہر
صبح کا وقت سرد سرد ہوا جاڑے کی یہ شدت اوس پر طرہ یہ کہ شاہ صاحب کے تن پر کپڑا نہ پانون مین جوتا فقط
ایک لنگی اوس پر لنگوٹ ایام سردی مین خصوصاً صحرا نوردی مین بہلا اوسکی کیا اوٹ شہزادہ مارے سردی کے بیچین
ہوا قدم بڑہانا سردی سے کانپنے لگا آگے بڑہتے ہی قدم لڑکہڑایا سناٹے کی ہوا تیر سی لگنے لگی آتش غم دل مین
سلگنے لگی شکم مین خدا الشتو کا عالم ہوا دل کیا ہر استخوان ہیزم کیطرح جلنے لگا آہ کے ہمراہ پیچ و تاب کہا کہا کے
دہوان نکلنے لگا دانت کڑکڑ بجنے لگے لب یاقوت سے نیلم ہوتے عارض الغوزہ کہ ہمرنگ برگ گل تر تہے سردی
کے گزند سے برگ سوسن ہوئے ہاتہ پانون ٹہنڈے تہے انگلیان ٹہٹہری جاتی تہین جو خانۂ بغل سے باہر نکلتی
تہین اس کڑکڑاتے جاڑے مین سناٹے کی گرمی کا مزا تہا لطف تو تہا وے جان گزا تہا کہ جو قدم آگے پڑتا تہا
آبلہ پا کی صراحیان ریگ بیابان کی شورے مین جہلتی تہین جب مجمر فلک مین آفتاب کا انگارہ روشن
ہوا آرام دل کے جسم کو گرمی پہونچی سردی کے گزند سے امین ہوا قدم تو بڑی گرما گرمی سے اوٹہایا مگر ناتوانی
سے بڑہا نہ گیا جگر اکڑ گیا بیقرار ہو کر یہ اشعار زبان پر لایا **ناسخ** ضعف سے ہے راہ طلب مین جیسے دامنگیر پا + آتی ہین
رگہاے پا مجکو نظر زنجیر پا + لے چلے ہین کوی جانان سے یہ وحشت مین مجہے + وادی پرخار پر موقوف ہے
تعزیر پا + گرتے تہی ناتوانی سے غش آنے لگے نالہاے دل زار ستانے لگے بیچین ہوا گہبرایا یونہی جستجوے دلدار
مین تہک گئے وصال یار کیطرف سے یاس ہوئے رو رو کر یہ ارشاد فرمایا **میر تقی** آہ سحر نے سوزش دلکو مٹا دیا +
اس باد نے ہمین تو دیا سا بجہا دیا + اس موج خیز دہر مین ہمکو قضا نے آہ + پانی کے بلبلے کیطرح سے بہا دیا +
بوے کباب سوختہ آئی دماغ مین + شاید جگر کو آتش غم سے جلا دیا + اسیطرح تین شبانہ روز گزر گئے حضرت عشق
اپنا کام کر گئے دن کی دہوپ رات کی اوس اس بیکسی اور ناتوانی پر صد ہزار افسوس ایسے ناتوان ہوتے کہ ہل نسکے
میر سر اوٹہانے ہی ہو گئے پامال + سبزۂ نو دمیدہ کے مانند + **آرام دل** اپنی جان سے بیزار ہوا نے یار اس ذلت
اور خواری کی زیست سے شرمسار ہوا ارادہ کیا کہ اب کسی کوئین مین اپکو گراتے دیدار یار حشر تک نہ نصیب ہوگا فلک
ستم شعار درپے کین وجفا ہے موت بہی خفا ہے پہر اس جینے کو کیا کہتے ہین بس آب اپنے تئین ہلاک کیجے مرجایے
محمد ابراہیم ذوق کیون جی کے ہجر مین ہوئے شرمندہ یار سے + اب مر رہے ہین اوسکی پشیمانیون سے
ہم + یہ سوچکر جبر اُٹہا اوٹہا سامنے ایک چہپر اور کنوان نظر پڑا دیکہا اوس جہونپڑی کے آگے آگ روشن ہے خیال
کیا کہ شاید کسی زمیندار کا مسکن ہے غرض وہ یوسف عہد چاہ سے گہبرا کر گرنے کی چاہ مین چاہ کیطرف چلا لب چاہ
آتے ہی جو نہین چاہ مین گرنے کو چاہا ایک آواز سنی کہ دیکہہ کیا ستم کرتا ہے خدا کو بہول گیا کیون نے موت مرتا ہے

آرام دل نے یہ سنکر جان دینے سے ہاتھ اوٹھایا اور اوس جھونپڑے کیطرف آیا دیکھا کہ ایک عبارت منقوط شیخ
جی جیب تخت نشین نے حق جو نے بق بق جنت بن بچین چین غضب نقش جبین فیض بخش غیب شین خیز دہی فن چشتی پشت
جنتی بخشش بچتن بیت زیب بنیش جشنش ستے غش * نہ بنی تیزی جن بیش جذبش * سو سوا سو برس کا سن و سال ہو وین
اور پلکون تک کے سب سفید بال تلاوت قرآن مجید مین مصروف ہین ضیاے انور سے وہ حجرہ تنگ و تار روشن ہے صندلی
رنگ ہے گیروا پیرہن ہے چہرۂ مبارک سے آثار بدمزاجی نمایان ہین کسی کی طرف سے رنجیدہ خاطر ہین ملول ہین آرام دل
نے بہ کمال ادب سلام کیا اوس ولی اللہ نے منہ پھیر لیا پھر شہزادی نے السلام علیکم کہا جب بھی جواب ندیا شہزادہ فقیر
کے غضب سے ڈرا اور قدمون پر گر پڑا اوس رہبر کامل نے شہزادے کا سر پانون پر سے اوٹھایا گلے لگایا پاس
بٹھایا اور فرمایا کہ اے فرزند بس اتنی ہی تکلیف مین تم نے کریم کارساز کو بھلا دیا مرنے پر مستعد ہوئے ذرا صبر و تحمل نکیا
إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ کا بھی اعتقاد دل سے اوٹھایا خیر آج توقف کر انشاء اللہ تعالے علے الصباح رخصت کرون گا
یہ سنکے شہزادے کو گونہ تقویت ہوئی رنگ زعفرانی ارغوانی ہو گیا انبساط طبیعت ہوئی پیر روشن ضمیر بابا اظہار
مطلب سے کچھ مطلب نہ رہا سر نیاز جھکا کر دوبارا قدم چومے نعلینون کو آنکھون سے لگایا دن تو یاد اللہ اور تلاوت
کلام اللہ مین بسر ہوا شام ہوتے ہی شاہ صاحب نے کھانے کے بدلے ایک چیز ایسی آرام دل کو کھلائی
کہ کھاتے ہی شہزادے کے جسم مین فوراً اصلی تاب و توانائی آئی صبح کو شہزادے نے اوس درویش کامل سے
رخصت چاہی فقیر نے ایک قمچی ہرے بانس کی دیکر کہا کہ بابا یہ چھڑی لو اور اسکے خواص سن رکھو جب دشمن پر
وار کروگے تیغ دوپیکر کا کام کرے گی رزمگاہ مین عدو کو مارے گی تمہارا نام کرے گی مقید کی زنجیر مین چھوادوگے
زنجیر ٹوٹ پڑے گی رہا وہ گرفتار ہو جائیگا جس جانور کے تسخیر کا ارادہ کروگے جب اس قمچی کا اشارہ کروگے
وہ جانور مطیع اور فرمان بردار ہو جائیگا کمر سے لپیٹ لوگے طاقت پرواز ہوگی جہان چاہو جاؤ اختیار ہے ٹوٹنا جانتی
نہیں نہ تمہارے کسی سے بل نکلے گی اگرچہ سبکبار ہے دشمن کی گرفتاری کو حلقۂ کمند ہے مریض کے بدن مین
نظر شفا چھوادوگے اکسیر کا کام کرے گی دوائی کل دردمند ہے جس شخص کیطرف تبدیل شکل کا قصد کرکے اس چھڑی سے
اشارہ کروگے اوسکی صورت فی الفور بدل جائیگی جس آسیب زدہ کو دکھادوگے آسیب دفع ہوگا بلا آتی ہوئی ٹل
جائیگی مگر خبردار اسکو اپنے پاس جدا نکرنا نہین تو بہت پچھتاؤگے پھر ایسی چیز کہین نپاؤگے اب بسم اللہ کرکے اسے
کمر مین باندھو اور ملکہ کے پاس جانے کا ارادہ کرو انشاء اللہ تعالے کہ اس دیو پر مظفر اور منصور ہوگے ملکہ کے وصال
سے کامیاب اور مسرور ہوگے شہزادہ یہ سب باتین اپنے ذہن نشین کرکے درویش طریقت کیش کا قدمبوس
ہوا اور بہت سا شکر ادا کیا پھر شاہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے وہ قمچی شہزادے کے کمر مین باندھی شہزادے
نے ملکہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا دل تو ادھر ہی رجوع تھا مگر اوس ہی امادہ کیا بمجرد عزم کوہ البرز پر جس مکان مین
وہ دلدار دور از یار بے یار و مددگار محبوس تھی جا پہونچا دیو کو پیغام اجل آپہونچا آرام دل نے جو آنکھ اوٹھائی نسیم
لکھنوی دیکھا تو در قبول وا تھا * نے تکلف دروازہ مین قدم رکھا ناگاہ ایک صداے دردناک با نالہ و آہ جانکاہ کانمین

آئی کہ ارے ظالم شبہاے فراق تو در روگے بسر ہوئین اب صبح قیامت آئی مگر افسوس تو سنے خبر نہ لی ہماری جان پر کیا کیا آفت نہ آئی رنج صدمہ ہجر سے چہوٹون مجہی راحت ہوجاے + دم نکل جائے کہین جلد فراغت ہوجاے + جو میسر رہ الفت مین شہادت ہوجاے + فخر کونین ہو عاشق کی سعادت ہوجاے + آرام دل سنے آواز اپنی جانی کی پہچانی گوش دل سے سنا دلبر کی بیکسی اور سنے لبسی پر رویا پہر یہ شعر پڑہتا ہوا شوق دیدار مین جلا ما سخن مردے کو جلاتی ہے تیرے ناز کی آواز + اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز + اندر جاکر دیکہا کہ ملکہ دالان مین بیٹہی رو رہی ہے گلستان حسن مین خزان ہے سنبل سے زلف پریشان ہے عارض گلبرگ طمانچون کے داغ سے رشک سوسن ہے تار تار پیرہن سے نہال قد بار غم سے سرنگون ہے ضعف سے درد ہے جنون ہے نرگسی چشم شبنم وار گریان ہے کسی کے انتظار مین وا ہے کسی کو نگران ہے نسیم لکہنوی بال اوسکے وبال سے بڑہے ہین + ناخن بہی ہلال سے بڑہ ہین + آرام دل دوڑ کر ہم آغوش ہوا خوب چلا چلا رویا الیبا رویا کہ بیہوش ہوا ملکہ حسن افروز بہلے تو ایک فقیر برہنہ کو سنے تکلف اپنے پاس آتے دیکہکر ڈری مگر پہر بغور جو ملاحظہ فرمایا اپنا آرام دل اپنا محبوب وائل پایا دیکہتے ہی کلیجہ بہڑکا دل سنے شادی دی وہین دہڑکا پہر تو دونو عاشق و معشوق ہم آغوش ہوکر خوب روئے دفتر غم والم مدتہاے مدید کے دہوسے روتے روتے ہچکی بندہ گئی غش آنے لگے پہر دامنون سے آنسو پونچہکر باہم سمجہانے لگے مصنف عشق سنے دونو کو جدا کرکے + پہر ملایا خدا خدا کرکے + جب بیقراری سے تسکین ہوئی طمانیت اضطرار کی جگہہ جانشین ہوئی ملکہ سنے اپنی بیکسی اور بیقراری دیوعین کی زبردستی اور ستمگاری پہر اپنا حفظ جان کرنا اور اپنی آبرو اوس ظالم سے بچانا پہر اوسکا گاہ گاہ آنا جانا سب حقیقت کہہ سنائی اور آنسو پونچہکر کہنے لگی کہ دیکہیے خداوند کریم مجہ گنہگار کی کب خبر لیتا ہے کس دن اس موذی بدذات کے ہاتہ سے جان اور آبرو کے ساتہ نجات دیتا ہے یہ گفتگو ہو رہی تہی کہ ایک پہاڑ کالا سامنے نظر آیا اور مانند باد تند کے دہوان دہار فلک پر چہا گیا پہر رفتہ رفتہ زمین پر اوترا آیا دیکہا تو وہی عفریت پلید تہا ملکہ خوف کے مارے کوٹہری مین چلی گئی آرام دل باستقلال تمام وہی بانس کی چہڑی لیکر ہوشیار ہوا دیو کرناس سنے آتے ہی جہنجہلاکر شہزادے پر خنجر مارا انگشتری سلیمانی سپر گئی ذرا نہ کارگر ہوا پہر اوس موذی نے منتر پڑہ کر پہونکے اونکا بہی کچہ نہ اثر ہوا جب دیو اپنا وار کر چکا شہزادے سنے پیترا بدل کر اور گتی ہاتہ زمین سے اوچہلکر دیو کے گردن مین قمچی ماری نسیم لکہنوی غش کہاکے زمین پر گرا دیو + موجود ہوتے ہزار ہا دیو + بدلی کیطرح جو اُمڈے دشمن + لاٹہی سے ہوا یہ برق خرمن + موسیٰ کا عصا تہا اُٹہہ جو اونکا + ایک ہی لاٹہی سے سبکو ہانکا + سر یہ کیا کوہ پیکرون کا + جی چہوٹ گیا دلاورونکا + غرض شاہزادہ سنے سبکو بہگا یا مار مار خوب بہگایا جب سب بہاگ گئے تو دیو کرناس کی لاش پر آیا سر اور جسم اوسکا ایک جا کیا پہر خدا کا شکر ادا کیا مدعاے دل بر آیا ملکہ کے پاس آیا اور کہا ذرا باہر نکلکر دیکہو وہ دیوعین اور بدکار تمہارا محرم اسرار پڑا ہے ملکہ سنے کہا کیا خوب میرے دشمنون کا محرم اسرار ہو تمہین کچہ سودا تو نہین ہوا ہے جو بر روگالیان دیتے ہو خدا جانے کب کا بدلا لیتے ہو واہ واہ تم تو خوب اپنے دل کے پہپہولے پہوڑتے ہو تیے سنے رشتے جوڑتے ہو شہزادے سنے کہا صاحب خفا کیون ہوتی

ہو دل تو دو منزل ہنسی ہنسی مین کیون رنجور ہوا ہمنے تو تفریح کی ایک بات کہی تہی اور اگر سچ پوچہو تو راست کہی تھی اچھا
معاف کیجے قصور ہوا ملکہ نے کہا دیکہو پہر تم وہی سب کیے جاتے ہو اپنی حرکتون سے باز نہین آتے ہو خدا کی قسم مین اپنا
منہ پیٹ لون گی مجھے نہ ستاؤ مین ہزارون گالیان دونگی شہزادے نے وہی قینچی اپنی کمر سے لپیٹ کر ملکہ کو عوض مین دیا اور اپنے
دل مین ملک فارس جانے کا ارادہ کیا ملکہ نے گود مین مچلکر کہا کہ واللہ ہم سے نہ بولو ہمین نہ ستاؤ ہم کچہ کہہ بیٹہین گے
ہمارا زیادہ منہ نہ کہلواؤ یہ فقرہ تمام بہی نہ ہونے پایا تہا کہ دونو موتی محل مین داخل ہوتے **آرام دل** نے کہا صاحب
بیوجہ طبع نازک پر ملال ہے بہلا یہ کیا موقع ہے کیا مجال ہے ذرا تمہین میرے سر کی قسم آنکہ کہولکر دیکہو تو یہ کسکا باغ
ہے کونسا محل ہے ملکہ **حسن افروز** غصہ مین بہری بیٹہی تھی کچہ نہ بولی مگر موتی محل اور باغ حیات بخش کو دیکھکر حیران
ہوئی دلمین کہنے لگی کیا مین خواب دیکھہ رہی ہون جو اپنا باغ اور محل اور وہی نہر وہی تالاب دیکھہ رہی ہون یہ تو
اسی فکر مین غلطان پیچان رہی وہان کسی خواجہ سرا نے یہ خبر مسرت اثر بادشاہ کے حضور مین پہونچائی بادشاہ یہ خبر
سنتے ہی گہبرائے ہوئے موتی محل مین آئے شہزادہ قدمبوس ہوا بادشاہ نے سر اوٹہایا دست و بازو چومے پیشانی
پر بوسہ دیا پہر ملکہ کو گلے لگایا خوب روئے شہزادہ یہ کیفیت دیکہکر دیوان عام مین تشریف لایا خاص محل مین جو یہ خبر
معلوم ہوئی مبارک سلامت کی ہر طرف دہوم ہوئی بیگم صاحبہ نے ماتمی لباس اوتارا خواصون مین غوغا ہوا اونکی
محل مین جانے کے لیے شور و غل سے عجب ہنگامہ ہوا کوئی گہبرا کر پایپنچے اوٹہا کر چلنے کو طیار ہوئی کوئی سوتی
سوتے چونک پڑی شور و غل سنکر بیدار ہوئی کوئی ننگے سر دوپٹہ کا آنچل انگیا مین کہولسکر چڑیا کیطرح اوڑی ہوئی آئی
کوئی یار کی بغل سے اوٹہی بیقرار ہوکر دوڑی اچھی طرح ازار بند بہی نہ باندہنے پائی کوئی انگنائی مین ننگے سر ہوکر
سجدے کرنے لگی کوئی کوٹھے پر سے اوترنے لگی کسی دلسوز نے گہی کے چراغ جلائے کسی نے اللہ میرے
منائے کسی نے پکارا اری چنیا اوسنے جو کہا جی آئی تو برہم ہوکر للکارا کہ اوقطامہ ادہر آ کسی نے بلک کر کہا کہ الٰہی
تیرا شکر کہ تو نے چہوٹی بیگم کو ہمسے ملایا کوئی بولی ارے چلو بیگم صاحبہ کہتی ہونگی کہ اللہ ہم اتنے دنون کے بعد آئی
گویا ہماری دوبارا زندگی ہوئی مگر کوئی اب تک ہمارے دیکھنے کو بہی نہ آیا کوئی جہٹ پٹ پاندان کہولنے لگی
اور کہنے لگی کہ میری بیگم نے مدت سے گلوری نکہائی ہوگی سب ہے کسنے کہلائی ہوگی مین تو ایک گلوری بنا کر
لیے چلتی ہون غرض بیگم صاحبہ موتی محل مین تشریف لائین قمر النسا اور ملکہ کی مانی اور خواصین سہیلیان سب آئین ماں اپنے
نور بصر لخت جگر کے گلے لگ کر خوب روئی ملکہ ایسی بیقرار ہوئی وہ اشکبار ہوئی کہ رونے روتے غش آیا یہ حال دیکہکر سبکو ایک
سکتا ہوگیا عجب ماجرائے حیرت فزا ہوگیا جب رونے دہونے سے افاقہ ہوا سب ملکہ کو خاص محل مین لائی جلد
جلدی صدقے اوترنے لگے شہزادی کی زندہ اور سلامت آنے کی تمام شہر مین خبر مشہور ہوئی بلکہ تمام قلمرو مین دور
دور ہوئی جب سے یہ حادثہ ہوا تہا بادشاہ نے دربار نہین کیا تہا تمام شہر مین ماتم تہا ہر ایک کا عجب عالم تہا اور
روز صبح ہوتے ہی بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا شہزادہ کو برابر بیٹہایا سب امرا وزرا چہوٹے بڑے شاد ہوئے
توپخانون مین خوشی کی ہزار ہا شلکین دغین محبسون کی دروازے کہل گئے ہزارون قیدی دائم الحبس رہا ہوتے

لاکہون بردے آزاد ہوئے خزانہ مین توڑون کے منہ کہول دئے جنہون نے پیسا کبہی نہ دیکہا تہا کہ کیسا ہوتا ہے اونہین روپے پیسے نے گنتی ہو رہے شہر تین دن فرد بشر نے اپنے گہر مین جشن کیا ساری دولت باپ دادا کی جمع کی ہوئی ذرا سی خوشی مین لٹا دی خزانچی نے شاہ کے حکم سے پچاس لاکہ اشرفیان بات کی بات مین لٹا دین دو پہر تک عام دربار رہا ہر شخص آراقم ل کو دیکہکر اوسکے حسن خداداد اور جوہر شجاعت پر جان و دل سے نثار رہا شاہ نے دو پہر جشن جمشیدی کرکے دربار برخاست کیا اور وزیر اعظم کو انتظام شادی کا حکم دیا اب سنئے کہ وزیر جو بموجب حکم شاہ کوہ البرز کے ستے پر بتلاش ملکہ حسن افروز روانہ ہوا تہا اوس روز کی راہ چار روز مین طے کرکے اوس پہاڑ کے نیچے پہونچا ہر روز اوس مکان کے گرد پہرتا اندر جانے کی گہات لگاتا مگر کہین دروازہ کا نشان نہ پایا نسیم لکہنوی اوس برج مین تہا طلسم کا در + ششدر رہا چار سمت پہر کر + آخر دیوار توڑکر اندر گیا دیکہا کہ دیو کا تن سر سے جدا ہے شہزادی کا پتا نہین رومال پڑا ہے وزیر نے ملکہ کا عرق پہچانا اور سمجہا کہ شہزادہ آرام دل آیا اس ملعون کو جہنم مین پہونچا یا ملکہ کو لے گیا اس نابکار کو قرار واقعی سزا دیکیا ہر نعش کو ہاتہیون پر بار کرکے بادشاہ کے دکہانے کے لیے لے آیا یہان پہونچکر ملازمت شاہ اور شہزادۂ جہان پناہ سے مشرف ہوا دیو کی لاش جو آئی تمام شہر اُمڈا چہوٹا بڑا دیکہنے چلا ہر خورد و کلان پیر و جوان نے دیو پر نفرین کی شہزادے کی شجاعت اور دلیری پر تحسین کی غرض شہزادے کی قوت کا غلغلہ از ماہی تا بماہ ہوا شور تہا کہ کیسا جوان مرد داماد شاہ ہوا + + ++

ترانہ سنجی عندلیب خامہ در بیان شادی و کیفیت عروسی و دامادی + + +

پلا ساقیا ساغر پر سرور + کہ لکہنا ہے سامان شادی ضرور + پلا دے مئے شادمانی کا جام + اوٹہا لے ذرا ساغر لالہ فام + بہت مدتون مین رہا خستہ حال + بس اب دختر رز سے کروے وصال + صنم ماہ رو پاکے مسرور ہون + تیری مین عنایت کا مشکور ہون + کوئی بوتل اچہی سی لا دے مجہے + اگر ہو برانڈی پلا دے مجہے + شب وصل برتر ہے از روز عید + پلا دے بہراب کیا ہے گفت و شنید + مشاطۂ کلک جواہر سلک عروس مدعا کو حجلۂ بیان مین یون آرایش دیتی ہے کہ وزیر حسب الحکم شاہ ثریا جاہ کاروبار شادی کا منتظم ہوا شہزادے کیطرف مہتمم ہوا باغ حیات بخش مین آیا داروغۂ باغ کو تیاری کا حکم سنایا باغ حیات بخش مین آرایش ہوئی شاہدان گلعذار نے اپنا اپنا سنگار کیا اور ہر ایک ... ہوئی در باغ پر نقار خانہ کہڑا کیا شادی کی نوبت آئی نوبت بجنے لگی ہر ... آراستہ ہوا کوٹہی سجنے لگی باغ مین از سر نو چمن بندی ہوئی روش پٹری درست ہوئی باغبانون نے اپنی اپنی کاریگری کی کہائی سالون بہادون مین جہرنا جاری ہوا فصل بہار آئی زعفران کی کیاریون پر نئے نئے بنگلے سجے شاہدان بوستان بنجر ان بن ٹہن کر تیار ہوتے سوسن نے مستی کی دہڑی جمائی طوطی کے درخت نے ہاتہون مین مہندی لگائی گل صد برگ نے چنپئی جہیرا باندہا چنبیلی نے سفید پوشاک پہنی اس سادگی سے معشوق طرحدار ہوتے معشوقون کے کم بولنے کی ادا اختیار کی یہ بہی اپنی دانست مین وضعدار ہوئے سنبل نے زلف پیچان بنا کر بڑے ناز و ادا سے کمر تک لٹکائے نرگس نے دنبالہ دار سرمہ لگا کر بلبل سے آنکہہ ملائی شاہد گل نے گلابی جوڑا اپنا کیوڑے کا عطر

لگایا دلہو دہی نے زعفرانی جوڑا زیب بدن کیا سہاگ کے عطر مین اپنا بدن لبسایا انگور خوشی کے سرور مین مست ہو
لالہ سے ابنساط کا متوالا شراب ارغوانی کا پیالہ بدست ہوا نافرمان کی اودہی پوشاک دلمین کہبنے لگی سبزۂ نودمیدہ کی دہانی
رنگت آنکہون مین چبہنے لگی سرو دلجو معشوقون کیطرح اکڑنے لگا شاد ہوا قد دلدار سے مشابہ ہے اسلیئے شمشاد
کا نام باغ حیات بخش مین گلشن آباد ہوا نہر لطافت بہر مین حوض کوثر کی لہر آئی باغ نمونہ فردوس برین ہوا تسکین بخش
دلہاے حزین ہوا گل بوٹہ برگ وبار کے نشو ونما مین قدرت حق جل وعلا نظر آئی اوس باغ جنت دماغ مین کچہ عجب کا جابجا
شاہ بلند مکان ستہے کہ مالنین پریزاد حورین تہین باغبان حسین غلمان تہے غرض گلہاے ناشگفتہ خوشی سے بہولے
ممنون باد بہاری ہوئے طاؤس باغ کا جوبن دیکہکر رقصان ہوئے نہر مین قطار قطار فوارے کہ دو دو گز کے
فاصلے پر نصب تہے جاری ہوئے صد ہا من بادلہ کترا گیا نہر مین چہڑکا گیا زمین پر ستارے نظر آنے لگے مصنف
فوارے جو سارے چہوٹ رہتے تہے + گردون سے ستارے ٹوٹ رہتے تہے + عجب کیفیت نمایان ہوئی باغ
رشک آسمان ہوا نہر غیرت کہکشان ہوئی روشون پر مینا بازار لگا دشمنون کے دلون مین خار لگا حلوائیون نے
طرح طرح کی مٹہائی دوکانون مین لگائی خوانچہ والے پکار پکار کر سودا بیچنے لگے ایک روش پر کبابیون نے
اپنی اپنی دوکان جمائی القصہ یہان آرام دل نے زعفرانی جوڑا پہنا وہان بیگم صاحب نے اچہی ساعت سعید گرکے
ملکہ حسن افروز کو مانجہی بٹہایا دالان کے پردے چہوڑ دیے آفتاب کو ابر مین چہپایا بادشاہ نے شہر مین کیسر اور شہاب
کی نہرین جاری کردین اور جلاد فلک کو حکم دیا کہ جسے رنگین دیکہہ اوسے چہکادے جو سفید پوش نظر آئے اوسے
دریاے خون مین نہلادے نیرنگ ساز چرخ کجباز نے تمام شہر جہان ڈالا مگر کوئی لبشر سفید پوش نظر نہ آیا گلابی یا
زرد جسے دیکہا انہین دو رنگ مین ڈوبا پایا جن بادشاہون راجہ بابون کو فرمان شاہی اور شقے پہونچے وہ سب آئے
شہر کے باہر پانچ کوس تک ہزار ہا خیمہ استادہ ہوگیا جو جس کام پر معین ہوا وہ اوسکی بجا آوری مین آمادہ ہوگیا پانچ
روز کی راہ تک مینا بازار اور خاص بازار جوہری بازار اور نخاس بازار نہایت کیفیت اور عمدگی کے ساتہ آراستہ ہوا
جسنے دیکہا اوسے سکتا ہوگیا راہ چلنے والا کہڑا ہوگیا در شہر پناہ سے انتہاے بازار تک دو راستہ تنور گڑے تہے
دوکانون کی کثرت اور خلقت کے اژدہام سے وہ کشمکش کہ کسی کو بیٹہنے کی مہلت اور جگہ نہ تہی سب حلوائی اپنے
اپنے دوکانون کے آگے کہڑے ہوئے گہنٹے والے کا قلاقند شہد ریکی برفی اور بالوشاہی برفی جیسی برف کی
ڈلی سپ میٹہے کی مٹہائی قلمین اور پچہے متہرا کے پیڑے دلی کی جلیبی وہی اور بالائی کے پیالے گرما گرم تازہ بتازہ
دودہ سبحان اللہ کیا قدرت رب ودود کہ پانچ منزل تک چلے جائیے ادہی خرچ نہو اور کہانی ہمہ نعمت موجود
شہر مین بادشاہ نے سواے دعوت کے تورے بندی کی فی کس دو خوان پلاؤ زردہ قورمہ متنجن کباب
بریانی کلیچہ پسند فرنی مربا اچار باقرخانی اور دو خوان میوہ جات انار بہی ناشپاتی پستہ بادام اخروٹ انگور ولایتی معہ ا
ایک ہزار روپیہ نقد ادنے اور اعلے سبکو عنایت کیے جو دو چار شہر مین باخدا اور ولی تہے اونہون نے نعمت
دنیا سمجہکر انکار کیا نہین نہین کہکر بہت اصرار کیا جو بادشاہ کا حکم بجا لائے اور وہ خوان اون کے دروازہ پر رکہکر

سے چلے آتے جب تو رستے بندی ہوچکی منادی نے ندا دی کہ خبردار کوئی کسی کو تکلیف پہونچانے زبردستی نکرے سب
لوگ اپنے اپنے گہر مین جشن کرین کوئی کسی کو کسی طرح کا رنج نہ دے یہ سنکے حضرت عزرائیل نے بہی قبض روح سے
ہاتہ کہینچا جامع مسجد کے شہدون کو کوتوال کا خوف بالکل جاتا رہا پہر تو غم نکی اوڑانے لگے ہزار ہزار روپیہ جو نقد سرکار سے
ملے تہے اونکی ایک ایک موٹہ آنے لگے اگر گشت مین کہین کوتوال صاحب سے ملاقات ہوگئی تو وہین جہک کر
سلام کیا اور موچہون پر تاؤ دیکر یہ کلام کیا کہ کیون پیر و مرشد ایک ہفتے تک کیا کیجے گا اب تو ہمارے پو بارہ ہین اب اسی
شہر مین ایک دو نہین اٹہارہ ہین اب کسکا جو اکڑے کے سزا دیجئے گا الغرض جو تہا سو نشاط سے سرشار تہا مخمور تہا
رنج و غم جیسے کہتے ہین وہ ایکسا دسے لے ادنے مزدور سے منزلون دور تہا چار سو طائفے عمدہ عمدہ رنڈیون کے
موجود تہے مگر وہ بہی کافی نہوسکے اور ملکون سے رنڈیان آئین لکھنو مین ڈہونڈہو تو رنڈی کہین گہس لگانے کو نہین
ملتی تمام شب بام کوٹہون پر جلتے عجب ہو بہو کرتیلے آتے محل سے باہر دیوان خاص تک اور وہان سے تمام شہر تک
اور در شہر پناہ سے پانچ کوس نخاس تک دو راستہ ٹہاٹہر بندہے جابجا نقار خانے بنے روشنی کے ٹہاٹہہ ہوتے
صندلی کٹہر سبز ٹہاٹہر بجاے بندہن طلائی گل میخین اونپر نقرئی چراغ رکہے ہوے لیے ٹہاٹہر کے قریب برابر برابر
بلوری لالٹینین شام ہوتے ہی اونمین شمع مومی اور کافوری روشن ہوئین سبکا گل سبزہ کیا گلگیر کا تو غم نہ تہا غیرت
گلشن ہوتین بادشاہ نے چراغون مین بجاے روغن سہاگ کا عطر جلوایا قصے کہانیون مین سنا کرتے تہے مگر اس
شاہ گردون بارگاہ نے نقل کو اصل کر دکہایا آفرین اللہ رے ہماری تکلف شب وصال + روغن کے بدلے
عطر جلایا گلاب کا + جابجا حوض بنے ہوے چہ بچے کہدے ہوے اونمین صد ہا من عطر بہرا ہوا تہا
اچہے سفید پوشون نے ٹہاٹہرون پر روشنی کی خوشبو کے لالچ سے یہ جبر اختیار کیا ذرا نہ انکار کیا روشنی کرتے
وقت دو ایک چراغ اپنے اوپر گرا لیے کسی نے جو کہا کہ یہ کیا کیا تو وہین پہر گئے ہنس کر کہنے لگے بہائی واللہ ہوا والے
سے گر گئے نقار خانون مین جب شام کی نوبت بجی ہر دوکان دار نے اپنی اپنی دوکان سجی نیچے سے اوپر اور اندر سے
باہر تک قد آدم آئینے لگا دیے جہاڑ کنول جلا دئے آئینہ بندی سے روشنی اور دو چند ہوئی عالم پسند ہوئی اس
روشنی کی کیفیت مین دوکانون کا سجنا اور غضب تہا غور کر کے جو دیکہا تو عطر کی مہک سے شہر رشک ختن تہا آئینہ بندی سے
غیرت حلب تہا ہر دوکان کے آگے ایک ایک رنڈی کا طائفہ نقار خانون کے چار چار دروازے ہر دروازے پر ایک ایک
کنتک کا لونڈا آدمیون کی تو یہ کثرت کہ تمام شہر امنڈا ہوا سارا لکھنو بہرا ہوا مگر عجب طرح کا اہتمام اور کچہ طرفہ انتظام تہا کہ نہ کہین شور
تہا نہ غل تہا یہی اہتمام بالکل تہا یہان تو یہ کیفیت تہی وہان موتی محل مین الماسی جہاڑ کنول روشن ہوے مکان جنت نشان
پر عجب جوبن ہوے آرام دل کے آنے کے روز پانچ لاکہ بتی چڑہی تہی اوس دن پچاس لاکہ گلاس عطر اور گلاب کا
چڑہایا گیا شہر مین سہاگ کا عطر مہک رہا تہا یہان عنبر کا عطر جلایا گیا اودہر سے ساچق کا اہتمام ہوا ادہر سے اوسی تاریخ
مہندی کا سر انجام ہوا اگر ساچق کی آرایش مین سے ایک تختہ کی آرایش لکھون باغ حیات بخش کہ رشک گلزار ارم
ہے حسرت سے بے خار کہا ہے اور اگر مہندی کی زیبایش اور شوخی تحریر کرون لکہا کیا اگر اسکا تصور بہی آتے قلم شاخ

مرجان اور پنجہ خیال رنگین ہوجاے اور بھی خیال کیا کہ طوالت کے سبب ناظرین کے دل اوچٹ جاتے ہین
اتنے لیے ایسے مقامون پر ورق کے ورق اولٹ جاتے ہین ہجر اور وصال کا مزا جانتے ہین تمام ذوق سی کے لیے
ہین ہزار کھو کب مانتے ہین قصہ مختصر جب برات کا روز آیا چوتھا بڑا ہیولون نہ سمایا شام کو شہزادہ آرام دل حمام مین
داخل ہوا جلوہ افروز برج آتشین وہ ماہ کامل ہوا میر حسن ہوا جبکہ داخل وہ حمام مین + عرق آگیا اوسکے اندام مین +
تن نازنین نم ہوا اوسکا کل + کہ جسطرح شبنم مین ڈوبے ہے گل + خواصین وہ باندھے ہوئے لنگیان + مہ و مہر
سے طاس لیکر وہان + لگین ملنے اوس گلبدن کا بدن + ہوا آب سے ڈیوڑھا وہ چمن + نہانے مین یون تھی بدن کی
دمک + برسنے مین بجلی کی جیسی چمک + ہوا قطرہ آب یون چشم بوس + کہے تو پڑے جیسے نرگس پہ اوس +
لگے ہونے ظاہر جو اعجاز حسن + ٹپکنے لگا اوس سے انداز حسن + وہ گورا بدن اور وہ بال اوسکے تر + کہی تو
کہ ساون کی شام و سحر + زمین پر تھا ایک موجۂ نور خیز + ہوا جبکہ فوارہ سان آب ریز + نہا دھو کے نکلا وہ گل اسطرح +
کہ بدلی سے نکلے ہے مہ جسطرح + غرض شاہزادے کو نہلا دھولا + دیا خلعت خسروانہ پنہا + جواہر سراسر پنہایا اوسے +
جواہر کا دریا بنایا اوسے + جب اس سج دہج کا بنا بنا فلک سے دئے ستارون کو نثار کیا اودھر ملکہ حسن افروز
کو بھی دولہن بنایا دلون کا ارمان نکالا ادھر دولہن کی آرائش تھی اودھر دولہا کی زیبائش تھی نسیم لکھنوی یہان
مہندی نے چومے پاے خورشید + وہان سبز ہوا نہال امید + وہان جم گیا منہ پہ رنگ امید + یہان غازہ سے رخ
شفق مین خورشید + یہان جو گلاب سے نہائی + وہان تازگی آبرو نے پائی + افشان ہوئے یہان ستارہ افشان +
وہان پنجہ سے روشنی دوچندان + یہان مانگ سے رنگ کہکشان ماند + وہان شملہ سر سے ہالہ مین چاند +
یہان زلف نے کہائے پیچ پر پیچ + طرۂ کلغی پہ وہان تھا سر پیچ + آنچل ہوئے یہان نقاب عارض + سہرا
ہوا وہان حجاب عارض + زیبا ہوا یہان بدن پہ گہنا + وہان جامہ وفا کا اوسنے پہنا + محرم کے کسے گئے ادہر
بند + ہمت کا بندھا ادہر کمر بند + آرائش تخت گل وہان ہے + یہان گل سے بہار بوستان ہے + مہتاب
سی چاندنی کا یہان فرش + وہان چرخی سے چرخ مین سر عرش + یہان جلوے حنائی اونگلیون کے + وہان
روشنی کی تھے پنجشاخے + بادل جو یہان گرج رہے تھے + وہان دھوم سے باجے بج رہے تھے +
پہر بجے بارات طیار ہوئی سواری کی خبر سنتے ہی توپخانہ دغا برابر کتنی فیر ہوئے پہر تمام فوجین کمر بندی ہوئی
آتشبازی کی آتشباری سے زمین و آسمان کرۂ نور ہوا رسالون کے طنبور بجنے سے شور لنشور ہوا مہتابیان
جو چھوٹین چاند کے منہ پر ہوائیان اوڑنے لگین انار کے پہولون پر فلک نے ستارون کا گنج نثار کیا پہنچ ہوئی
کا تماشا دیکھہ چرخ گردان حکر مین آیا پلٹنون مین جابجا جابجا ہر ایک نے اپنے تئین سجا اس تنے مین نقارہ فیل خوشخرام
پر سوار گرد و پیش شاہ دشہریار نام خدا ظل ہما سر پر تخت باد را قبال اوسکا ایک اونے فرمان بردار ہمراہ
رکاب ظفر انتساب عالم کا ہجوم خلقت کی دہوم ہزارون امرا ساتہ سب پیادہ کوئی ہاتھی کی جہول
پکڑے رسہ تھامے ہوئے وزیر اعظم مورچھل بردار اس سامان و شوکت کے ساتہ دیوان

خاص سے دیوان عام مین برآمد ہوا پھر ہزار ہا پنجشاخہ روشن ہوگیا افراط نور اور روشنی کے وفور سے جنگل وادی ایمن ہوگیا
علم ظفر پیکر ہاتھیون پر بلند ہوئے نشانون کی پھریری کہول دی آگے آگے ماہی مراتب اور شترسوار زنبورون کے سر
ہونے سے آسمان وزمین دہوان دہار پیچھے پیچھے رسالون کے پرے کچہ ہندستانی کچہ ترکسوار ڈنکی کی صدا وجد
مین ہر شاہ وگدا آرائش تخت رشک تختہ گلستان تخت روان پر کسبیون کے رقص سے اونکا رستہ غیرت پرستان
خاصہ گہوڑون کی قطار پہر پلٹنین اونکے بعد ہزار ہا خاص بردار اور نیزہ بردار دو میر ترک عربی گہوڑون پر سوار اہتمام
کرتے چوبدار سونے کے عصا ہاتہون مین لیے برابر قدم پڑتا شانے سے شانہ رگڑتا جا بجا نشان کے جہنڈے
گرتے فیل سبک رو کے پیچھے دوڑے پڑتے آگے آگے روشن چوکی بجتی اوسکے سرون مین بہاگ اور سوہا
کی دہن وہ دہیمی شر کہ تمام عاشق سن پیچھے اسکے ہاتہی پر نقارہ کٹتا زر وجواہر لٹتا آہستہ آہستہ قدم بقدم جیب
سے گشت کرتے خاص بازار اور نخاس بازار کو طے کرکے پہر خاص محل مین پہونچے دولہا کو ہاتہی پر سے اوتارا
گہوڑے پر سوار کیا محل کی ڈہوڑی پر لائے خواصون نے طشت پر آب گہوڑے کے سمون پر ڈالا زر وجواہر نثار کیا
دلون کا ارمان نکالا جب دولہا محفل مین تشریف لایا دو ہزار رنڈیون نے برابر کہڑے ہو کر ایک سُر مین یہ سہرا گایا

مصنف اے شہ حسن بندہا جبکہ تیرے سر سہرا + پائے بوسی کو جہکا فخر سے بڑہکر سہرا + باغ فردوس سے
رضوان نے جو گل بہیجے ہین + جب بنا ہے کہین اے گل تر اگز بہر سہرا + اس لیے بطن مین رکھے تہے صدف
نے گوہر + آبرو پائین گے اکدن تیرا بنکر سہرا + مارے شادی کے شگفتہ ہوے جاتے ہین یہ پہول + کیمیا
نکہرا ہے ترے چہرے پہ کہلکر سہرا + صاف ہین اے فلک حسن شفق مین تارے + رخ پہ مقنع ہے تیرے
مقنعہ کے اندر سہرا + عکس رخسارۂ روشن سے تیرے رشک قمر + چاندنی سب کے پڑا فرش کے اوپر سہرا + اے
قمر مستحق گوہر تحسین ہوا + تیرا لایا ہے **سخن** آج جو کہکر سہرا + نماز کے وقت قاضی صاحب تشریف لائے
ناچ رنگ گانا بجانا سب موقوف ہوا ہنڈی برداروں نے پیچوان اور حقے جلدی جلدی محفل سے اوٹھائے
نکاح پڑہایا گیا ہفت اقلیم کے خراج پر مہر بندہا جب عقد سے فراغت ہوئی قاضی صاحب تشریف لیگئے ناچ شروع
ہوا پہر وہی کیفیت ہوئی نامرادون کی مراد بر آئی رنڈیون نے بہار سہیرون مین یہ مبارکباد گائی **مصنف**
بلبلان موسم گلزار مبارک باشد + عاشقان جلوۂ دلدار مبارک باشد + ابر بر دور فلک جلوہ نما شد ساقی + مجمع خانہ
خمار مبارک باشد + تا ابد باد وصال گل و بلبل قائم + دشمنان را ہمہ تن خار مبارک باشد + جلوۂ عیش بماند بطرب خانہ
دل + حسن یوسف بخریدار مبارک باشد + در جہان باد طرب باز قران السعدین + بہ **سخن** اینچنین اخبار مبارک باشد +
پہر دولہا کو محل مین بلایا قمر النسا نے انچل ڈالا لوگون نے او بہت سے ٹوٹکے کیے مسند پر بٹہایا دولہن کو گود مین
لائے دولہا کے برابر بٹہایا رسم پرستش صنم ہونے لگی پہلے ایک خواص آئی دولہن کا پاجامہ
لائی اور کہنے لگی لو میان اسمین ایک ہاتہ سے ازاربند ڈالو ادہر اودہر نہ دیکہو بہالو پہر ایک لڑکی بہت خوبصورت
آئی دولہا کا کان زور سے مل گئی چٹکیون مین دل مسل گئی یہ بے ادبی اور گستاخی آرام **دل** کو ناگوار خاطر ہوتی

رنجش باطنی چہرہ سے ظاہر ہوئی قمر النسا نے کہا حضور دولہن لیجانا کیا آسان ہے خفا ہو جیسے گھبرا لیے نہین ابہی
تو دونون مین بہت سا ارمان ہے پہر ڈومنیون نے نبات حیوانی مصری ڈہکا ڈہکا کر کھلائی جب ستر پان کا بیڑا کھلایا
وہ گلے مین پہنسا یہ کہل کہلا کر ہنسا گھبرا کر تہو کنے لگا نہین ہان کہکر سبھون نے غل مچایا جب تو شہزادہ بدمزاج ہوا
بہت غصہ مین آیا لوگون نے قہقہہ مارا ٹہٹہون مین اوڑایا سبحان اللہ یہ وقت قابل دید ہوتا ہے عاشق کمبخت اسی دن کے
لیے روتا ہے ان باتون کے مشتاق عالم مین خاک چہانتے ہین جہان کی نعمت کو اس مزے کے آگے خاک
جانتے ہین قصہ مختصر دولہا دولہن کو دوشالہ اوڑہایا پردہ کیا آرسی مصحف روبرو آیا خدا نے یہ دن دکہایا عنایت جامع
المتفرقین سے ساعت قمر اور مشتری مین قران السعدین ہوا دل بیقرار کو چین ہوا آتو جی نے سورہ اخلاص پڑہ کے
دم کی ڈومنیون نے اور ریت رسم کی چشم بد دور آئینہ روبرو ماشاء اللہ صورت خوب دلخواہ محبوب دوبدو کو کب بخت
برسر یاری محویت کا عالم طاری شہزادے نے ملکہ کی پیشانی پر ہاتہ رکہکر کہا کہ بی بی مین تمہارا غلام ہون بندہ بے
دام ہون ذرا آنکہین کہولو للہ کچہ منہ سے بولو یہ سنکر بیبیون نے قہقہہ لگایا یہ کلام دولہا کے عجز و نیاز کا
سبکے دلون کو بہایا ملکہ بہی در پردہ مسکراتی تہی دل ہی دل مین کہلی جاتی تہی غرض جب یہ سب رسمین ہوچکین دولہن
وداع ہونے لگی زار زار رونے لگی ہر چند دلشاد اور بشاش تہا مگر اوسوقت ڈومنیونکا باوہنے گانا لوگون کا رونا
دہوم مچانا دولہن سے ایک ایک کا ملنا اور رونا بیگم صاحب کا بلک بلک کر جان کہونا برے بوڑہونکا گلے لگانا
تسکین خاطر حزین فرمانا رو رو کے بلائین لینا ہاتہ پہیلا پہیلا کے دعائین دینا بادشاہ کا محل مین آنا بیٹی کو گلے لگانا
بار بار سورتین اور دعائین پڑہ پڑہ کے دم کرنا یہ سب باتین دیکہکر دولہن کیا سب کی چہاتی بہر آئی غم کی گہٹا گشت
زار دلپر چہائی سواری دروازے پر طیار تہی دولہا نے دولہن کو گود مین اوٹہایا سبکے دل ہل گئے اور رورو کے
کہرام مچایا پہر سب نے بسم اللہ بسم اللہ کہکر دولہن کو دروازے تک پہونچایا دولہا نے دولہن کو نالکی مین سوار
کیا قمر النسا ہمراہ بیٹہی مین ماں باپ کو چہوڑا مگر الہی شہزادی کا ساتہ اختیار کیا کہارون نے نالکی اوٹہائی باراتیونکا
ہجوم ہوا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی آواز لگائی برات رخصت ہوئی سبکی بری حالت ہوئی اندر محل مین تو ہجوم غم
والم سے ماتم تہا باہر کچہ عجیب عالم تہا آسمان و زمین در و دیوار مکان و مکین جہاڑ کنول فرش فروش طیور و حوش
سب پر عجیب طرح کی اوداسی تہی نوکر چاکر شاگرد پیشہ از بیس تا سنیس ہزاری برابر سبکو بیخودی تہی کسکا
فرش کہان کا اسباب اور سامان سب اوسی طرح جہان تہان وہ پڑا رہ گیا یہ کیفیت دیکہکر سبکو حیرت ہوتی جو
جہان کہڑا تہا کہڑا رہ گیا اس کارگاہ بے ثبات مین کچہ عجیب کارخانے ہین کوئی روتا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی رہا ہوتا
ہے کوئی دام مین پہنستا ہے کوئی گہر اوجڑتا ہے کوئی بستا ہے اس سرائے فانی مین کوئی رہرو کمر کہولتا ہے
کوئی کستا ہے یعنے ایک پیدا ہوتا ہے دوسرا مرتا ہے آدمی کبہی شاد ہوتا ہے کبہی نوحہ اور واویلا کرتا ہے
مگر جب شادی و غم دونو توام ہین تو لوگ ناحق مبتلائے اندوہ و غم ہین ؎ صبا یہ اوس کا ہے موجد وہ
اسکا موجد ہے + بشر سے ہے غم کے بلا و غم بشر کے لیے + سامان برات اگر مکرر لکہون قند مکرر کا مزا

آ ستے مگر اسی سیر مین کہانی ناتمام رہجاے غرض اوسی تجمل اور شان وشوکت سے بارات دن کو موتی محل مین آئی
نامرادون سے مراد پائی شہزادہ نے یہ کہکر پالکی کا پردہ اوٹھایا لا اعلم لاے اوس بت کو التجا کرکے + کفر توڑا خدا خدا
کرکے + جب دولہا لے دولہن کو گود مین لیکر اوتارا شہزادے کو عید قربان تہی ادا پر صدقے جان تہی بکرا ذبح کرکے دولہا
کے انگوٹہے مین لہو لگایا ملکہ جہان گرچہ ظالم تہین مگر وہ بہی اوسوقت آرام دل کی ایک ایک ادا پر بسمل ہوئین
عشق کا نور تہا مہاجرت کا نچوڑ تہا ذرا سا لہو لگا کے وہ بھی شہیدون مین داخل ہوئین غرض دولہن محل مین آئی سب نے
ملکے کہیر کہلائی جب یہ سب رسمین ہوچکین شہزادے نے بیقرار ہوکر دعا مانگی کہ الٰہی جلد اب شام ہو اور دور غم و آلام ہو
اودہر ملکہ کا باین عشق ومحبت اقتضاے سن سے عجب حال تہا کہ دمبدم جی نڈہال تہا آنکھین نیچی کیے شرماتے سر
جہکاے بیٹہی تہی اور دلمین کہتی تہی کہ او کمبخت خانہ خراب دل تو پہلے لگا بیٹہی جگر آتش عشق جلا بیٹہی مگر یہ نہ سمجھی کہ
جب وصال ہوگا تو اوسوقت کیا حال ہوگا اوسدم تو جو کچہ بنے گی اپنے ہی دم پر بنے گی کسی کا کیا جاے گا صدمے
اور اذیت اپنا ہی دل اوٹہاے گا اوسوقت مصیبت مین کون اپنا ساتہ دیگا یہی کو کون ہاتہ دیگا دیکہیے کیا ہوتا
ہے کیسا ستم برپا ہوتا ہے بخدا اگر زبردستی کرین گے تو ہم پہلے سمجہائین گے اگر اسپر بہی وہ نہ مانین گے تو کوئی
اور تدبیر نکالین گے باتون مین لگا کے وہ وقت ٹالین گے گالیان دین گے چٹکیان لین گے ہنسی ہنسی مین
رولائین گے یہان تو یہ اودہر بن بنی تہی شہزادے کو وصل کی دہن تہی جب وقت شام ہوا وصل کا سرانجام
ہوا دولہا دولہن چہپر کہٹ مین ہم آغوش ہوتے مارے مستی کے بیہوش ہوتے نسیم لکھنوی پیارا
تہا یہی سبنے کا جوڑا + خلوت مین دولہا دولہن کو چہوڑا + سنے پردگی ہوتی تہی جو اونمین + دروازے لے
بند کرلین آنکہین + سہاگ کا عطر پہولون کی مہک اوبٹنے اور حنا کے تیل کی لہک ریت کا جوڑا اسالو کی خوشبو
معطر کن مشام جان دافع خفقان مقوی روح وروان عالم شباب فرط شوق سے دل بیتاب نیند کا خمار مستیون
کے اوتار ادہر گرم جوشی اودہر خوف سے ٹہنڈی ٹہنڈی سانس کبہی حیا سے خاموشی ادہر سے چہیڑ چہاڑ
اودہر بناوٹ سے بگاڑ دولہا کا موقع پر ہاتہ لگانا دولہن کا حیا سے بدن چرانا شرمانا شہزادے نے کہا رند
وصل کی شب یونہین اے قاضی حاجات رہے + حشر کے روز تلک صبح نہو رات رہے + یہ باتین جنپر گذر
گئی ہین وہی لوگ خوب واقف ہین یا جو عاشق مزاج ہین اونپر منکشف ہین پہر شہزادے نے ملکہ کا گہونگہٹ
اوٹہا کر کہا سید محمد خان رند گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین + جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین +
ملکہ نے مطلب کی سمجہ کر حیا سے سر جہکا لیا زانو پر جو شہزادے کا ہاتہ گیا تہا آہستہ سے زانو سرکا لیا آرام دل
نے ہاتہ جوڑ کے بلائین لین پانون دباے لاکھون منتین کین مگر وہان کب دعا قبول ہوتی تہی تمناے دل
کب حصول ہوتی تہی جب منت سماجت سے کام نہ نکلا تو شہزادے نے کہا صاحبا بندہ اب ناصبور ہوتا
ہے + عفو کیجے قصور ہوتا ہے + ملکہ نے آہستہ سے جواب دیا کہ معاف تو ایک کوڑی بہی نہین ہوتی
قصور کروگے تو سزا پاؤگے زیادہ بڑہ چلوگے منہ کے بل گروگے زک اوٹہاؤگے شہزادے نے کہا

رندر برانہ مانیے ہم عرض حال کرتے ہین + فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہین + ملکہ نے جواب دیا کہ صاحب
اگر دشمن محتاج ہین تو در وازے پر جا کر سوال کرو یہان کیا رکہا ہے اس سے کیا فائدہ ہے **آرام دل** نے
کہا واہ سبحان اللہ **صبا** خوب عاشق کا پاس کرتے ہو + ہر گہڑی دور دور ہوتا ہے + یہ کہکر کئی بوسے لیے
سیب ذقن اور لپستہ لب نے عجب مزے دیئے ملکہ بولی کہ بس جانیے **ع** ابتو ٹہنڈک پڑی کلیجے مین +
آرام دل نے آغوش مین ہاتہ ڈال کر گلے لگایا خوب پیار کیا اور فرمایا **صبا** وصل ہوتا ہے نہ بوسون پر +
اس سے کیا اے حضور ہوتا ہے + ملکہ نے کہا اچہے دیکہو تمہین خدا کی قسم یہ کیا کرتے ہو واہ کسی کی جان جاتی
یار سے ہے مگر تم انہین باتون پر مرتے ہو + **صفیر** آج سٹرپن تمہین زیادہ ہے + دیکہو دیکہو یہ کیا ارادہ ہے + آخرکار
بصد تکرار شہزادے نے دست گستاخ بڑہایا بڑی گہاتون سے دم دلاسے کی باتون سے اوس گل کو داون پر
چڑہایا **امانت** زانون مین جو لیا ساق بلورین کو دبا + کسمسایا وہ بہت ناز سے پر ہل نسکا + ملگیا جا کے گلابی
سے جو شیشہ گلا + ساغر وصل مے سرخ سے لبریز ہوا + یہان گرہ کہلگئی دل کی اودہر انگیا مسکی + لب نازک
سے صدا آنے لگی لبس لبس کی + جب دل سے دل ملا غنچہ یاسمین کہلا دشمن کمبخت کا پردہ فاش ہوا آخر
پاش پاش ہوا دامن سرو گلعذار ہوا وہ خندان پر اشکبار ہوا ملکہ کو غش آگیا تہا جب ذرا ہوش آیا تو فرمایا **مثنوی**
آپکا سارا پیار دیکہہ لیا + خوب مجکو لہو لہان کیا + آبرو آپ کی مزید ہوئی + خون بہا میر انکو عید ہوئی + خوب کی
مجہسے واہ واہ صاحب + اجی شاباش مرحبا صاحب + غرض صبحدم **نسیم لکہنوی** جب اوڑہی عروس سحر نے
چادر + نکلا پردہ سے شاہ خاور + ثابت جو دہ شبکو تہے ستارے + خورشید نکلتے ہی سدہارے + لیٹے آرام گہ سے دلخواہ + نکلے دولہا دولہن
سحرگاہ + ایک سرخرد دوسرا زرد رو دونو آنکہین ملتے اوٹہے ایک دوسرے کو حیرت سے تکتا تہا ادہر حیا سے
بری حالت تہی اودہر اوسے سکتا تہا جب شہزادہ حمام مین داخل ہوا ہمنشینین جو رات کو تاکتی پردون کو پہاڑ
پہاڑ کے جہانکتی تہین ملکہ کے پاس آئین رات کی باتین ایما اور اشارہ مین زبان پر لائین قمر النسا نے کہا تمہین
تمہین میری جان کی قسم سچ کہنا رات شہزادے کو کے جوتیان لگائین ملکہ تہی کی سنکر شرم سے سر اوپر
نہین اوٹہاتی تہی بحر خجالت مین ڈوبی جاتی تہی وہان شہزادہ نہا دہو کے پاک صاف ہو کے دربار مین گیا یہان
دولہن کو لوگو نسے نہلایا پوشاک عروسی اور زیور پر تکلف سے آراستہ کیا چوتہی کا جوڑا پہنایا دربار برخاست ہوا
دولہا محل مین تشریف لایا دولہن کے ساتہ خاصہ نوش فرمایا جب شام ہوئی چوتہی کی طیاری ہوئی صدہا
من ترکاری ہر قسم کی اور منون میوہ سب طرحکا طلائی خوان اور جڑاو کشتیون مین بہرا ہوا خوانون پر گنگا
جمنی تیلیون کے کہانچے کشتیون پر کاشانی مخمل کار چوبی خوان پوش پڑے بڑے تجمل اور دہوم سے
چوتہی شہزادے کیطرف سے محل مین آئی پہر دولہا طلب ہوا جہپ نے دالیان جہپ گئین دولہا دولہن
چہوتی کہیلنے لگے پہلے کہیر کہلائی پہر گلبازی ہوئی قدرت حق کی کارسازی ہوئی دولہا نے دولہن گلبدن
کیطرف پہول پہینکے لوگون نے دولہن کے ہاتہ سے وہی پہول باہستگی دولہا کے گود مین رکہدیے

قطعہ گلبن اوسطرف گل افشان ہوا اور اسطرف کو تو + پہول چن چن کے مجہے زور سے مارے تک تک + اور کبہی مین بہی کوئی پہول تفنن کے سلیے + پہیکون دانستہ خود اتنا کہ نہ پہونچے تجہ تک + پہر آہستہ سے دولہا نے پہلون کی چہڑی دولہن کو ماری قمر النسا نے دولہن کیے ہاتہ سے دولہا کو زور زور سے چہڑیان لگائین اب کہان تک شرح کرون ملول دون خلاصہ یہ کہ سب رسمین عمل مین آئین جب دولہا دولہن چوتہی کہیل چکے دولہن کو لوگون نے چہپرکہٹ مین پہونچایا رنڈیون نے حشر مچایا دولہا پر چارون طرف سے چہڑیون کی مار اخروٹ اور باداموں کی بوچہاڑ پڑنے لگی کسی کمبخت نے سیب اس زور سے کہینچ کر مارا کہ دولہا کے لگتے ہی پاش پاش ہوگیا کسی بیدرد نے بیگن پہینکا کسی کہیلی کہاتی نے کتنی کیلیے وہ بہی اسکیلیے نہین اونکے ساتہ دود و امرود دولہا پر لگانے جتنے کہائے گئے تہے وہ بہی ہضم نکر سکے سب اوگل دیئے ایک ایک گنوائے کسی خام یار اسنے جہورا کہینچ کر مارا کسی نے سپٹتے وقت باجی کو پکارا شہزادے نے بہی جس سجلی کیلی مست سرشار صورت دار رنڈی پر تاک کر انگور کا خوشہ مارا وہ آنکہ کے گوشہ مین لگا آہ کر کے بیٹہہ گئی سب نشا ہرن ہوا جسکو کچی شکر قند ہاتہ مین لیکر دکہا لی اوسنے فوراً اپنی صورت پردہ مین چہپا لی جب لگا لی پردہ تو بیٹہکر سسکنے لگی اوہ کر کے اوچہل پڑی چلائی نار نگی جب پہینکی چہاتی کے سوا اور کہین نہ لگی کیلا جب مارا نیچے ہی کا دہڑ تاک کے مارا انار جب پہینکا جب چہرہ پر جسکے لگا کہل گیا دانون کے ساتہ دو ایک دانت بہی جہڑ گئے پانچ چار اوکہڑ گئے ایسی چوتہی کہیلی وہ مار دہاڑ کی کہ تین پانچ بہول گئے سب ششدر رہ گئے خوشی کی بات تہی اسلیے سب سہگئے جب چوتہی کہیل چکے سب ہنگامہ موقوف ہوا شہزادہ خوابگاہ مین تشریف لایا پہر وہی عیش کا سامان تمام ہوا وصل کا سر انجام ہوا اوس رات نے عجب لطف دکہائے دونو طرف دل سے کہلے ہوئے حیا و شرم کا نام نہین کسیکو کسی طرحکا رنج و آلام نہین دلونکو سو سو طرح کے مزے آئے ہر روز اسی طرح باعیش و نشاط ساغر تمنا سے وصل سے معمور ہوتا دل بادۂ سرور سے مسرور ہوتا شہزادے کو دن عید اور رات شب برات تہی وصل جانان ایام گذشتہ کی مکافات لیئے صبح و شام بادۂ نشاط سے سرشار عیش و نشاط مدام نہ ہجر سے کچہ مطلب نہ فراق سے کچہ کام تہا نہ بیم فلک کینہ ور نہ خوف گردش ایام تہا + + + + + + + + + + + + + + +

عزم آرام دل سوے وطن رخصت ہونا شاہ سے بیان جلوس سواری او رنجدم و حشم و شہرا نا

چل اے توسن خامہ فرخندہ کام + کہ سامان شادی ہوا سب تمام + بر آیا مرے دلکا سب مدعا + جو کچہ چاہتا تہا وہ حاصل ہوا + مگر اب ذرا حال رخصت لکہون + بہار خزان سیر غربت لکہون + سیاحان دشت بیاورہ نوردان آبلہ پا احوال رخصت شہزادۂ آرام دل مہر سیما یون لکہتے ہین کہ ایک شب شہزادے نے چہپرکہٹ مین لیٹے لیٹے ملکہ سے کچہ اشتیاق ملازمت والدین کا اپنے ظاہر کیا اوس رضاجو کو تو خوشی خاطر اپنے محبوب کی بدل منظور تہی فی الفور جواب دیا کہ نسیم لکہنوی چلیے گا تو ساتہ مین بلا عذر + رہیے گا تو بندگی مین کیا عذر + شہزادے کی تو یہی آرزو تہی صبح دم آتے ہی شاہ سے اپنا حال عرض کیا اوسکا نسیم لکہنوی دعوے نہین کچہ دئیے ہوئے ہر + قائم رہتے کیئے ہوئے پر + لازم جو ہوا وسمین کدنہ کیجے + سائل کا

سوال رد نہ کیجیے + بادشاہ یہ سنتے ہی گھبرائے فرمانے لگے کہ ملک حکومت فوج سلطنت خزانہ سب کچھ موجود ہے پھر رخصت چہ معنی دارد
بسم اللہ حکم اپنی کرو مین ایک اولاد سوا دوسرا فرزند نہین رکھتا جو بعد میرے وارث تاج و تخت ہو پھر کیا سبب جو ایسا کلمہ زبان پر لاتے
ہو ناحق بیٹھے بٹھلائے مصائبات سفر اوٹھاتے ہو شہزادے نے دست بستہ عرض کی کہ قبلۂ عالم منصفی شرط ہے حضور کی سلطنت سے کمترین
کو کچھ کام نہین مگر حضور اپنے اوپر قیاس فرمائین کہ آپ کو جب مفارقت اپنے فرزند کی ایک لحظہ گوارا نہین تو واے برحال میرے
والدین کے کہ ایک مدت دراز سے مجھ نالائق کی تمناے دیدار مین مضطر اور بیتاب ہون گے لوگ میری تلاش اور جستجو مین خراب ہونگے
بادشاہ نے فرمایا اچھا ایک برس اور توقف کرو پھر رخصت کرونگا شہزادے نے عرض کی حضرت ابتو ایک ایک ساعت ایکسال کے برابر ہے
میرے حال پر رحم فرمائیے رخصت کیجیے اگر میری خوشی مدنظر ہے غرض بادشاہ نے ہر چند سمجھایا بہلایا پرچایا نشیب و فراز سنایا مگر وہ
یہ کب سنتا تھا **نسیم لکھنوی** دو دل جو ہون جاہئے ہے راضی + یہ جان سے لے کیا کریگا قاضی + ناچار بادشاہ کو سوائے رخصت اور
کچھ بن نہ آیا وزیراعظم سے واسطے طیاری سامان سفر کے ارشاد فرمایا تاریخ ٹھہری دن مقرر ہوا جب اقہر مہینہ بہر اور رکھا جب مہینہ گذر گیا
بموجب حکم بارک اللہ یوم السبت والخمیس جمعرات کے دن آدھی رات رہے سے کوچ کی طیاری ہوئی اوس شب لوگون کو
نیند نہ آئی پہر رات رہے سے زن و مرد لڑکے بوڑھے جوان کا ہجوم ہوا ہر شخص سواری کا جلوس دیکھنے چلا **میر حسن**
یہ خالق کی تھی قدرت کاملہ + تماشے کو نکلی زن حاملہ + پانچ کوس تک دو راستہ آدمیون کی بڑی کثرت تھی کوٹھون اور برآمدون پر بھی یہی
کیفیت تھی شہزادہ رخصت ہونے لگا بادشاہ نے رو کر **آرام دل** کو گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پھر بازو پکڑ کے سورۂ فاتحہ پڑھی اور یہ کہکر
رخصت فرمایا **مولانا نظامی** سپردم بتو مایۂ خویش را + تو دانی حساب کم و بیش را + جب شہزادہ سوار ہوا توپخانہ سر ہوا شاہ
ثریا جاہ اسد برج مین تشریف لیگئے اور وہان سے سواری کا جلوس دیکھنے لگے پہلے دو لاکہ سوار زرق برق دریاے آہن
مین غرق نوجوان گھوڑے وہ کہ جنسپر ابلق لیل و نہار نثار پاون مین موزے کتان کے پاے جامے حریر کی قبائین اوسپر
زرہ سر پر خود ہاتھون مین دستانے پشت پر گینڈے کی ڈہال بمثال کمر مین بوندی کی کٹاری آبدار آب مین تلوار قربور
طپنچے کی جوڑی بندوق چقماق کندھے پر برچھا ہاتھ مین ہر جوان کی تکھی چتون نوک جھوک بات باتین طرق کے طرق پر بیٹھے
پرے گھوڑے کڑکاتے لوگون کو پھڑکاتے کنوتیا ملاتے باگین اوٹھاتے دریاے فوج مین سے موج کی طرح
نکل گئے پھر آگے دیل ہاتھی پر علم ظفر پیکر پیچھے نکھنے پر چھتر بعد اوسکے ماہی مراتب سورج مکھی شیر دہان اب سواری کا
سامان شروع ہوا ہر شخص دیکھنے کو رجوع ہوا ہزار بارہ سو سانڈہنی جنکی شان مین فرماتا ہے رب العزت افلا ینظرون الی الابل
کَیۡفَ خُلِقَتۡ بغدادی دکھنی مارواڑی دو دو سو کوس کے دہاوے کے مقیش کی باگین طلائی مہارین گلے مین
سونے کے گھنگرو صندل کی کاٹھی کمخواب کی جھولین لونیز پندرہ پندرہ برس کے جوان سوار بناتی پاے جامے
سرخ کرتی چپنتی سی پشت پر سپر ترکش مین تیر پر تلے مین تلوار دوش پر کمان کمسن خوبصورت نوجوان ہاتھ مین کوڑا
مہارین کھینچے مہری کاٹھی سے ملائے طاؤس کا جوبن دکھائے اور دو ہزار جنسپر اناکنند ناپ کا پورا
جنکی تعریف خالق کونین نے فرمائی ہے وَالۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا
کہکر قسم کہائی ہے اوس مین دو سو دریائی باقی سب عراقی ترکی عربی ایرانی

کابلی کچھی خراسانی ختائی دہنی کاٹھیاوار کا مدانی گردنیان گرد موتیون کی جھالر مقیش کی چوٹیان مخملی کارچوبی
گدڈے لیس سے کے فراخی فائزہ کھینچا کلیل کرتے باجی کی آواز سے ڈرتی اور سات سو خاصہ کوتل
باناتی چارجامے کارچوبی زین پوش اوسپر کوتل کش سونے کی رکابین کمخواب کے تنگ پر زر
دوشالون سے کے زیر بند طلائی کلغی جواہر نگار پوزی دمچی گردنون مین یاقوت کے ایکی سونے
کے توڑے گلے مین ہیکل پانون مین جھانجھین ٹہون پر موتیون کی پاکھر رنگین دُم دو دو اوگل پر نابے
پڑے ہوئے طیاری سے دُم ستم سائیسون کے ہاتھون پر اوڑ جانے کی گھاتون پر معشوقون
کیطرح پھڑ کتے توپ کی آواز سے بھڑ کتے سائیسون کے ہاتھون مین سونے کی موٹی موٹی
کڑی کانون مین سونے کے مرکیان سر پر گلنار پگڑی گلے مین اطلس کی مرزئی پانون مین نابی
دہوتی پگڑی پر ڈاڑہی باندہنے کے رومال کی گرہ لگی ہوئی ایک ایک لپیٹ خورد نو کا جوتا
پانون مین جیسے لکھنو کے جوہری یا متھرا کے سیٹھہ مقیش کی باگ ڈورین کندہون پر گنگا جمنی
ڈنڈیون کی جوڑیان ہاتھون مین پہر پلٹن اکبری حسینی اختری نادری اونکے پیچھے پھیرہ پلٹن اوسپر
عجب جوبن بارہ بارہ برس کے جوان رشک غلمان لکھنو کے بونٹ پانون مین جوڑی دار پائجامے
سرخ اطلس کے انگرکے سیلے کمر سے بندہی گلنار مندیل کی ہتیان کرن کے طرّے جھوٹے
جھوٹے نیمچے اور کتیان پیچک کی جوڑیان کمر مین ہلکے ہلکے رفل کندہون پر ساز و سنگری
سے درست انتہا کے چالاک و چست باجا بجاتے برابر قدم اوٹھاتے زنبور کی صدا قرنا کی ادا
دف کی آواز گھنگھور بانسلی کی دھن جھانجھہ کا شور خلقت بہی کیفیت دیکھہ رہی تھی کہ نقیب اور
چوبدارون کی آواز کانون مین آئی اونہون نے آواز لگائی کہ مجرا شہزادۂ عالم پناہ سلامت بہر
ایک غول نمودار ہوا سواری قریب پہونچی ہر شخص بیقرار ہوا دیکھا دس بارہ ہزار خاصبردار خاصیان
کندہون پر اونکے غلاف کاشانی مخمل کے گرد پوش صاف صاف ململ کے پائجامے
اطلس کے چپکنین زربفت کی شالی ٹپکے سر پر باندہنو کا چیرہ بیش قیمت مندیل نما پیچھے
آرام دل عماری دار ہاتھی پر سوار خواصی مین محمود وفادار ہاتھی فلک شکوہ پر تمکین باعظمت و
شان سب ہاتھیون سے دونا لاکھہ دو لاکھہ مین ایک رنگا رنگا یا وضعدار خرطوم سے تا بہ مستک
رشک گلزار دہنے بائین دو دو برچھی والے ہاتھون مین برچھی سنبھالے دانتون پر سونے
کی جڑاو مہاسے مستک پر فولادی سپر اوسپر کلغی گلے مین طلائی ہیکل کانون مین بالیان
اون مین موتیون کے مالے ناظرین کے جی بیچین کرنیوالے سلطانی بانات کی جھول
تخمیناً دس گز کا عرض پندرہ گز کا طول کارچوبی بہت سنگین کام سلمے ستارے سے
مستغرق تمام سرخ ریشم کا ربتہ جواہر نگار عماری جواہرات مین جڑی ہوئی ساری فوجدار خان

خوشرو جوان بجاے فیلبان دہنے ہاتھہ مین جواہر نگار گجباگ بائین ہاتھہ مین پہچوان مستک پر رکھے ہوئے انسن دبائے مہرہ اوٹھائے ہاتھی کے خرطوم مین چنور دم بدم ناز و ادا سے شہزادہ پر ہلاتا معشوقانہ جوبن دکہاتا آرام دل کے برابر ذرا ایک قدم پیچھے ہٹ کر ملکہ حسن افروز پردہ دار عماری مین فیل خوشخرام پر سوار مصاحبت مین قمر النسا پری پیکر حور کردار اوسکے پیچھے بیدرہ ہزار ہاتھی ہودج اور عماری کا خاص شہزادے کی سواری کا اونکے بعد کئی سو رتھون مین ماماتین اصیلین مغلانیان خواصین پیش خدمتین سوار ملکہ کے ہاتھی پر خواجہ سرا فیلبان ہاتھی کے وہی شوکت وہی شان عماری طیاری مین اوسی عماری کے برابر ملکہ اوس سے بہتر اندر گنگا جمنی چلمنین باہر کارچوبی پردے مخملی فرش اوسپر مسند تکیہ لگا دیوار گیریون پر چھوٹے چھوٹے دو الماسی کنول روشن عماری مین موتی محل کا جوبن ملکہ والدین کی مفارقت عزیز و اقربا کی مہاجرت مین فرط آلام سے خاموش سرنگون دلمین ہزارون وسواس مگر راضی برضاے ایزد بیچون قمر النسا دل بہلانے کی باتون مین سیر و تماشے کے حرف و حکایاتون مین مصروف ان دونون ہاتھیون کے گرد ہزارون غلام سیمبر زرین کمر بے انتہا خواجہ سرا الماس فیروز بسنت یہ اونکے افسرون کا تیا چہرہ مارے ہوئے لال سبز توغین ہاتھون مین لیے ہوئے لالٹینین بلوری روشن کیے ہوئے سواری جو اسد برج کے نیچے پہونچی شہزادے نے جلدی سے پہچوان الگ کیا اور ہاتھی پر کھڑے ہو کر شاہ کو آخری مجرا کیا بادشاہ کے آنکھون سے انسو گر پڑے منہ پھیر لیا وزرا امرا زار زار رونے لگے رومال انسوؤن سے بھگونے لگے اوسوقت سنقون کی کلیا بنے صبا کی جانسخراشی خوشبو کا لپکنا دشت کا مہکنا صبح کا جھٹ پٹا وقت نسیم سحر کا فرفر چلنا شمعون اور مشعلونکا جھلملا جھلملا کے جلنا سورج کی کرن کا پھوٹنا شہزادے اور شہزادی سے خلقت کا چھوٹنا تمام عالم کی گریہ و زاری ہر صغیر و کبیر پر بیقراری کا عالم طاری یہ کیفیت جو نظر آئی مہر منور چرخ چہارم پر مضطر ہو کر بنظر عبرت تماشا دیکھنے نکلا فلک ستم شعار کہ اس سیر کو بچشم انجم نگران تھا اوس سے بھی نہ دیکھا گیا گھبرا کر آنکھین بند کرلین چاند کی رنگت فق ہو گئی منہ پر ہوائیان اڑنے لگین آخر مہتاب نے اسی غم مین گھلا گھلا کے آپ کو ہلاک کیا سحر نے اپنا گریبان چاک کیا سبزہ کے دلمین غم کی برچھی لگی بے اختیار شبنم کے انسو ٹپک پڑے درخت حیرت سے کف افسوس ملتے تھے کھڑے پہاڑ مین شیر نے اللہ ہو کا نعرہ مارا مرغ سحر اللہ اکبر پکارا ہر جانور خدا کی یاد کرنے لگا ہوالباقی کا دم بھرنے لگا شہزادے کی فرقت مین در و دیوار چرند پرند انسان حیوان سبکو رقت دشت کو وحشت آسمان کو حیرت صحرا جنگل کوہ سنسان بیابان ہو کا مکان عجب عالم نظر آیا سنگدلون کا بھی دل بھر آیا رونے لوگون کی ہچکی بندہ گئی کلیجے تھرا گئے ہزارون کو

غش آ گیے سیل اشک انکھوان سے جاری تہا بیخودی کا عالم طاری تہا آخری دیدار تہا لوگ بار بار حسرت
کی نگاہون سے دیکھتے تہے زار زار روتے تہے اور یہ کہتے تہے رند مژدہ ای کہ دو دن برآیا تیرے
دلکا مدعا + شہر سے آباد آتا ہے نظر ویرانہ آج + سواری جب دُور نکل گئی لوگ لاچار بادل داغدار
و جگر فگار اپنے اپنے گہر آئے مگر کہان کی بہوک کہان کی پیاس سبکا جی بیچین چہرہ اوداس
شہر اوجاڑ مکان پہاڑ ویران بازار گل و گلزار بدتر از خار نظر آنے لگا سب کا دم گہبرانے لگا بادشاہ
خلقت کی بیقراری زن و مرد کی آہ وزاری دیکھتے تہے اور بہی صدمہ دلپر ہوتا تہا قصہ کوتاہ جب
سواری دور پہونچی اور خزانہ توپخانہ میگزین اُردوی معلے خیمہ ڈیرہ جاچکا بادشاہ باچشم اشکبار
محل مین تشریف لائے وہان دیکہا تو سبہون کی روتے روتے بری حالت بیگم صاحب کو
غشی کی نوبت گہبراکر جی بہلانے کے لیے باغ حیات بخش مین تشریف لائے وہان عجیب رنگ
نظر آئے روش ٹپرنی بگڑی ہوئی سبزہ پامال تمام باغ مین پت جہڑ درختون کا بُرا حال سرو مین
بل شمشاد مین خم لالہ داغ بردل نرگس چشم پرنم گلاب کے درخت مین پہول کیا کہین پتے
نام کو نہین سوکہا ہوا کانٹا موتیا بے آب چنبلی کی مٹی خراب بنفشہ پژمردہ ریحان بیجان سوسن
خاموش سنبل پریشان نہر خشک بے آب مچہلیان زبان نکالے ہوے بیتاب انگور مثل
دل عاشقان مرجہائے زعفران کے تختہ کی طرف دیکہو تو بے اختیار رونا آئے نہ وہ باغ نہ وہ
بہار نہ وہ گل نہ وہ خار نہ بلبل کے چہچہے نہ وہ درخت سرسبز لہلہے نہ قمری کی کوکو نہ کویل کی تو تو نہ مور
کا شور نہ ساون کی گہٹا گہنگہور نہ نسیم نہ صبا نہ کہین صیاد کا نام نہ گلچین کا پتا نہ سبزہ نہ صحرا نہ کیفیت
گلزار نہ موسم خزان نہ فصل بہار جب اندہی کا جہونکا آتا درختون کے ہوش بگڑ جاتے ہر جہونکے
کے ساتہہ دو چار جڑ پیڑ سے اوکہڑ جاتے باد صرصر کے زور سے ٹہنی ٹہٹی ہوئی پتون سے
نہر بہر کنوین اَٹے ہوئے بجائے بلبل زاغ زیب گلشن قمری کی جگہہ بوم شوم کا مسکن سوتی محل
ویران نہ فرش نہ وہ تکلف نہ وہ زیبائش نہ وہ سامان جابجا جانورون کے گہونسلے آشیانے کوٹون
کی بٹ خس و خاشاک کے ڈہیر کہین کنکر کہین پتہر کہین اینٹ یہ سیر دیکہکر حضرت ظلسبحانی عالم
سکوت مین ششدر و حیران تہے هُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ
کہتے تہے اور گریان تہے سبحان اللہ جہان گذران سرائے فانی کچہہ عجب مقام ہے جسے دیکہو باورد
و آلام ہے آیند و روند کا تانتا ہے ہر ایک سے رشتہ ہے ناتا ہے مگر ثبات بجز ذات
پروردگار نہین ع یکی ہمیرود و دیگری ہمی آید + کسیکو اس دہرنا پایدار مین قرار نہین جو لوگ
فنافی اللہ ہین اونکی تو کیا کہنے نہین تو وہان سے شوق دیدار مین آتے ہین آب سر دنان گرم
سایۂ دیوار شاہد گلعذار باغ و بہار جہان کی نعمتون کے مزے اوٹہاتے ہین جب وطن یاد آتا ہے

ع حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر + کہتے ہوئے اعمال نیک یا بد ساتھ لیکر چلے جاتے ہین رشتۂ الفت ہر ایک سے توڑ جاتے ہین سبکو روتا چھوڑ جاتے ہین سید محمد خان رند کیے ہین خوب سی نظارے باغ ہستی کے + جہان کو بس میرے پروردگار دیکھ چکے + ہوے سفید و سیاہ جہان سی واقف + بہت سی گردش لیل و نہار دیکھ چکے + القصہ آرام دل با حشمت و جاہ و حشم ملک فارس سے سوے وطن روانہ ہوا یہ قصہ زبان زد انام ہوا اور ہر ملک و دیار مین ان باتونکا فسانہ ہوا ہر روز کوچ در کوچ مقام در مقام یونہین منزلین طے کرتے ہوئے چلے +

تھوڑا حال اوس رنجور دور از سرور عاشق صادق ہدف ناوک غم مجروح سنان الم بے یار و غمگسار یعنی صنوبر عاشق زار کا پھر شہزادۂ سیاہ فام کا آنا فتنۂ خوابیدہ جگانا صنوبر کا گھبرانا پھر نامہ لکھکر آرام دل کو طلب فرمانا

پلا ساقیا ساغر لالہ فام ... کوئی دم تو دل ہو مرا شاد کام
خوشی کا رہا ہر طرح نغمہ سنج ... نہ لکھا مگر تو نے انجام رنج
وہ ساغر پلا پر ز رنج و الم ... کہ ایک غمزدہ کا لکھون مین یہ غم
لگی تیغ غم کا دل پر خراش ... ہر ایک بات پر ہوی دل پاش پاش
لکھی اب تلک عیش کی واردات ... اگر ختم پائی نہ وہ غم کی بات
نظر دلفگارون پہ اصلا نہ کر ... جلا دل میرا تو نی پروانہ کی
وہ فقرہ جو ہو جس مین کھٹکے جگر ... جسی سنکی عاشق بلکنے لگے جگر
ہر اک فقرہ مین ہوے اک نوک جھونک ... ہر اک قافیہ جیسی برچھی کی نوک

دکھاؤن غم آباد کی کیفیت + لکھون ایک ناشاد کی کیفیت + غمکشان الم دوست بیماران استخوان و پوست نوحہ گران برشتہ دل روے راحت نا دیدہ و تفتہ جگران غم بسمل شبہا نا آرمیدہ حال خراب اوس جگر کباب خستہ و بیتاب صورت سیماب زاویہ نشین کلبۂ رنج و محن ہمدوش شام غریبی روے نادیدۂ صبح وطن خونین جگر چراغ سحر یعنی صنوبر بے بال و پر کا یون رقم کرتے ہین کہ فراق شہزادہ بیوفا نا آشنا بانی صد جور و ستم یعنی شہزادۂ آرام دل مہر شیم اور یورش فوج غم و الم سے کچھ عجیب حال ہو گیا کہ گل سا بدن سوکھا ہوا کانٹا آنکھون مین حلقے سنبل زلف پریشان صورت آئینہ حیران سرو قد بار غم سے سرنگون بالکل پوست و استخوان رگین نمودار الگ الگ تار تار غیرت مجنون رنگ محل مین اوسی پلنگ پر جہان آرام دل سے ملاقات ہوئی تھی منہ لپیٹے ناکام با درد و آلام لیٹی ہوئی سینہ ناوک غم سے فگار سینے مین دل بیقرار لب خشک چہرہ زعفرانی ہر دم آہ سرد دل مین سوز نہانی ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہر کلیجہ مین درد انکھین نیم باز آنسو روان عشق کی طرف سے ناز ادھر سے نیاز لب جان پر

ارمان اور بصد حسرت ویاس یہ مطلع ورد زبان رند زیست سکے دن اپنے پورے کر چلے + سکتے تکتے راہ تیری مر چلے + ہر دم فراق کا زور نالون کا شور جوش جنون دل خون چشم گریبان صد پرزہ فرقت وصل کا ارمان نہ چپ رہنے کا مقام نہ کچھ کہنے کا ہنگام اس حال مین جو دل بیقرار ستاتا تو بے اختیار یہ شعر لب پر آتا جرات اوسکو جانا تہا تو کیون موت نہ آئی اللہ + ایسی رسوائی کا جینا ہمین درکار نہ تہا + ابہی یہہ پہاڑ سی رات کیونکر کٹی گی ہائے کیا کرون یہہ بہاری سل چہاتی پر سے کب ہٹے گی ذوق مجھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جیون روز حشر + مجہہ سے یہ کسدن سکے بدلے آسمان لینے لگا + خواصین مغلانیان سہیلیان سب کہتین کہ بیگم خدا کو یاد کرو امید وصل سے دلشاد کرو رنج والم کی بہی انتہا ہوتی ہے ذرا گل وگلزار کی سیر سے جی بہلاؤ کہ دل کو تقویت ہو جسم مین توانائی آئے تو اونکو جواب دیتے جرات آرام ہو چکا میرے جسم نزار کو + رکہے خدا جہان مین دل بیقرار کو + صبا شور جسکا ہے وہ ہے عشق جنون زاد مین + بدہ گیا ہے نمکین حسن کا سودا دلمین + کون سی شب نہین رہتا ہے خیال گیسو + یہہ وہ ظاہر ہے کہ لیتا ہے بسیرا دلمین + جلوۂ عشق بنا گوش صنم دیکھو تو + اوتر آیا ہے عجب عرش کا تارا دلمین + کسطرح آسکے خوشی گرد پہٹکنے پائے + فوج اندوہ کا پہرتا ہے طلایا دلمین + ای صبا جسکے لیے ہون مین پریشان خاطر + چاہتا ہے مجھے وہ گیسوؤن والا دلمین + شومی قسمت اور گردش گردون دون پرست تو دیکھو کہ بعد مدت کشش محبت سے اگر آئی بہی تو باہر ہی باہر رہے پہر چلے گئے اور ہمین صورت نہ دیکہائی ہمارے دم پر بنی جان پر کیا کیا نہ آفت آئی وہ کہتین بیگم گہبراؤ نہین انشاءاللہ تعالی پہر آئینگے خدا نے چاہا تو تہوڑے دنون مین یہہ غم والم دور ہو جائینگے تو کہتے صبا لاکہہ قربان کوئی جان کرے + سخدا وہ جو بت کیسکا ہو + صاحبو ایک مرتبہ آنے کا وعدہ تہا وہ اونہون نے وفا کیا اب بہلا کیون آنے لگے ایک بیچاری مجہہ غریب مصیبت زدہ کے واسطے مصائبات سفر کیون اوٹہانے لگے ذوق لبون پر جان عبث ہے منتظر وہ شوخ کب آیا + اگر جہلم کو بہی آیا تو ہم جا سنکے اب آیا + دلربا جب شہزادے کی حسب بے اعتنائی اور بے پروائی کا خیال کرتی تو کہتی کہ ہے ہے لوگو خدا کی قسم سچ ہے ایسے بے دید جو رد سکے مرید بہی دنیا مین کم ہونگے صنوبر جواب دیتی جرات آہ کیونکر نہ جدا ہمسے وہ پیارا ہوتا + وہ نہین ہم مین کہ وہ جسسے ہمارا ہوتا + یہان تو شب وروز سوز عشق مین جلنا شمع سان پگہلنا رات دن آہ وزاری ترقیون پر بیقراری تہی وہان فلک ستم شعار در پے آزار تہا اپنی گہات مین لیل ونہار تہا یعنی شہزادہ سیاہ فام جو فرار ہو گیا تہا جسکا باپ فی النار ہو گیا تہا چند روز مین پہر دو لاکہہ سوار ساتہہ لیکر چیرہ دوڑا اور یہ ارادہ کیا کہ یکایک شہر مین جا پڑے جو مقابل آئے اوس سے لڑے

پہر محل مین گہسکر بادشاہزادی بانی فساد کو گرفتار کیجیے اور پادشاہ کو بہی سزا دیجیے
یہان تو ایک دفعہ دہوکا کہا چکے تہے بڑی زک اوٹہا چکے تہے وزیر باتدبیر پہلے سے
ہوشیار تہا ہر طرف سے خبردار تہا جا بجا گڑہون پہاڑون اور ٹیکرون پر مورچے لگائے تہے
سلامت کوچے کہدوائے تہے قلعۂ فلک شکوہ کے برجون پر توپین چڑہائی تہین کمند کی حفاظت
کے لیے فصیل کے کنگرون پر فولادی میخین جڑوائی تہین فوج نہایت آراستہ تہی ہر طرح کی حرب
واضرب سے پیراستہ تہی شبکو تین چار کوس تک روند گشت کرتی تہی طلایا پہرتا تہا جو اکیلا دوکیلا
آدہی رات پچہلے پہر سے روند والون کو ملجاتا بے اجازت کے جانے نہ پاتا غرض کمال بندوبست
تہا کسیکو کسیطرحکا کہٹکا نہ تہا ہر ایک المست تہا وہ ملعون جو باگین اوٹہائے آیا آگے نہ بڑہنے پایا شہر
سے سات کوس پر مورچہ تہا فوج نے وہین روکا گولہ اندازون نے گولہ مارکے وہین ٹوکا پادشاہ
کو خبر ہوئی تمام شہر مین مشتہر ہوئی وزیر پچاس ہزار پیدل اور ساٹھ ہزار سوار لیکے دکا آتے ہی میدان
مین فوج کو جمایا دس پلٹنین یمین اور دس یسار آگے توپخانہ پشت پر سوار پانچ چار پلٹنین سلامت کوچے
مین لٹادین دس بارہ پیچہے مدد کیواسطے رکہین پہر تو وہ جم کے لڑائی ہوئی کہ گاوزمین کے پانون
اوکہڑ گئے آسمان کے کنگرے جہڑ گیے زمین ہل گئی اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا
کا نقشہ ہو گیا دہوئین کے بادل بن کے روئی کیطرح اوڑنے لگے حشر برپا ہو گیا یہان تو یہ جنگ
عظیم ہونے لگی وہان اوس آفت رسیدۂ روزگار یعنی صنوبر بیقرار کے کان مین جو دفعتاً توپ
کی آواز آئی وہین دل دہڑکا کہ شاید **آرام دل** کے آنے کی سلامی دغی طبل جنگ کی صدا پر
دہوکا ہوا کہ یہ وردی بجی جب لوگون کو سراسیمہ دیکہا اور شہزادۂ سیاہ فام کے آنے کا حال سنا
چہرے پر مردنی چہا گئی جان سینے مین تلملا گئی بقول شخصے موسے پر سو دُرے سکتا ہو گیا چہت
سے آنکہین لگ گئین دیر تک ٹکٹکی بندہی رہی پہر غش آگیا آنکہین بند کرلین لوگ ایک تو پریشان
ہو رہے تہے اور بہی بدحواس ہو گئے جلدی جلدی گلاب چہڑکا لخلخہ سونگہایا بارے خدا خدا
کر کے بڑی دیر مین ہوش آیا آہستہ آہستہ بزبان فصیح فرمایا کہ ہاے اے فلک یہ کیا کیا بیٹہے
بٹہائے پہر فتنہ اوٹہایا یہ کیا حشر برپا کیا ارے ظالم ہمتو بے موت مر رہے ہین زندگی کے
دن بہر رہے ہین میر وزیر **علی صبا** کسدن شب غم جان کو آفت نہین ہوتی ٭ کس شام
سے یہان صبح قیامت نہین ہوتی ٭ اب یہ اور آفت اوٹہائی اچہا جو تیری رضا یہ کہکر خاموش
ہو گئی روتے روتے پہر بیہوش ہو گئی اب جاے غور ہے کہ ادہر تو فراق کا زور اودہر
اوس قرمساق کا شور ہجر کے غم فلک کے جور و ستم عزت کا خیال آبرو کا دہیان جن باتون
سے تنفر جنکے نام سے ننگ وعار وہی سب برروے کار اوسپر مزا یہ کہ فراق

جانان جو ایسی مصیبتون مین پہنسا ہے وہی کچہہ خوب جانتا ہے صنوبر کو جو غش سے افاقہ ہوا اور اُنہین باتون کا تصور بندہا تو ہنسکر کہا لا اعلم غم صیاد و خوف باغبان سے ہے + دو علیٰ مین ہمارا آشیان سے ہے + پہر رو کر دعا مانگی کہ الہی مین سخت مصیبت مین گرفتار ہون پابند آلام بے مونس و بے یار ہون آج کل پہر فلک ستم شعار کی بڑی عنایت ہے کہ ایک مُوا بے تقصیر در پے آزار داذیت ہے شکر ہے شکایت نہین مگر اب نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن سخت لاچار ہون کیا کرون تو مجیب الدعوات تو قاضی الحاجات سوائے تیرے اور کس سے کہون صدقہ اپنے عز و جلال کا مجہہ ناکام کو اس سیاہ فام موذی پلید سے بچا اور بہ تصدق اپنے حبیب کے مجہہ مہجور دور از سرور کو میرے محبوب سے ملا یہ کہکر دل جو بہر آیا خوب روئی پہر قلمدان طلب فرمایا اور با چشم خون بار شہزادۂ فراموش کار بادۂ انبساط کے سرشار کو نامہ لکہا اور کبوتر کے گلے مین باندہ کر ملک فارس کیطرف روانہ کیا یہان دلمین طائر غم نے آشیانہ کیا

ورود لشکر فیروز اثر صحرا ئے پر فضا مین کیفیت اُردوئے معلّٰی اور نامہ پہونچنا صنوبر کا بیقرار ہونا آرام دل دلبر کا پہر متوجہ ہونا طرف ملک داراب کے شہزادۂ سیاہ فام سے لڑنا اوسکو بہگانا اور شادی کرنا صنوبر سے

پلا ساقیا آب گلنار رنگ + کہ اب ہجر مین ہی بہت حال تنگ + پلا ساغر بادۂ ارغوان + لکہون اک نئی طور کی داستان میکشان خمخانۂ سخن و تازہ کنندگان داستان کہن رقم کرتے ہین کہ شہزادۂ **آرام دل** با ہزاران ہزار کر و فر و لشکر فیروز اثر شاد کام فائز المرام منزلین طے کرتا چلا جاتا تہا جب سرحد ملک فارس سے نکلا ایک دوسرے ملک مین پہونچا شہر سے سات کوس آگے جا کے ڈیرے ڈالے خیمے ایستادہ ہوئے پلٹنین جو آگے تہین لال پردے کے قریب پہونچکر تہم گئین دو رستہ ادہر اودہر جم گئین وردی بجنے لگی سلامی کی توپ دغنے لگی پلٹنون کی پشت پر سوارون نے پرے باندہے رکابون پر کہڑے ہوکر ملنچے سر کیے سیف نکال کر سلامی دی جب سواری خیمۂ فردوس منزل مین پہونچی پلٹنون کے نشان گڑ گئے سپاہیون نے کمرین کہولین سوار اوترے گہوڑے رسالون مین بندہے توپخانہ الگ کہڑا ہوا ایک طرف فیلخانہ بنا ایک سمت رتہ خانہ اور شتر خانہ درست ہوا چہپر سے شامیانون کے نیچے خاصے گہوڑے جدا جدا خیمون مین پانچ کوس تک ادہر فوج پانچ

کوس تک اودھر سپاہ بیچ مین شہزادی کی فرودگاہ خاص بردار سراپردۂ شاہی کے گرد حلقہ مارے
ہوئے اپنے اپنے خیمون مین باعیش وآرام پہرہ چوکی والے ہوشیار سب خبردار ادہر
پلٹنین اودہر خاص بردار اودہر توپخانہ ادہر سوار بیچ مین اردو بازار آراستہ ہوا دوکانین جم گئین
کٹورہ بجنے لگا ہر ایک اپنی اپنی دوکان سجنے لگا حلوائی نان بائی کبابی عطار پنساری کنجڑے
برف والے خوانچہ والے تنبولی پہول والے کوئی آواز لگاتا ہے ملائی کی برف کے
کوئی سُناتا ہے حلوا سوہن ہے جاڑے کا کبہی ندا آئی تراقا ہے ٹی مین کبہی صدا آئی
گلاب جامن ہے مصری کی ڈلیان کوئی بولا لونگ چڑے کباب کسی نے کہا کنٹھے
ہین موتیا کے اور دو راستہ جابجا ساقنین عجب آن بان سے کوری کوری مدار سے
تازی کیے چلمین برابر برابر آگے رکہے ہوئے اون مین سلفہ کا تماکو جما ہوا انگاکڑ والے بہرتے
گلی مین خلتہ ہاتہہ مین حقہ دو چلمین ایک طیار حقہ پر دوسری مین رومال وہ خلتہ کے اندر
لشکر کی رنڈیان نوجوان پانون مین زردمخملی بوٹ گلبدن کا پائجامہ سا سر لیٹ کی چوڑی چوڑی
گوٹ دیکہنے والون کا جی لوٹ پوٹ لاہی کی انگیا کرتی مصالحہ ٹکا کرتی سر کے بیٹ کہلا
اوپر سے دوشالہ کی فرد اوڑہے ہوئے چوٹی گہنیچی صاف وشفاف سجلے کا موباف
پٹی جمی گلوری کلہ مین دبی ہاتہون مین سونے کے کڑے پانون مین تین تین چہڑے
گلے مین چنپا کلی دہکدہکی باز وپر نورتن ناک مین کیل کانون مین سادے سادے بتے
بالیان ناز سے پانیچے اوٹہائے تیوری پر بل ڈالے ناک بہون چڑہائے بعضی کی حسن
وجمال کی تمام لشکر مین دہوم ڈیرے پر عاشقون کا ہجوم جوان کنٹھے گلے مین ڈالے
بانڈیان ہاتہون مین سنبہالے نشۂ مردانگی کے متوالے البیلون کیطرح بازار مین ٹہلتے
کوئی جلسہ مین بیٹہا طنبل بجاتا کوئی لکھنو کی ٹہمری گاتا غرض یہہ کہ جنگل مین منگل ہوگیا آرام دل
مع ترقیخواہان وجان نثاران زربفت کے شامیانہ کے نیچے جواہر نگار کرسی پر بیٹہے سیر
وتماشے مین مصروف تہے خیمہ سلطانی مین ملکہ جہان اپنی خواصون اور سہیلیون کے ساتہہ
بیٹہی فزاے صحرا جو صحن فرودگاہ مین واقع تہا ملاحظہ کررہی تہی یاد وطن مین ہر دم دم سرد
بہر رہی تہی کہ اس عرصہ مین ایک کبوتر بیقرار ومضطر پیاس کے مارے تہرتہراتا پانی کیطرف
جاتا نظر آیا ملکہ کا جی للچایا فرمایا اسے پکڑو خبردار جانے نہ پائے مگر پانی پی لینے دو جب
کبوتر پانی پیکر نہایا اور پر کہول کر ذرا اباز و جہاڑے دو چار خواصین لپکین لیکن دوپٹہ ڈال کر پکڑا
قمر النسا لائین شہزادی کو دیا ملکہ نے اوسے ہاتہہ مین لیکر پیار کیا طائر تیز بال ہماے
فرخندہ خصال فرخ فال کے گلے کے بال جو ہوا سے اوڑے ایک کاغذ نظر آیا ملکہ نے ٹٹولا یہہ جلد بندی کہولا اور پڑہا لکہا تہا

نامہ از مصنف

ای جان جہان وجان عالم
ای عاشق نار حسن افروز
ای بانی ظلم و جور و آزار
ای دری حسن باختہ ہوش
ای عاشقون کی ستانی والی
ہو غنچۂ لب تیرا شگفتا
ہی اتبو یہہ حال او دلارام
لاغر ہین وہ ہجر مین تمہارے
زلفین تری ہجر مین پریشان
ہاتہون نے بڑی جفا اوٹہائے
یہانتک تو جو کچہہ گذرتی ہی خیر
شہزادہ سیاہ فام آیا
اندر کوئی دم مین ہوگا داخل
کیا دیکہین فلک کہائی قسمت
بیتابئ دل ستا رہی ہے
یہہ نامہ سخن کا قاصد الی

ای گلبن بوستان عالم
ای ہمدم ویار حسن افروز
ای ظالم وقاتل وستمگار
ای عہد شکن خدا فراموش
ای دل جلون کے جلانی والی
پژمردہ کنول ہو میرے دلکا
روتی ہین سحر سی روز تا شام
جیتی ہین بس آہ کی سہارے
انکہین تری واسطی ہین گریان
کسدن ہو کلائی کو کل آئے
پر آگی کچہہ اور دیکہی سیر
دو لاکہہ سوار ساتہہ لایا
خلقت کو بنائیگا وہ بسمل
افسوس ہے ہای ہای افسوس
جان اتبو لبون پر آرہی ہے
اور جلد جواب اسکا لادی

ای غنچۂ گلشن تمنا
ای نیر برج دلربائے
ای عاشق زار مہ جبینان
ای باعث سوز عاشق زار
افسوس کہ تو دہان ہو خورم
وعدہ تو کیا تہا جاتی جاتی
ہی راتون کو آہ گریہ زاری
فرقت کی سبب ہے جان عاری
ابرو کا فقط تو ہی ہی مقصود
کیا حالت جسم ناتوان ہے
گردون کی جفائین اب بتائین
آئی ہی لیا ہی شہر کو گہیر
تاراج کریگا ملک دل کو
گر زیست ہماری چاہتی ہو
ہم زیست سی اپنی اب خفا ہین

ای بلبل شاخسار زیبا
ای گوہر درج کج ادائے
ای زخمی غمزۂ حسینان
ای وعدہ خلاف محو دلدار
یہان ہمکو ہو ہجر کا تری غم
سہندی نہین چہوٹنی جو آتی
دن کو تڑپ اور بیقراری
ہی ساری بدن کو بیقراری
مژگان ہی مدام خون آلود
جان بس کوئی دم مین روان ہے
حال دل غمزدہ سنائین
قسمت کا لکہا دنون کے ہیر پہیر
لیجائیگا مجہہ سی مضمحل کو
تو بہر خدا یہان تم آؤ
کر جور کہ قابل جفا ہین

نامہ پڑہتی ہی ملکہ کے آنسو گر پڑے بے اختیار دل پہر آیا خوب روئی اوسیدم شہزادی کو بلایا خط دیا اور فرمایا کہ ہاے عشق کمبخت بہی کیا بری بلا ہے جسکے مریض کو کبہی صحت نہین ہجر مین تڑپے دیدار کو ترسے تمام عمر فراق مین ہزار طرح کے صدمے اوٹہائے آخر تمام ہو پہڑک پہڑک کر مرجاے جان سے گذر جاے مگر وصال تا قیامت نہو افسوس جسے دیکہا گور کنارے دیکہا جان بر ہوتے کمتر جان کہوتے اکثر سنا **لا اعلم** یہہ عشق وہ ہی کہ پتہر کو دم مین آب کرے + لگاوے دل وہی جسکو خدا آخرت کرے + عاشق ازل سے ابد تک وصل سے محروم ہے معشوق باوفا پیدا نہین کوئی والہ شیدا نہین اگر ایک آدہ ہوا تو اوسکا اعتبار کیا الشاذ کالمعدوم ہے واللہ بتون کے دل مین مہر ذرا نہین یہہ بیوفا کسی کے آشنا نہین کوئی مری یا جیے انہین مطلق پروا نہین وہ جو کبہی عاشق کا غم کہاتے ہین بر سر رحم آتے ہین تو یہہ تائید ربانی ہے اوسی کی عنایت کا سبب ہے ورنہ کرم انکا ستم ہے لطف اونکا عین غضب ہے پہر شہزادی سے کہا کیون حسب مدعا صنوبر پر تو یہہ مصیبت ہوا اور تمہین یہہ عیش و عشرت ہو اللهم زد ولا تنقص **آرام دل** تو بڑی جلساز بشرت و مبارزشے کہنے لگے بہلا بتاؤ تو کیا تدبیر کرین جواب قلم انداز ہو یا تحریر کرین ملکہ نے فرمایا کیا خوب سبحان اللہ کیا کہنا ہے کیا بیحیائی کا جامہ پہنا ہے

کچهه کهوا اثر نهین ہے جسکے دل مین محبت آنکهه مین مروت نهو وه ہمارے نزدیک بشر نهین صاحب براے خدا جسطرح ممکن ہو صنوبر کے پاس چلو اور اس بیکسی مین اوس غمزده مظلوم ناکام پابند آلام کی خبر لو آرام دل نے کہا بیگم اگر ہزار خلا آتے ہم نہ جاتے مگر یہہ آپ کی خاطر ہے پهر نہ کہنا کہ تو ہی قاصر ہے چلیے بنده چلنے کو حاضر ہے غرض پهر رات رہے پهر کوچ ہوا دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ملک داراب کیطرف چلے وہان کا حال سنیے کہ سات روز تک وزیر خوب لڑا آٹهوین دن اوس بدانجام یعنی شہزاده سیه فام نے یلغار کیا اور ادهر کی فوج پر آپڑا سپاشپ تلوارین چلنے لگین تیغون سے چنگاریان نکلنے لگین دونو لشکر مل گئے کٹار پیش قبض قرولی گهونسم گهانسہ کشتی طمانچہ کی نوبت آئی توپخانہ نے فرصت پائی وه خونریزی ہوئی کہ روح قبض کرتے کرتے حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ہاتهہ دکهہ گئے دوڑتے دوڑتے پانون تهک گئے نکیرین سوال کرتے کرتے عاجز آئے رضوان و مالک دونو گهبرائے بهک گئے بهولے سے ایک آده بہشتی جہنم مین چلا گیا دوزخی جنت مین داخل ہوا استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ غرض خوب لڑائی ہوئی دشمن دباے آتا تها ادهر کی فوج کا جی چهوٹا جاتا تها شہر مین کهلبلی تهی انسان حیوان سکو بیکلی تهی بادشاه اور بیگم صاحب سب چهوٹے بڑے گهبرائے ہوئے بدحواس رنگ محل مین صنوبر کے پاس بیگم صاحب بار بار زمین پر سجدے کرتین جل تو جلال تو کی تسبیح پڑهتین بڑی بوڑهیان مصلون پر ناکین رگڑتین بادشاه لڑکی کو گود مین لیے چهاتی سے لگائے نادعلی پڑه پڑه کے دم کرتے تهے ہر دم دم سرد بهرتے تهے صنوبر دلفگار و مضطرب باپ کے گود مین بیٹهی چہرے کا رنگ فق ہجوم غم سے سینہ شق آنکهون سے آنسو جاری کچهہ عجب عالم طاری ہونٹه دانتون مین دبائے سر اوپر اوٹهائے بندوقون کی آواز سنتے ادهر ادهر دیکهتے خوف سے ہراسان آئینہ وار حیران زندگی کر ہاتهہ دهوے ہوش و حواس کهوئے ہوئے پرحسرت و ارمان اور چپکے چپکے یہہ شعر ورد زبان رند پرور دگار صادر ہے جو مقسوم مین یہہ ستم تهے + لوہے کا ایک تو اد یا ہوتا بجائے دل + یہان تو یہہ حال تها وہان آرام دل نے ملک داراب مین پہونچکر شہر سے دو کوس ادهر خیمہ ڈالا ملکہ نے شہزادے سے کہا ہمین صنوبر کی ملاقات کا کمال اشتیاق ہے اگر اجازت ہو تو جائین شہزاده نے کہا بسم اللہ کیا مضائقہ غرض ملکہ کی سواری تو شہر مین آئی اور شہزاده نے مع سپاه رزمگاه کیطرف گهوڑے کی باگ اوٹهائی شاه کو پرچہ لگا ملکہ حسن افروز کے آنے سے آگاه ہوا فوراً سوار ہوا اور شہزاده کی تمناے دیدار مین روانہ وه شاه ہوا یہان خواصون نے جلدی جلدی رنگ محل کو آراستہ کیا گو سنبهل بیٹهے پوشاکین بدل بیٹهے صنوبر نے جو سنا شاد شاد ہوئی بند غم قید الم سے آزاد ہوئی شکر کیا اور کہا مصنف تو بهی چل جسم سے اے روح پئے استقبال + نکہت زلف لیے باد صبا آتی ہے + پهر بال جو سر پر و بال سے تهے چہره پر سے سرکا کر درست کیے دوپٹہ اچهی طرح اوڑها

گہنا پہنا جواہرات سے کے جوشن جو تبلے پن سے ڈہیلے ہو گئے تھے ڈوری کہینچ کہینچکر چست کیے ذرا آدمی کی
شکل ہی ملکہ حسن افروز مع قمر النسا اپنی خواصون کے ہمراہ بڑے تکلف سے رنگ محل مین آئین صنوبر مضمحل
شکستہ دل بصد ناز و ادا تعظیم کو اوٹہی جہک کر سلام کیا ملکہ نے کہا بورہ سہاگن صنوبر نے جواب دیا کہ یہہ
سہاگ خدا آپ ہی کو مبارک رکہے یہان فراق مین بڑی لذت او تنہائی خوب مزے سے چکہے بندی باز آئی
کیسی محبت کہان کی آشنائی ملکہ بولی صاحب کیا خوب جورو بنکے مکرتی ہو نکاح کرواکے بہول گئین مگر
میرے پاس تو طلبی کی دستاویز موجود ہے غرض یہہ رمز و کنایہ ہوکر پہر برابر کی ملاقات ہوئی صنوبر ملکہ
کا ہاتہہ پکڑ کر چند خواصون کے ہمراہ زر نگار محل مین گئی وہان سے کوسون کا میدان لشکر کا ہر جوان نظر
آتا تہا یہ دونو تہر کی جالیون مین سے لڑائی کی سیر دیکہنے لگین دیکہا کہ فوج عدو ہزار در ہزار ہے ادہر کے
لوگ بہاگے آتے ہین اودہر سے مار مار ہے پہر کیا دیکہتی ہین کہ شہزادہ سمند برق دم پر سوار سر پر
تاج شاہی ہاتہہ مین وہی قمچی بجاے تلوار پیچہے لاکہہ ڈیڑہ لاکہہ سوار سب کا ایک پرا تلوارین سونتے گہوڑون کو
مٹہی مٹہی ہوئی اوٹہائے دہنے سے کترا کے بائین طرف جہکے وزیر جو پہلے سے لڑ رہا تہا گہوڑا
جہپا کے شہزادہ کے قریب آیا آتے ہی قدم چوم لیے پہر کچہہ مشورہ کر آرام دل نے رخش کی باگ
اوٹہائے فوج عدو مین جا پڑا دشمن کی جان پر آفت آئی خوب لڑا خالی دیکر جس سوار پر قمچی کا ہاتہہ بہرپور لگایا
سر پر پڑا کہین نہ اڑا مع گہوڑے چار ٹکڑے کر کے زین سے زمین پر اوتر آیا اوس روئین بگ ٹٹ
تگ و دو مین جس جبل بیدل پر ہاتہہ چل گیا مطلق نظر نہ آیا جیسے صابون مین سے تار نکل گیا مارتے مارتے
ستہراو کر دیا دشت لاشون سے بہر دیا حساب کیا تو ہر سوار کے حصہ مین ایک ایک شکار بہی نہ آیا بہت
سے سوارون کی تلوارین پیاسی رہ گئین اونہون نے مردون کو جو رنگ بنایا لہوندیا تو
اپنے بدن پر چہرکا لگا کے تہوڑا بہت خون چہپایا ملکہ حسن افروز اور صنوبر دلسوز دونو اپنے حواس
مین نہین تہین بال کہولے ہوئے گہبرا گہبرا کے قبلہ کیطرف ہاتہہ اوٹہا اوٹہا کے دعائین مانگ رہین
تہین بارے شکر خدا کہ شہزادہ دشمن پر ظفریاب ہوا سرخرو پیش شاہ داراب ہوا فوج عدو مین سے
کوئی بشر زندہ نہ بچا سب وہین کہیت رہے مگر شہزادہ سیاہ فام بچا جان بچا کر بہاگے بادشاہ
شہزادہ کے قریب آئے قوت اور جوانمردی کی تعریف کی ہاتہی پر سوار کر کے محل مین لائے ملکہ
حسن افروز اور صنوبر دونو زہرہ مشتری پہر رنگ محل مین آئین دس دس ہزار اشرفیان شہزادہ کے صدقے
کیین اوسیدم جا بجا مسجدون اور مدرسون مین فقرا طلبا مسکینون کو بہجوائین پہر شہزادہ کو طلب فرمایا
وہ تشریف لایا صنوبر کا عجب حال ہوا فرط سرور و نشار محبت سے چہرہ لال ہوا آرام دل جون
جون قدم زمین پر رکہتا تہا صنوبر کی آنکہین بچہی جاتی تہین دل استقبال کو باہر نکلا آتا تہا شوق وصال دل
مین گدگدی کرتا تہا دم بدم ستاتا تہا شہزادہ آکر مسند پر بیٹہا مگر جیسے کوئی مہمان آتا ہے یا معشوق

کہ اپنے عاشق سے شرماتا ہے اول ہی ملاقات مین چہپا جاتا ہے صنوبر نے ملکہ سے کہا ہین ان سے
ملال ہے دلبر صاحبہ کمال ہے کہ یہہ اتنے دنون کے بعد آئے مگر پہوٹے منہ سے یہہ بہی نہ کہا کہ اس عرصہ
مین تجہہ پر کیا گذری یا اب تیرا کیا حال ہے ملکہ نے کہا ہین یہہ بڑے بیوفا ہین اپنے مطلب کے آشنا
ہین یہان تو یہہ میرے دباؤ سے آئے ہین ورنہ یہہ تو درکنار تم کبہی انکا سایہ تک نہ دیکہتین یہہ وہ بیمروت
پر دغا ہین شہزادی نے فرمایا بس ذرا خوشامد نکیجیے خاطر کی نہ لیجیے وہ باتین بہول گئین ذرا یاد کرو الزام کا
ہمپر نہ دہرو جانتے ہین آپ کو ان سے کمال محبت ہے آجکی نہین مدت سے ہے اور بندہ تو بیمروت
ہے ملکہ بولی ہان بجا ہے اسمین شبہہ کیا ہے محبت نہ تہی تو آئے کیون تمہین زبردستی یہان لائے
کیون قصور معاف ہو اگر مرآت دل زنگ کدورت سے صاف ہو کبہی ایسی باتین زبان پر نہ آئین مگر تمہارے
تو اندنون لڑائی پر طبیعت بڑہی ہوئی ہے ہر وقت آستین چڑہی ہوئی ہے ہر ایک سے اولجہتے ہو
اپنا سا سبکو سمجہتے ہو یہان تو رشک و حسد کا نام نہین تو تو مین مین لڑائی جہگڑا کج بحثی اشرافون کا کام نہین
صنوبر نے چپکے سے کہا خدا کے واسطے جانے دو دور کرو اس سے کیا حاصل بس چپ رہو
حضرت غالب شکوہ کے نام سے بیمہر خفا ہوتا ہے + یہہ بہی مت کہہ کہ جو کہیے تو گلا ہوتا ہے
غرض دیر تک یہی صحبت رہی طعن و تشنیع راز و نیاز چہیڑ چہاڑ بناو بگاڑ شکر رنجی کی باتون مین عجب کیفیت
رہی پہر ملکہ حسن افروز صنوبر کی مان کے پاس آئی رسم سلام بجا لائی اوسنے چہاتی سے لگایا بڑی تعظیم
کی آنکہون پر بٹہایا اور فرمایا کہ بی بی صنوبر کو اپنی لونڈیون کے برابر بلکہ اون سے بدتر سمجہنا وہ کبہی تمہارے
فرمانبرداری سے منحرف نہو گی ملکہ نے سر جہکا لیا اور شرم سے کچہہ جواب ندیا پہر صنوبر کے پاس گئی شب
پہر وہین رہی تمام رات عیش و نشاط مین بسر ہوئی ہنستے کہیلتے سحر ہوئی دونون کا ستارہ مل گیا ایسی
محبت ہوئی کہ سلف سے آج تک کسی مین کم ہوئی ہو گی صنوبر شہزادی کی شادی شہزادی سے پہلے
ہو چکی تہی مگر دولہا کے نام مین بڑا اختلاف تہا سلطان عالم آرام دل اور شہزادہ سیاہ فام مین بڑا
اختلاف تہا دوبارہ عقد کی صلاح ہوئی بادشاہ نے پانچ لاکہہ اشرفی کا چبوترہ بنوایا اور ستائیسوین [27]
رمضان المبارک بعد نماز جمعہ شہزادہ بلند بخت کیوان بارگاہ کو اوسی چبوترہ پر بٹہا کر موافق شرع شریف
دین مبین زادہا اللہ شرفاً خطبۂ نکاح پڑہوایا ۵۰۰ درہم شرعی پر مہر بندہا پہر شاہ نے اپنا تاج شہزادے
کو پہنایا سیف کمر سے باندہی قلمدان آگے رکہا سلطنت کا مالک کیا یہہ جہیز دیا اور آپ اوسی روز سے
دنیا کو لات مار کر قناعت گزین ہوا سب سے کنارہ کش ہو کر گوشہ نشین ہوا نوشاہ نے اون
اشرفیون کو للہ دیا اور طعام ولیمہ تقسیم کیا دوسرے روز جب شاہ مشرق اورنگ فلک پر جلوہ افروز
ہوا آرام دل نے تخت پر جلوس فرمایا اور صنوبر کے بہائی اپنے سالے کو جو بہت صغیر سن تہا گود مین
بٹہایا امورات مملکت بمشورہ اراکین سلطنت بحسن و خوبی انجام پانے لگے بنا ظلم و ستم منہدم ہوئی

لوگ باسائش رہنے لگے ہزار طرح کی آرام پانے لگے غرض شہنشاہ کشورستان آرام دل جان جہان دونو شہزادیون کے ساتھہ جشن مین مصروف ہوا عزم وطن بالقوہ رہا مگر بالفعل موقوف ہو

روانگی آرام دل ہوی وطن طلسمی شیشے کے جہاز پرسوار ہونا شہزادہ سیاہ فام کے دام مین گرفتار ہونا اوس ملعون کا توپ مارنا جہاز کو تباہی کے گہاٹ اوتارنا شہزادہ اور شہزادیون کا تباہ ہونا پہر بعنایات جامع المتفرقین بچہڑون کا ملنا اور سیم تن کا بیاہ ہونا

شناوران قلزم معانی احوال غواصان بکف نیا دردۂ گوہر مقصود غریق بحر ناکامی نا آشنائے زیان وسود لکہتے ہین کہ ایک روز شہزادۂ آرام دل باہم ملکہ حسن افروز اور صنوبر قلعہ مین ثمن برج پر لب دریا بیٹہا کیفیت تلاطم بحر موّاج اور تماشائے حباب ورطہ و گرداب ہوا کا زور پانی کا زور وشور دیکہہ رہا تہا شراب کے نشہ مین ملکہ سے کہنے لگا بیگم تمنے کبہی پانی کے اندر جاکر سیر کی ہے آبی جانورون کے مکان اور نکے انڈے بچے اونکا چلنا پہرنا یہہ کیفیت بہی دیکہی ہے ملکہ بولی ہان نئی لہر آئی خوب دلمین سمائی بہلا یہلے یہہ تو فرمائیے انسان کا کام ہے کہ دریا کے اندر جاے اور سیر کرکے سلامت پہر آئے حضرت ظلسبحانی کے سفینہ مین البتہ سیر کی ہے خدا کی قدرت ہے جانور کیا دریا مین ملک آباد ہین صاحب تخت وتاج امیر وزیر محتاج ہر طرح کے لوگ رہتے ہین شہزادے نے کہا تم نے تو کتاب مین لکہا دیکہا ہے ہم اگر تمہین کشتی پر سوار کرکے پانی کے اندر لیجائین اور سب سیر دیکہائین تو کچہہ انعام دوگی ملکہ نے عرض کی فی الواقع آب روان کے دیکہنے سے آدمی کی عقل تیز ہوتی ہے سیر دریا جنون خیز وحشت انگیز ہوتی ہے اگر حضور کے ذہن مبارک مین کوئی بات آئی ہو طبیعت لہرائی ہو تو عجب نہین آرام دل نے فرمایا ہان ارادہ ہے کہ سفینۂ آبگینہ بنواؤن اور چین تک چین سے اوسی پر سیر کرتا ہوا جاؤن پہر از مردمحل مین آکر سفید دیو کو بلایا وہ آیا شہزادہ نے کہا ایک جہاز چاہتا ہون جسمین بالکل حلبی آئینے لگے ہون اور کل کام کل سے نکلے کل دبانے سے پانی کے اندر روان ہو جب ٹہرائین ٹہرجاے ذرا اشارہ پاے اوپر اوبہر آے پہر جب پرزہ دبائین تہہ آب ہو جاے اور روان ہو وہ بولا بہت خوب کل زیر قلعہ اوسکا لنگر ہوگا جیسا حضور سے ارشاد ہوا انشاء اللہ تعالے اوس سے بہتر ہوگا دیو تو یہہ کہکر رخصت ہوا شہزادہ نے محمود کو مع فوج ملک خانس کیطرف کوچ کا حکم دیا اور فرمایا کہ ماوراء النہر مین بحر عمان کے کنارے ہمارے منتظر رہنا کسی سے یہہ حال نہ کہنا اوس نے حسب الارشاد سفر کا سامان کیا شب کو سب افسرون کو حکم سنا دیا جب غوّاص

محیط ظلمت ساحل مغرب مین ڈوبا اور مہر آشنا سے بحر سپہر کنارہ مشرق سے تہرتہراتا نکلا محمود لشکر لیکر مع
خزانہ روانہ ہوا اور ہر جہاز بہی آپہونچا آرام دل نے دربار عام کیا کیا خوب انتظام کیا کہ اپنے سالے کو
سسرے کی جگہہ اورنگ نشین کرکے تاج بخشا خراج معاف کیا واقعی بڑا انصاف کیا جب اس سے
فرصت ہوئی شاہ با خدا گدا ے درِ خیر الورا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا رخصت طلب کی اوس ولی نے
بخوشی اجازت دی بلکہ حسن افروز نے وہین کہا کہ حضرت انہین منع کیجیے دریا کی راہ جانے نہ دیجیے
سنتی ہون ایک جہاز آیا ہے خدا جانے کہان سے منگوایا ہے کس نے بہیجا ہے کون لایا ہے
وہ پانی کے اندر چلتا ہے ہوا سے کچہہ سروکار نہین باد موافق کا مخالف پانی کے اندر ڈوب کر چلتا
ہے عقل مقتضی نہین کہ اوس پر سوار ہون اجل سے ہمکنار ہون مفت جانین گنوائین بیٹہے بٹہائے صدمے
اوٹہائین اور دیدہ و دانستہ سفینۂ عمر زورق زندگانی کو ورطۂ ہلاکت مین ڈبونا زبردستی جان کہونا کہان
آیا ہے کوئی حدیث ہے کوئی آیت ہے بلکہ وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ خدا نے بہی فرمایا ہے
شہزادی نے کہا دریا مین فتنہ انگیز ہوا ہے اکثر فساد اسی سے ہوا ہے جب بقول تمہارے اوس
جہاز کو ہوا سے علاقہ نہین تو پہر کچہہ پروا نہین یون تقدیر کا علاقہ جدا ہے اس مین گفتگو نہین اِنَّ
اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ہر چیز پر قادر خدا ہے ورنہ ذرا سوچو تو ایسا مرکب بہی کہین غرق ہوتا ہے
پانی مین جانے کل کے جہاز اور باد بانی مین بڑا فرق ہوتا ہے یہہ کہکر جہاز پر تشریف لایا شاہ
داراب نے ملکہ کو سمجہایا اور فرمایا کہ صاحبزادی ہم مجبور ہین وہ مختار ہین بخدا فرقت گوارا نہین مگر
مشیئت ایزدی سے چارا نہین کیا کرین لاچار ہین لازم ہے کہ تم بہی اونکا حکم بجا لاؤ جہان جسطرح
لیجائین بے تامل جاؤ ضد نکرو ذرا سی بات پر نہ اڑو شوہر کی عدول حکمی مین خدا اور رسول صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کی نافرمانی ہے وہ اگر آگ مین جہونک دین اوسے گلزار جانو یہہ تو بہلا پانی ہے لو بسم اللہ
تیار ہو وہ منتظر ہونگے چلو جہاز پر سوار ہو یہہ کہکر صنوبر کو ساتہہ لیا ملکہ حسن افروز کا ہاتہہ مین ہاتہہ لیا
اور خضر دروازہ سے نکلکر لب دریا تشریف لائے ملکہ نے دیکہا شہزادہ سوار ہو چکا صنوبر کا ہاتہہ پکڑ مع
قمر النسا اور دلربا چند خواصون کو ہمراہ لے جہاز پر پہونچی اور فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا
جب سب سوار ہوئے جہان پناہ بہت اشکبار ہوئے عورتون نے رو رو کے کہرام مچایا پہر سب نے
دعائین دیکر دور سے بلائین لین ملکہ نے صنوبر سے کہا خدا خیر کرے شگون بد ہوا قدم رکہتے
ہی کان مین رونے کی آواز آئی یقین جانو جہاز کی سواری شہزادے کو نا ساز آئی سب طور دریا سے
الم موج زن ہے رہ رہ کے جوش مین آتا ہے ہر چند سنبہالتی ہون لیکن لطمۂ اندوہ و غم مین
خود بخود دل ڈوبا جاتا ہے میر وزیر علی صبا گردش سے آسمان کے چکر رہے ہین ہم
کشتی ہماری گہوم رہی ہے بہنور کے ساتہہ + غرض شہزادۂ آرام دل تو مصروف سیر و تماشا تہا

ملکہ حسن افروز غواص گرداب تفکر صنوبر غریق ورطۂ تحیر یہہ دو نو بحر غم والم کی آشنا دو گھڑی جہاز اوپر رہا
پہر یکایک پانی کے اندر ڈوب کر روان ہوا ڈوبتی ہی ایک ماہ منور مہر درخشان کی طرح چمکتا ہوا نمایان
ہوا بلور کی چھت مین ایک جلبی آئینہ مدور آفتاب سے زیادہ درخشان ہوا جہاز کی یہہ قطع تہی بہت عریض اور
طویل سر بلند سب جہازون سے دو چند دیوارین مع سقف بلور کی نور کے سانچے مین ڈھلی ہوئین شیشہ
چار انگل کا دلدار جہاز بالکل کلدار نیچے صندل کی تختے بندی لوہا نام کو نہین تمام نقرئی اور طلائی کام اندر
متعدد کمرے سجے سجائے فرش فروش سے آراستہ شیشہ آلات سے پیراستہ دن کو طلسم
سے مہر درخشان روشن رات کو شمعہائے مومی اور کافوری کی روشنی سے انجمن کا جوبن ہر ایک
مکان مین علٰحدہ علٰحدہ مسند تکیے لگے ہوئے چھپر کھٹ پہولون سے لپسے ہوئے پردے چھوٹے
ہوئے ادقچے کسے ہوئے ہر چھپر کھٹ مین پنکہا اس قسم کا کہ جب تک شہزادہ آرام کرے خود بخود اوسکو
حرکت رہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے دلکو فرحت رہے گلدستون مین نئے نئے رنگ کے گل بوٹے
جنکو باد خزان کی ہوا نہ لگے کبھی جھڑے نہ ٹوٹے پرستان کے میوے کشتیون مین مے انگور شیشون
مین ہر کمرہ سجا ہوا ایک سے ایک اچھا سامان عیش ہر جگہہ مہیا صحن کا طول نہایت معقول بیچ مین مختصر سا
خانہ باغ روش پٹری نازک نہر جاری فوارے شبک کیاریان پر تختے قطعدار اون مین موتیا چنبیلی
سوسن کیتکی موگرا مدن بان نرگس لالہ نافرمان گل صد برگ کی بہار ہر چمن کے گرد چنبے کے نرگسر
دانون مین میوہ دار درخت سراسر بلندی مین قد خوبان کے برابر جنکا پہل تصور سے منہ مین آئے
جانور قصد سے لب تک آکر کباب ہو جائے سر شاخ ہر غنچہ و گل بلبل ہزار داستان کا جھوم جھوم کر
جہکنا پہولون کی خوشبو سے تمام جہاز کا مہکنا لب جو سرو اور شمشاد کے نئے پودون پر
قمری کی صدا فاختہ کی کوکو چھوٹے چھوٹے پیوندی آم کے درختون پر مور کا شور کوئل کی توتو زمین مین
سیپ کا فرش اوسکے ہر وصل مین سبزۂ نوخیز نرگس دانون اور کیاریون کی مٹی عنبر بیز پریزاد امرد سیمبر
زرین کمر زمردین بال جہاز کے موکل سرگرم کار شہزادۂ آرام دل جب یہان سے روانہ ہوا فلک تفرقہ انداز
کو جہاز کی سواری دریا کی سیر کا بہانہ ہوا یعنی اوس نافرجام شہزادۂ سیاہ فام کو یہہ خبر پہونچی کہ آرام دل
مع پریوشان حور شمائل تری کی راہ اسی طرف سے بسواری جہاز اپنے وطن کو جاتا ہے جہاز شیشہ کا
ہے پانی کے اندر چلتا ہے نہایت سریع السیر ہے کل دبانے سے اوپر نکلتا ہے یہہ سنتے ہی زیر
قلعہ آیا کمال خوش ہوا پیر گردون نے فریب دیا دام مکر پہیلایا شہزادۂ سیاہ فام نے اپنے اہتمام سے
بہت بڑا جال فولادی دریا مین ڈلوایا اور منتظر وقت رہا شام کو جال ڈالا اوسکے دوسرے روز
قریب دو پہر طرفہ ماجرا رو بکار ہوا کہ گردون دام صیاد مین گرفتار ہوا جہاز جو روکا کار پردازون نے
کل دبائی جہاز سطح آب پر آیا مگر فولادی جال مین اولجھ گیا مطلق نہ چل سکا یہہ لوگ مستفسر حال ہوئے

جہاز روکنے کا سبب پوچہنے لگے اودہر قلعہ پر مورچہ بندی تہی جب جہاز توپ کی زد پر آیا اوس ملعون نے
شست باندہ کر نشانہ لگایا گولا آتے ہی چہت پر لگا اوس نے کام تمام کیا جہاز کو تباہی کے گہاٹ اوتارا
بیٹہے بٹہائے دشمن نے میدان مارا جہاز کے ٹکڑے اوڑ گئے پاش پاش ہوگیا کسی کو کسیکو خبر نہ ہی
کون کدہر گیا کون جیتا رہا کون مرگیا صبا ہر گہڑی اک طرفہ دکہلاتا ہے رنگ + واہ کیا نیرنگ ہین افلاک
کے + ناگاہ اوسوقت سیم تن پری کا وہان گذر ہوا اوس نے جو یہہ کیفیت دیکہی ملکہ حسن افروز اور
قمر النسا کو کہ یہہ دونو بیہوش یکدگر ہم آغوش قریب الہلاکت عنقریب غرق ہوا چاہتے ہین اوٹہا کر اپنے تخت
پر سوار کیا اور لے اوڑی چند ساعت مین اپنے باپ کے پاس جو کوہ قاف کا شہنشاہ معظم تہا جا اوتارا
اور جلد جلد عود قماری عنبر سارا انگیٹہیون مین سلگا کر ان دونون کی برودت اور خنکی کو دفع کیا پہر بہر کامل کے
بعد ملکہ کو ہوش آیا ایک پیر مرد بارلیش سفید تاج خسروی بر سر عبا سے مرزر در بر اور ایک پری نازنین
کو اپنے بالین پر موجود پایا گہبرا کر اوٹہہ بیٹہی حیرت سے ایک ایک کا موںہہ تکنے لگی سیم تن پری نے
ملکہ کو بہت ادب سے سلام کیا اور اپنے باپ سے یہہ کلام کیا کہ حضور یہہ شاہ فارس آدم زاد کے
صاحبزادی ہین اور شہزادہ آرام دل پسر شاہ چین کے شہزادے ہین یہہ سنکر شاہ قاف نے
بڑی تعظیم کی ہاتہہ پر بوسہ دیا اور کہا کہ صاحبزادے زہے نصیب ہمارے کہ تمنے ہمارے غریب خانہ
کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے فردوس بریں فرمایا اور خوش اطلاع ہمارے کہ ہمنے تمکو دیکہا
پہر سیمتن سے کہا کہ انکو گلستان ارم مین لیجاؤ وہان کی سیر دکہاؤ ملکہ اوس سلیمان ثانی کے اخلاق دیکہکر
ششدر رہتی پری کی محبت اور خاطر داری سے متحیر تہی سیمتن پری ملکہ کو گلزار ارم مین لیگئی سبحان اللہ
عجب باغ تہا کہ اگر اوسکے ایک تختہ کی تعریف صد ہزار تختہ کاغذ پر بخط ریحان لکہون تو عقل سے دور
ہے مگر حکماؤن کا دستور ہے کہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ اسواسطے مشتے نمونہ از خروارے کچہہ
مختصر لکہنا ضرور ہے کہ روش بڑی بلور کی نہر اسر نور کی درخت جواہرات کے جڑ موتیونکے کی ٹہنیان
پکہراج کے پتے زمرد کے پہل یاقوت کے اکثر درختون مین مثل خوشہ انگور لعلون کا گچہا اور تاک مین
مروارید کلان بیضہ کبوتر سے دو چند ان درختون پر طیور قدرت حق کا ظہور طوطی کے زمرد کے پر
یاقوت کی منقار گفتگو مین سحر بیان لعل حقیقتاً لعل مگر خوش الحان بارہ دری عالیشان چارو طرف دیوار تیز
ہیرے کی تہہ یاقوت کے اینٹین اندر پکہراج کی صحنچیان زبرجد کے دالان یہہ سب کچہہ سیر تہی مگر ملکہ
کی حالت غیر تہی جب سیمتن پری نے ملکہ حسن افروز کو دالان مین لیجا کر بٹہایا ملکہ نے آبدیدہ ہو کر
پوچہا کہ صاحب آپکا نام کیا ہے اور یہہ باغ ارم کسکا ہے پری نے دست بستہ عرض کی کہ لونڈی
کو سیمتن کہتے ہین اور یہہ باغ اسی کنیز کا ہے اسمین والد ماجد رہتے ہین ملکہ پری کا نام سنتے
ہی آرام دل کے تصور مین زار زار رونے لگی پہلے تو چپکے بیٹہی رویا کی بیقراری کو ضبط کرتی رہی

مگر جب بہت دم گھبرایا اور ہجوم غم سے کلیجہ منہ کو آیا تو ہائے شہزادہ کہکر پری کے گلے سے چمٹ گئی اور
چیخ کر رونے لگی ایسی روئی کہ غش آگیا پری نے ہاتھوں پر روکا سنبھالا اوسکے بھی آنکھہ سے بے
اختیار آنسو جاری تھے بیخودی کے عالم طاری تھے دیر تک یہی کیفیت رہی دونوں کو غش کی حالت
رہی آخر سیمتن نے اپنے حواس درست کرکے ملکہ کو لخلخہ سونگھایا بید مشک چھڑکا کچھہ افاقہ ہوا ذرا
ہوش آیا سیمتن نے تسکین کی باتوں سے سمجھایا خاطر آشفتہ کو ہر چند بہلایا مگر وے رونا اوس سے
کیونکر چھوٹے جس سے ایسا دلبر چھوٹے تھے پھر پری نے عرض کی کہ ذرا حضور دل کو تسکین دیجے
تھوڑی دیر باغ کی سیر کیجے دیکھئے میں ایک آن میں گئی اور آئی اور دو گھڑی میں آپ کے پاس شہزادہ
کو لائی یہہ کہکر سیمتن تخت پر سوار ہوئی ملکہ کو وہیں روتے چھوڑا اور آپ آرام دل کی تلاش
میں فلک سیار ہوئی اب سنیے کہ جب جہاز تباہ ہوا تھا شہزادہ ایک تختہ کے سہارے بہتا
زار زار روتا اور یہہ کہتا چلا جاتا تھا **صبا** ساحل دکھائی دیتا ہے مجکو نہ تباہ ہے + دریاے
عشق میں میری کشتی تباہ ہے + ملکہ حسن افروز اور صنوبر کے فراق نے شہزادہ کو مردے سے
بدتر کر دیا تفرقہ انداز چرخ کج نہاد نے مجموعۂ انبساط اور گلدستۂ نشاط کو اک آن میں ابتر کر دیا
آرام دل سوچا کہ دریا ناپیدا کنار ہے اب اس دریاے ذخار سے نکلنا بہت دشوار ہے
ہر دم اجل ہمکنار ہے مانا کہ بچے اور کسیطرح نکلے بھی تو کیا جب اپنے آرام دل اور دلبر اسطرح
دنیا سے اوٹھہ گئے اور اونہوں نے ہمارے واسطے زندگی میں کیسی کیسی جفائیں اوٹھائیں آخر
اپنی جانیں گنوائیں تو پھر ہم جی کے کیا کرینگے یہہ سمجھکر مرنے پر مستعد ہوا اور یہہ شعر پڑھ کر تختہ
چھوڑ دیا رند ہوا ب رنج و غم کا عدم قافلہ + ہماری بھی دنیا سے رحلت ہوئی + ملکہ سیمتن ابھی
قریب پہونچنے نہ پائی تھی کہ اوس نے دور سے شہزادے کو ڈوبتا دیکھا گھبرا کر جھپٹی اور آتے ہی
جلدی سے باہر نکالا شہزادہ بیہوش ہوگیا تھا پری شہزادہ کو اپنے گود میں لٹا فلک سیر ہوئی یہہ
ایک جزیرے میں پہونچکر تخت اوتارا اور شہزادے کو ہوش میں لائی **آرام دل** نے جو آنکھہ
کھولی پری نے جھک کر مجرا کیا اور کہا فرمائیے کیا وعدہ تھا خوب اپنے قول پر ثابت رہے
کہیے اب آپ کی کیا سزا اور جنکے آپ عاشق تھے کیسے وہ کہاں ہیں جنکے آپ دیوانے تھے
بتائیے کدھر وہ پریاں ہیں شہزادہ نے متحیر ہوکر پری کو دیکھا اور کہا نہ ہم کسی کے عاشق تھے
نہ کوئی ہمارا شیدا تھا خدا جانے یہہ کیا تھا اور کیا ہوا یہہ کلام بیخودی اور یاس کا پری کے
دلمیں تیر سا لگا بے اختیار آنسو نکل پڑے پھر ذرا نہ توقف کیا اوسیدم تخت پر بٹھا لے اور
اور باغ ارم میں داخل ہوئی ملکہ حسن **افروز** شہزادے کے آنے کی امیدوار نہایت مضطر
و بیقرار زار زار رو رہی تھی کہ شہزادہ پہونچا بیخود ہوکر ہم آغوش ہوئی ایسی روئی کہ بیہوش ہوئی

آرام دل پہلے تو وحشیون کیطرح دیکھا کیا جب بوے پیرہن یار مشام جان تک پہونچی جنون کا نشہ
ہرن ہوا پہر تو دونو خوب روئے اور مسرور ہوئے رنج و آلام مفارقت بعنایت جامع المتفرقین دور
ہوئے دونون نے پری کا بہت سا شکر ادا کیا پہر شہزادہ سمتین کے باپ کی ملاقات کو گیا اوس نے
شہزادی کو آتے دیکھا سرو قد تعظیم کو اوٹہا شہزادہ قدمبوس ہوا اوس نے سر اوٹہایا معانقہ کیا اور تخت
پر اپنے برابر بٹہایا شہزادی نے عرض کی کہ مجہے خلعت دامادی سے سرفراز کیجیے اور اپنی فرزندی
مین لیجیے اوس نے بدل و جان اس امر کو قبول کیا مگر کچھہ جواب ندیا کہتے ہین کہ پرستان مین سواے
عقد کے اور کوئی دستور نہین ہے پس فقط بادشاہ نے اوسی دم خطبۂ نکاح پڑہا اور سمتین پری کو بلا کے
اوسکا ہاتہہ شاہزادی کے ہاتہہ مین دیا اور دونون کو رخصت کیا شہزادہ مع سمتین گلزار ارم مین ملکہ۔
حسن افروز کے پاس آیا اور سمتین پری سے فرمایا کہ افسوس ہماری فہمی دریا مین حضرت خواجہ خضر
کے نذر ہوئی ملکہ نے کہا سبحان اللہ موئی فہمی کا تو خیال آیا مگر صنوبر کو ذرا یاد نہ فرمایا کہ وہ بیچاری
کدہر گئی جیتی ہے یا مر گئی سمتین پری نے سفید دیو سے کہا کہ تو ابہی جا اور صنوبر کی خبر لا دیو تو
صنوبر کی تلاش مین تیز پر ہوا سمتین پری نے فہمی شہزادی کو حوالے کی اور کہا جسوقت جہاز تباہ
ہوا تہا مین نے یہہ فہمی اوٹہا لی تہی یہہ باتین ہو رہی تہین کہ سفید دیو آیا اور یہہ خبر لایا کہ ملکہ صنوبر شہزادہ
سیاہ فام کی قید مین گرفتار ہے شدت سے علیل ہے جان سے بیزار ہے یہہ سنتے ہی
آرام دل نے چلنے کا ارادہ کیا سمتین پری کو پوشاک شاہانہ پنہائی اوس نے سب اپنا لباس اوتارا
شہزادیون کا زیور زیب بدن کیا عزیزون کا اپنے اوپر الزام رکہا مگر دوست کی خوشی سے کام رکہا
پہر شہزادہ تخت پر سوار ہوا ملکہ اور سمتین کو برابر بٹہایا پریزادون نے تخت اوڑایا تہوڑے عرصہ
مین وہ تخت شہزادہ سیاہ فام کے خوابگاہ مین جا اوترا شہزادہ تنہا اندر گیا دیکہا کہ دالان کے
پردے گرے ہوئے ہین اندر شمعین روشن ہین صنوبر پری بیکس جان بلب با چشم گریان مضطر
و بیقرار ہاتہہ مین کٹار مرنے پر آمادہ ہجر یار مین دلدادہ زندگی سے سردست دست بردار شہزادہ
سیاہ فام چہپر کہٹ مین لیٹا ہوا صنوبر کو منت اور عاجزی سے اپنے پاس بلاتا ہے کبہی دہمکاتا
ہے ڈراتا ہے آرام دل نے جو یہہ حال دیکہا تن بدن مین آگ لگ گئی جاتے ہی اوسی
فہمی سے اوس ناپاک کی مشکین باندہ لین اور گھسیٹتا ہوا باہر لایا پہر ایک پریزاد کے سپرد کر
آپ مع ملکہ حسن افروز اور سمتین صنوبر کے پاس آیا وہ اس حال کو بچشم خود نگران تہی بشدت
حیران تہی دل مین کہتی تہی کہ شاید غیب سے کوئی فرشتہ آیا جس نے اس بدذات کو گرفتار
کیا اور مجہے اسکے فریب سے بچایا اسی تصور مین تہی کہ آرام دل مع ملکہ حسن افروز و سمتین
نمودار ہوا دیکہتے ہی صنوبر کا جی بیقرار ہوا دوڑ کر شہزادی سے لپٹ گئی دیر تک رویا کی منہ

آنسوئوں سے دہویا کی شہزادہ بہی بیقرار رہا برابر اشکبار رہا پہر صنوبر ملکہ کے گلے لگ کر رونے لگی ملکہ بہی
بلک کر رونے لگی آخر سیمتن نے منہ پر سے رومال سرکا با ہر ایک کو سمجہایا پہر سب عاشق و معشوق ملکے
بیٹہے غبار سب کے دہلکے بیٹہے سب نے اپنے اپنے دکہڑے روئے دفتر حدیث دل انسوؤن سے
دہوئے صنوبر نے جب سیمتن کی جانفشانی سنی اوس پر بہزار جان و دل قربان ہوئی تہوڑی دیر ادہر
ادہر کا چرچا رہا پہر شہزادہ مع تینون شہزادیون اور قمر الناس کے تخت پر سوار ہوا اوس ملعون کو تخت کے
پایہ سے باندہا کسی کو خبر نہوئی اور یہہ ملک خاندیس کیطرف فلک سیار ہوا ✤

پہونچنا شہزادۂ آرام دل کا ملک چین مین کیفیت سواری پہر ملازمت والدین اور جشن کی طیاری

پلا ساقیا آخری ایک جام ہوا چاہتا ہی یہہ قصہ تمام
مقاصد میری دل کی برآئی سب لکہا خوب قصہ بامداد رب
مگر اب سبہون کو ملاؤن شتاب اسی بات پر ختم کردون کتاب

محرران دفتر خوش بیانی و سطے کنندگان ملک معانی لکہتے ہین کہ لشکر سلطانی لب دریا جہاز کے آنے
کا منتظر تہا افسران فوج و جان نثاران شہزادۂ والاتبار اور محمود وفادار سب رفقا بسبب توقف کے
پریشان خاطر تہے ہمہ دم شہزادے کی تشریف آوری کے منتظر تہے ایک شب بہر رات رہے رونددے کے
سپاہیون کو معلوم ہوا کہ ایک تخت دفعتاً آسمان پر سے روبزمین ہوا اور سراپردۂ شاہی مین جا
گزین ہوا محمود کو خبر ہوئی فوراً خیمہ سلطانی مین آیا دیکہا کہ شہزادہ بلند اقبال سلیمان ثانی تینون پریون کے
بیچ مین مسند پر رونق افروز ہے بائین طرف سیمتن اور صنوبر دہنے طرف ملکہ حسن افروز ہے تخت طاؤس
روبرو موجود ہے پریزاد دست بستہ حاضر ہین خواصون اور مغلانیون کا ہجوم ہے شہزادی کے آنے
کی تمام لشکر مین دہوم ہے الغرض شہزادی نے اپنی داستان حیرت بیان سب لوگون کو سنائی اور
اوس شہزادہ سیاہ فام بدبخت نافرجام کی صورت دکہائی یہہ حکم دیا کہ کل تمام لشکر مین اسکو تشہیر کرکے
قرار واقعی سزا دیئگے اپنا بدلہ لینگے پہر شہزادی نے پریزادون کو مع تخت طاؤس کوہ قاف کیطرف
روانہ کیا رات تو باتون مین بسر ہوگئی بیٹہے بیٹہے سحر ہوگئی صبحدم شہزادی نے باہر جلوس فرمایا افسران
فوج ملازمت سے مشرف ہوئے نذرین گذرین چہوٹا بڑا پہولون نہ سمایا پہر شہزادی نے لب دریا
سبکو سیر دیکہنے کا حکم دیا اور شہزادہ سیاہ فام کو طلب کیا دارو غہ محبس لیکر حاضر ہوا شہزادی نے
پہلے اوسکے ہاتہہ قلم کرائے پہر ناک کٹوائی اور اوسکے سامنے چیل کوئن کو مٹوائے پہر حکم دیا کہ اسے
دریا مین ڈبو دو وین کو دنیا سے کہو دو یہہ حکم سنکر حلال خور نے اوس حرام خور کو دریا مین ڈالا
دل کا ارمان نکالا وہ ڈوبنے لگا وہ ناپاک رونے لگا مگر کب چہوڑتا تہا ہر چند ماہی بے آب کیطرح تڑپا

لیکن وہ منیج دھار مین لے گیا اور تہ پر بٹھا دیا جب وہ ملعون اپنی سزا کو پہونچا آرام دل خیمہ فردوس منزل
مین آیا اوس روز وہان اور مقام فرمایا صبحدم ملک چین کیطرف کوچ کا حکم دیا آدہی رات رہے سے
خیمہ ڈیرہ لدنے لگا کوچ کا سامان شروع ہوا جب آفتاب قریب طلوع ہوا آرام دل عماری دار
ہاتھی پر سوار ہوا ملکہ حسن افروز پری پیکر اور صنوبر اور سمن رشک قمر جدا جدا تینون ہاتھیون پر پردہ دار
عماریون مین سوار پیش و پس چپ و راست فوج ہزار در ہزار آگے شہزادہ آرام دل پیچھے برابر وہ
تینون حور شمائل مگر محمود کے اشارے سے فیلبان ملکہ حسن افروز کا ہاتھی ذرا بڑھائے ہوئے غرض اسیطرح
خوش و خورم سوے وطن منزلین طے کرتے چلے جب در شہر پناہ ایک منزل باقی رہا آرام دل
نے کئی ہزار ہرکارے واسطے اطلاع کے بادشاہ کے حضور مین روانہ کیے شہر مین جو ایک
غول اجنبی ہرکارون کا نظر آیا ہر ایک گھبرایا کسی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا کیون بہائی کہان سے
آتے ہو اونہون نے جواب دیا کہ حضرت ظل سبحانی خلیفہ الرحمانی جہان پناہ شہزادہ آرام دل والی شاہزادہ
تمہارے آج اس شہر مین داخل ہونگے نامرادون کے مقاصد دلی حاصل ہونگے یہہ
سنتے ہی لوگ مارے خوشی کے پہول گئے سب کاروبار بہول گئے لوگون کو گویا عید ہوئی جلدی
جلدی ہر ایک نے کپڑے بدلے عطر لگایا کوئی ہاتھی پر سوار ہوا کسی نے گھوڑا کسوایا کسی نے کہا
میرا نام جان نکالو کسی نے کہا کہ سب سپاہیون کو ساتھ چلنے کے لیے بلالو کوئی بولا میان
جلد جاؤ رتھ کسوا کے لاؤ کسی نے کہا جلد فنس منگواؤ شہدون مین غل ہوا کسی نے پکارا
ابے لیا لیک کے آ کوئی جوا کھیلتے کھیلتے اوٹھا اور جہوم کر کہتا ہوا چلا کہ ابے او گلامی تیرے
پیر کو یون تون کرون دیکھہ میرا سجادہ آیا آج اٹھارہ گنڈے لاتا ہون الغرض ایک عالم امڈا ہر ایک شہزادہ
کے شوق دیدار مین چلا وزیر اعظم شہزادہ عالم کے استقبال کے واسطے بڑے کر و فر سے
روانہ ہوا آرام دل کی فوج اسقدر تہی کہ سواری تو پانچ کوس پر تہی اور نشان کا ہاتھی شہر کے اندر
داخل ہوا ادہر سے شہر کی خلقت امڈی اودہر سے سواری آئی اللہ اکبر وہ ہجوم و اژدہام آدمیون کی
شور و غل سے وہ دہوم دہام کہ خلقت ایک جگہہ پہرون اڑی رہتی تہی سواری دو دو گہڑی کہڑی
رہتی تہی الحاصل سواری کے آنے کی صبح خبر پہونچی تہی مگر شہزادہ عالم دو گہڑی دن رہے شہر مین
داخل ہوئے خلقت دو رستہ صف باندہ کر سلام کرتی تہی آرام دل سلام کا جواب اشارے
سے دیتا تہا جب زیادہ گھبراتا تہا تو ہاتہہ اوٹھا لیتا تہا سلام کے جواب پر لوگون مین ردّ و بدل ہوتی
تہی ایک کہتا تہا نہین یہہ میرے سلام کا جواب ہے وہ جواب دیتا تہا کہ میان تمہاری طرف تو
دیکھا بہی نہین غرض اسی پر ہل چل ہوتی تہی پچھلے ہاتھی پر چوبدار روپے اور اشرفیون کی کہنچری
تقسیم کرتا آتا تہا شہدون نے کسی سے اوسکا نام پوچھہ لیا پہر تو وہ گالیان سنائین الہی دہجیان

اوڑائین کہ اوسکا ناک مین دم کر دیا ہنسا تے ہنسا تے لوگون کو بسمل کر دیا کسی نے ہاتھی کا لینڈ پھینک مارا
کسی نے گالی دیکر پکارا کسی نے کیچڑ پھینکی کسی نے لکڑی بڑھا کے پگڑی اوچھال دی کوئی بولا ابے
او کرم بکس تجھے علی کی مار کوئی چہرہ اودہر تو پھینک کسی نے کہا اوبڈّے تجھے خدا کی سنوار دیکھہ
بے ہم دعا دیتے ہین ذرا اودہر تو دیکھہ کسی نے کہا ابے او کرم بکس ہمارا سجادہ تو بڑا سکھی داتا
ہے مگر معلوم ہوا کہ سجادی کنجوس مکھی چوس ہے ابے بدر کے گھوڑے تو بھی اوسی کا نوکر
معلوم ہوتا ہے جب وہ بیچارا مٹھیان بھر بھر کر پھینکتا تو شہدے کہتے ہان پہنچے ہان بستے پھینکے
جاوا یہ ایک کہتا ہے ابے تو تو لیوجہتا ہے تجھے الّو کا پٹھا کون کہتا ہے غرض لیتے جاتے
تھے اور گالیان دیتے جاتے تھے کہین ایک بیچارہ مسافر کھڑا سواری کی سیر دیکھہ رہا تھا اتفاقاً
ایک اشرفی اوسکے آگے آپڑی اوس نے اوٹھالی دو چار شہدے لپکے ایک نے ہاتھہ
پکڑ کے کہا کہ لا بے جرّ وہ لا اگر دے دیگا تو اوڑان چھلے کی قسم ایک چانٹا دونگا جب اوس نے
انکار کیا تو ایک نے کہا ابے اسکو چپر غٹو بنا ڈال دوسرے نے کہا یہہ اسطرح باج نہین آئیگا
اسے گنز ہتا دیکر اوچھال غرض چھین جھپٹ کے اوس غریب سے وہ اشرفی چھین لی وہ جو رونے
لگا تو ایک شہدے نے کہا نجلہ ابھی جھڑ جاے جو بت کلہ پڑو دون چل ہٹ سالے پرے
ہٹ مین تیرے بہر کو کھو دون قصہ مختصر جب سواری دیوان خاص مین داخل ہوئی بادشاہ تخت پر
جلوس فرما چکے تھے اور منتظر تھے کہ شہزادہ یہان تک آئے تو گلے لگائے تخت پر بٹھائے
مگر کب رہا جاتا تھا جو ہین دیوان خاص تک آنے کا حال سنا محبت پدری نے جوش کیا بیتاب
ہو گئے ذرا قرار نہ آیا گھبرا کر دوڑے شہزادہ کا ہاتھی بیٹھا ہوا تھا وزیر اعظم سیڑھی پکڑے ہوئے
شہزادی کو اوتار رہے تھے کہ آرام دل نے باپ کو بیقرار آتے دیکھا گھبرا کر زینہ پر سے کود پڑا
اور دوڑ کر باپ کا قدمبوس ہوا اور وے کی پشت پا سے انکھین ملنے لگا ایسا رویا کہ ہچکی بندہ گئی
بادشاہ فرزند کو آغوش مین دبائے اوسکی پیٹھہ پر منہ رکہے ہوئے لب چبا چبا کے ضبط سے
روتے تھے ریش مبارک آنسوؤن سے بھگوتے تھے اور کہتے تھے کہ بابا گھر کو بیچراغ خاک سیاہ
کر گئے تھے ہمین دین و دنیا سے تباہ کر گئے تھے بادشاہ جب یہہ بیان فرماتے تھے لوگون
کے کلیجے پھٹے جاتے تھے ملکہ حسن افروز اور صنوبر اور ستین یہہ بھی اپنے اپنے ہاتھیون پر
عماری کے چلونون مین سے دیکھکر افسوس کر رہین تہین اپنے اپنے والدین کو یاد کر کے ٹھنڈی
ٹھنڈی سانس بھر رہین تہین غرض دیر تک یہی کیفیت رہی سبھون کو بنہایت رقت رہی آخر بادشاہ
نے سمجھا کر آرام دل کو محل مین بھیجا دروازہ پر ایک ہجوم تھا سب عزیز واقربا خواصین مغلانیان نوکر
چاکر شہزادی کے آنے کے منتظر تھے بیگم صاحبہ اپنے فرزند کے شوق دیدار مین دروازہ کے

باہر نکلی جاتی نہین لوگ رو گئے تہے مگر باز نہین آتی تہین آرام دل اوسی بیقراری مین آتے ہی مان کے قدمون پر گر پڑا اوس نے اپنے آرام دل کو کلیجہ سے لگایا اور ایسی اشکبار ہوئی کہ فوراً غش آیا لوگ زار زار روتے تہے کسیکو کسی کی خبر نہ تہی سب بیقرار ہو رہے تہے آخر پادشاہ نے آکر سبکو تسلی دی اور رونے سے منع فرمایا بیگم صاحبہ کو بہی ہوش آیا سواریان اوترین ملکہ حسن افروز اور صنوبر اور تینون پری تینون نے سب سے کورنش بجا لا کر تسلیم کی ساس کی بڑی تعظیم کی پادشاہ نے بہوؤن پر بہت سا زر و جواہر نثار کیا بیگم صاحبہ نے سبکو گلے لگا کر خوب پیار کیا لوگون نے شہزادیون کو گہیر لیا اونکی دیدار سے اپنا دل سیر کیا رونمائی مین جواہرات اور اشرفیان اسقدر آئین کہ شہزادیون کے آگے ڈہیر لگ گیے پادشاہ نے جدا جدا تینون بہوؤن کو تین محل عنایت کیے اور سب کے کارخانے الگ الگ مقرر کر دیے ملکہ حسن افروز کے واسطے زمرد محل آراستہ ہوا صنوبر کے لیے شیش محل سجا گیا موتی محل مین ستمن کے واسطے خواصین اور پیش خدمتین مقرر ہوئین پہر از سر نو کارخانہ درست ہوا غرض اوس رات تمام شہر مین فرط سرور سے کیفیت شب برات رہی گہر گہر ناچ رنگ ہر محلہ مین جشن شبہائے آلام گذشتہ کی مکافات رہی صبحدم پادشاہ نے آرام دل کو تخت پر بٹہایا آپ سلطنت سے دست بردار ہو کے گوشہ عافیت پسند فرمایا شہزادہ آرام دل شہنشاہ گیتی ستان ہوا جہان پناہ وہ ماہ تابان ہوا وزرا امرا نے پایہ تخت کو بوسہ دیا اور نذرین پیش کین شہزادہ جوان بخت بلند اقبال نے ہر ایک کو علی قدر مراتب خلعت گران بہا سے سرفراز فرمایا اور محمود وفادار کو اپنی مصاحبت مین ممتاز فرمایا پہر شاہ آرام دل دربار برخاست کر کے محل مین داخل ہوا اوسی روز سے یہہ معمول رکہا کہ ایک شب ملکہ حسن افروز اور ایک رات صنوبر پری پیکر کے پاس جشن کرتا اور ایک شب ستمن پری کے محل مین رہتا تینون شہزادیون مین وہ محبت ہوئی کہ ایک دوسری کی عاشق تہی ایک کی محبت دوسری کی الفت پر فائق تہی آرام دل نے شہزادیون کے مشورہ سے شمس الدین اپنے وزیرزادہ کے ساتہہ بڑی دہوم سے قمر النسا کی شادی کی ان دونون کی بہی خانہ آبادی کی پہر مدام باعیش و نشاط و فرحت و انبساط سب عاشق و معشوق ملکر رہنے لگے فلک کجرفتار سے یہہ کسکو امید تہی مگر شکر ہے کہ خدا نے یہہ دن دکہایا بچہڑون کو ملایا جسطرح ان سب کے مقاصد دلی حاصل ہوئے اوسیطرح اللہ تعالی تمام عالم کے مطالب برلائے اور سب کے صدقے مین مصنف کی بہی دل کی مراد دے آمین

صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین و اخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

خاتمہ مین مختصر احوال مصنف کتاب کا پہر تذکرہ چند بزرگان و احباب کا اور وجہ تصنیف داستان پہر ایک نئے جلسہ کا بیان فقط

بعد حمد و صلواۃ کے فقیر سید فخر الدین حسین سخن مصنف کتاب خدمت مین ارباب دانش اور اصحاب بینش کے عرض رسا ہے کہ یہہ غریب الوطن دہلوی مولد اور لکھنوی مسکن ہے ایام طفولیت سے تاسن شعور اوسی شہر مردم خیز مین رہا اور اب آوارہ وطن ہی میر تقی دہلی جو ایک شہر تہا رشک نعیم خلد تہی جمیع عمدہ لوگ وہان ہر دیار کے اوسکو فلک نے مار کے تاراج کر دیا ہم رہنے والے ہین اوسی اوجڑے دیار کے حضرت جناب تقدس مآب گردون رکاب سر دفتر محققان سخن افسر شاعران زمن نجم الدولہ دبیر الملک نواب اسد اللہ خان بہادر سہراب جنگ عرف مرزا نوشہ تخلص غالب اعلی اللہ درجتہ و تعالی اللہ تعالے شانہ جو جابجا فاسد محرر داستان ہین سرآمد شاعران حال و گذشتگان ہین عرصہ دراز تک کمترین کو معظم الیہ سے درس و تدریس مین استفادہ رہا تحریر نظم و نثر پارسی اور اردو کی مزاولت پر دل آمادہ رہا سبحان اللہ حضرت غالب مد ظلہ العالی امام شعرائے ذی کمال اور پیشوائے شاعران صاحب دانش و شعور ہین قبلہ ارباب دیوان ہین ہم کیا کہین وہ تو ہند سے شیراز تک بلکہ دور دور آفتاب سے زیادہ مشہور ہین شاعر بہت سے گذر گئے حضرت کی ہمعصر ہمسری کا دعوی کر کے لکھتے لکھتے مر گئے مگر آج تک کوئی آپ سے بہتر نہوا بہتر تو کیا کہ کوئی آپ کے برابر نہوا منصف مزاج آپکا کلام دیکھے اور غور فرمائے طبع عالی دقت پسند اور رسائی بندش معانی بلند ہے اگر سمجھے تو لطف اوٹہائے دیوان اردو جب تصنیف فرمایا معنی رس اور سخندان لوگون نے ایک ایک شعر مین سو سو طرح کا مزا پایا لیکن بعضے شاعر جو بڑے مشاق تہے اپنے فن مین طاق شہرۂ آفاق تہے اکثر اشعار نہ سمجھے اور ہر ایک مصرعہ پر اوبجھے یہان تک کہ اضلاع اور امصار سے خطوط آنے لگے لوگ نواب صاحب کی خدمت مین مطلب دریافت کرنے جانے لگے آسان اشعار کہنے کی فرمایش ہوئی دوسرا دیوان مرتب کرنے کی خواہش ہوئی آپنے اوس دیوان کو دریابرد کیا اور دوسرا دیوان موافق فہم ابنائے روزگار کے ترتیب دیا پہر یہہ رباعی لکھکر لوگون کو سنادی اور دیوان کے آخر مین لگادی غالب مد ظلہ مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل + سن سن کے اوسے سخنوران کامل + آسان کہنے کی کرتے ہین فرمایش + گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل + تواریخ مہر نیمروز اور ماہ نیم ماہ حسب الحکم شاہ ثریا جاہ از آغاز پیدایش حضرت آدم علیہ السلام تا زمان صاحبقران ثانی امیر تیمور گورگانی اور دوسری جلد مین وہان سے عہد بہادر شاہ ثانی تک ایک مہینے کے عرصہ مین اس فصاحت اور بلاغت کے ساتھہ لکھی کہ سب استادون نے آپ کے آگے قلم رکھدیا پہر لکھنے کا نام نہ لیا مورخین سلف کی کتابین ردی ہو گئین اتنی بڑی تاریخ کو دو جلدون مین اور دو جلدون کو اٹھارہ جز مین تمام کیا دریا کو کوزے مین بہرا واقعی عجب کام کیا انشای پنج آہنگ کو کہ جسمین صدہا مکتوب ہین

سخن فہم کو مرغوب ہین تین روز مین تصنیف کیا **مثنوی باد مخالف** جو کلکتہ مین رقم فرمائی اوسے ایک دن میز
تالیف کیا دستنبو کتاب کی بے آمیزش لفظ عربی بالکل عبارت سے ہے جسمین مختصر مذکور حالات زمانہ غدر
اور کچھہ اپنی سرگذشت ہے جو شخص آپ کے احوال دریافت کرنیکا شائق ہے وہ دستنبو دیکھے یہ کتاب
اوسکے دیکھنے کے لائق ہے الغرض مین رنجور دور از سرور جب تک دہلی مین رہا زندگی کا لطف
اوٹھاتا رہا حضرت ممدوح کے فیضان صحبت سے ثمرہ نیک پاتا رہا جب حضرت والد ماجد مدظلال جلالہ کی
زیارت اور قدمبوسی کا اشتیاق ہوا پہر تو شاہجہان آباد مین رہنا شاق ہوا ۱۲۶۹ھ ہجری مین بلدہ لکھنو
مین آیا قیصر باغ کا میلہ دیکھا شہر کی سیر کی چندے جی بہلایا حضرت قدر قدرت قضا شوکت فلک
مرتبت ذوالمجد والکرم مقدس و محترم قبلہ و کعبہ دوجہان ممدوح برنا و پیر جناب خواجہ محمد بشیر صاحب مدظلہ
جو زمانہ واجد علی شاہ مین مہتمم فوجداری کل ممالک محروسہ ملک اودہ کے تہے عموئی فقیر ہین لکھنوئیز
سب اہل نظر جانتے ہین اصحاب بینش پہچانتے ہین کہ خواجہ صاحب عالی خاندان ذیجاہ و مرتبت صاحب
علم و حلم فارسی دان یکتا و بے نظیر ہین اونکے پاس رہا بعد عرصہ کے حضرت جناب گردون رکاب
قدوۂ خاندان مصطفوی زبدۂ دودمان مرتضوی کریم ابن الکریم جناب پہوپہا صاحب قبلہ و کعبہ مرزا محمد ابراہیم
صاحب خلف الصدق حضرت جناب مرزا محمد صدیق صاحب بہادر صدر امین اعلی ضلع سارن مدظلال جلالہم
کہ سید سندی ہین عالی خاندان مشہور نزدیک و دور ہین اجداد امجاد اور نیاکان کے وقت سے
بوجہہ عطاے خطاب شاہی بلقب میرزائی مشہور ہین لکھنو سے قصبۂ آرہ ضلع شاہ آباد مین تشریف لائے
میری شادی کرنیکا قصد مصمم تہا اپنی فرزندی مین لینے کا ارادہ مستحکم تہا اسلیے راقم الحروف کو بھی اپنے
ہمراہ لائے یہان حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مقبول بارگاہ رب العلا مصدر عز و اعتلا مرجع الانام
منبع الاکرام واقف اسرار خفی و جلی حضرت جناب مخدوم شاہ سید امداد علی صاحب کی ملازمت حاصل
ہوئی جناب قبلہ و کعبہ دوجہان جد امجدنا حضرت ابوالقاسم خواجہ نظام الدین احمد عرف فقیر صاحب برّد
اللہ مضجعہ و نور اللہ مرقدہٗ حضرت موصوف سے کمال محبت رکھتے تہے حقیقی بہائی سے زیادہ الفت
رکھتے تہے اور جناب کریم و مکرم مطاع عالم عقدہ کشاے سلسلہ کار بستگان دستگیر درماندگان و
پاشکستگان مصدر جود و سخا معدن لطف و عطا جگربند علی جناب مولوی سید فرزند علی صاحب عم
نوالہ کی ملازمت سے بھی شرف اندوز ہوا ذات گرامی صفات اونکی بھی اس زمانہ مین غنیمت ہے
مین اونکے اخلاق اور شان و رحم و کرم پر جان و دل سے نثار ہون اونکو بھی میرے ساتھہ قلبی
محبت ہے مگر جناب مستغنی الالقاب مخدومی مکرمی مولوی **سید باقر علی** صاحب جنکو ہمارے
حضرت ہادی پیر و مرشد مدظلال جلالہ کے حضور سے ملک الشعرا کا خطاب ہے واقعی ایک
ایک شعر اونکا فرد ہے کلام مین انتہا کی شوخی اور درد ہے دیوان منتخب ہے لاجواب ہے

فضل خدا سے ہمت مردانہ رکہتے ہین وہ کمترین سے محبت برادرانہ رکہتے ہین کمال عنایت فرماتے ہین غریب خانہ پر اکثر تشریف لاتے ہین سبب مجہے عرصہ سے شغل وکالت ہے روزمرہ دربار جانے کا اتفاق ہوتا ہے کبہی جو عدم فرصت کے سبب سے ملاقات مین عرصہ ہو جاتا ہے تو دل بیقرار کو چین نہین آتا ہے مولوی صاحب ممدوح بہی بیچین ہو جاتے ہین آدمی بہیجتے ہین خود کرم فرماتے ہین اور ایک ہمارے شفیق مربان وضیع اور خلیق سخنور بے عدیل و نظیر سرگروۂ انجمن نکتہ دان عالی وقار مولوی **محمد نور الحسن** صاحب کہ اونکے اخلاق مسعود اور اوصاف محمود اگر لکہون تو ایک دوسری کتاب تصنیف ہو مگر پہر بہی جیسا جی چاہتا ہے اوسقدر نہ تعریف ہو وہ بہی اس ضلع مین زمیندار کلان اور وکیل ہین خدا کے فضل سے با اقتدار صاحب عہدۂ جلیل ہین اللہ تعالی ان بزرگوارون کو شاد رکہے دشمنون کو اونکے ناشاد اور دوستون کو آباد رکہے

ع این دعا از من واز خلق خدا آمین باد اور وجہ تصنیف اس داستان کی یہہ ہے کہ فقیر مدام دلشاد غم دنیا سے آزاد رہتا تہا ایک روز یہہ جی مین آیا کہ فضل خدا سے اب ذی شعور ہوئے سن تمیز پایا بقای نام و نشان کی فکر کرنی ضرور ہے فرصت کو غنیمت سمجہنا کار ہر ذی شعور ہے بس آخر یہی بات ذہن مین آئی کہ بہترین یادگار اس دہر ناپایدار مین تالیف اور تصنیف ہے اسی سے لوگون کا جہان مین نام ہے اونکی تعریف ہے **مصنف** سخن سخن سا نہین اور کوئی خلف الصدق + کہ تابہ حشر جسے نام باپ کا رکہے + بقاے نام کی صورت نہین ہے اسکے سوا + یہہ وہ نگینہ ہے جو نام کو جلا رکہے بغیر جہد مصنف ہر ایک کے آگے + مثال نکہت گل آپ کو سدا رکہے + غرض سخن سے زیادہ نہین ہے چیز کوئی + سدا زمانہ مین قائم اسے خدا رکہے + اور قطع نظر اسکے اپنا دل بہی لذت گیر چاشنی محبت ہے عاشقانہ مضمونون سے طبیعی الفت ہے کچہہ اندنون طبیعت زیادہ تر مائل و وارفتہ ہے ہر چند دل عشق منزل لڑکپن سے انہین باتون کا خوگرفتہ ہے **فقرہ** طفلی مین بہی ہم سُنا کرتے تہے ہم اور طرح کی + بہلاتی تہی دایہ تو گل داغ جگر سے + الغرض اسی تردد طبیعت کی واشد مین عرصہ لذرا آخر نہ رہ سکا دل نے اظہار حسن و عشق مین تیزی کی اور معشوق نے بہی اپنے عاشق پر اس امر مین تاکید از حد کی ناچار قصہ شاہزادۂ **آرام دل** اور ملکہ **حسن افروز** کا اپنی طبیعت کے زور سے قلمبند کیا طالب اور مطلوب دونون کو خورسند کیا جب یہہ قصہ تمام ہوا **سرو شش سخن** اسکا نام ہوا اس نام مین یہہ خوبی ہے کہ ہم نام و ہم تاریخ مگر ترکیب مین اسکے اضافت مقلوبی ہے

تاریخ تصنیف از مصنف

سنکے ہماری داستان کہنے لگے یہہ نکتہ دان
عشق کا خوب ہے بیان قصہ بہی یہہ عجیب ہے

لکہنے کو سال ای سخن فکر جو دل مین کی ذرا
ہاتف غیب نے کہا **نغمۂ عندلیب** ہے

تاریخ طبع از مصنف

چون بتائید خدا انجام یافت	قصۂ دلچسپ و مرغوب بیان سال طبعش ای نسخن حسن تقت ما گفت	داستان عشق چون کردم رقم طبعش زیبا و دلکش داستان سنہ ۱۲۸۱ ہجری	ہدیہ آوردم بپیش دوستان

بیان جلسہ

ایک جلسہ ہمارے دوستون کا جو موسوم بہ **انجمن احباب** ہے باتفاق یاران جلسہ وہ ایجاد ہوا حقیقت
مین لاجواب ہے ایک دستور العمل حاوی سب کاروبار ضروری بلکہ جملہ امور دینی و دنیوی طیار ہے سب
احباب کا اوسی پر دار و مدار ہے زبان نہایت فصیح صاحبان جلسہ کی ایجاد سب زبانون سے جدا ہے
اوسمین ہر ایک کو خوب مشاقی حاصل ہے صرف کتابت انگریزی نہین مگر مثل انگریزی خوش نما ہے
اس جلسہ کے واسطے خاص ایک مکان رفیع الشان مع اسباب ضروری و سامان عیش و نشاط سجا ہوا
ہے ہر طرح مرتب ہے ہر چیز وہان مہیا ہے روز مرہ اوس مکان مین سب احباب کی نشست
ہوتی ہے دوست آشنا آتے ہین قرینے سے بیٹھتے ہین پیچوان پیتے ہین گلوریان نفیس کھاتے
ہین کیفیت ہوتی ہے ہر مہینے کی اونتیسوین تاریخ ایک جلسہ کلان ہوتا ہے میلہ کا لطف ہوتا
ہے موجود ہر پیر و جوان ہوتا ہے رنج و الم سب سے دور ہوتا ہے تعظیم اور تواضع ہر فرد بشر
کی مد نظر رہتی ہے ہر ایک کا دل مسرور رہتا ہے اوس روز پچیس روپیہ کے ٹکے فقرا اور
مساکین کو للہ تقسیم ہوتے ہین اون لڑکون کو اکثر دیئے جاتے ہین جو یتیم ہوتے ہین چنانچہ
یہہ اونتیسوین کا جلسہ ہمارا مشہور رہے دوکاندار مکان کے دروازہ پر دوکانین لگاتے ہین
لوگ دور دور سے سیر دیکھنے کو آتے ہین شاہدان گلعذار اور مہوشان پری رخسار کی کثرت سے
وہ مکان پرستان ہوتا ہے وہان کی زیب و زینت اور روشنی کی کیفیت دیکھکر راہ چلتون کو
شادی کی محفل کا گمان ہوتا ہے تمام شہر کی طوائف نامی مجرے کے واسطے طلب کی جاتی ہین
اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خود چلی آتی ہین سب احباب ایک طرح کی پوشاک پہنکر بیٹھتے ہین ازسر تا پا بلا فرق
سب کی ایک وضع ہوتی ہے فرط محبت سے باہم کچھہ عجب ڈہنگ ہین کہ دوئی کا نام نہین سب
آشنا یک رنگ ہین اوس بزم مین پہلے غزلخوانی کا چرچا ہوتا ہے بعد اوسکے رقص و سرود
کی محفل آراستہ ہوتی ہے صبح تک عجب لطف کا جلسہ ہوتا ہے سب احباب فضل الٰہی سے
ملازم سرکار دولتدار ہین عہدہ ہاے جلیل پر مقرر ہین بہت ہوشیار کارگذار ہین جملہ اشخاص
اکثر علوم اور فنون مین استعداد کامل رکھتے ہین طاق ہین ہمہ دان سب شاعر نام آور ہین۔

شعر گوئی مین مشتاق ہین یادش بخیر جناب **سید محمد افضل صاحب خضر** تخلص جو عدالت دیوانی ضلع
شاہ آباد مین امین درجہ اول کے ہین عالی خاندان نیک ذات خجستہ صفات بے تکلف انتہا کے ذہین
اور فطین با مذاق لطیفہ گو حاضر جواب ہین دوستون مین ہمارے انتخاب ہین **سید فرزند احمد صاحب**
صفیر بلگرامی جو صاحب دیوان ہین تحریر اونکی چست روزمرہ درست نہایت خوش بیان ہین ہر شہر و
دیار مین اونکی علو خاندانی کی شہرت ہے ہر جگہہ اونکی قدر و منزلت ہے بیان کرنے کی کیا حاجت
ہے اور صدر نشین اریکۂ برتری منشی **احمد حسین** صاحب منشی محکمہ سرسری عرف میان جان **حیرت**
تخلص کہ مرد با وضع عالی ہمت ذکی نکتہ سنج بے رنج سخن فہم خوش رو جوان ہین پیکر سخن کی جان ہین
ایک ادنے وصف خلق اونکا یہہ ہے کہ جس شخص سے ایک ملاقات کرتے ہین وہ اونکا بدل
مشتاق رہتا ہے تمام عمر اوسے اونکی ملاقات کا اشتیاق رہتا ہے واقعی بڑے چالاک نہایت
طرار سحر گفتار ہین جوان رعنا خوش پوشاک وضعدار ہین **حکیم سید لقمان حیدر** صاحب کہ تخلص بہ
فقیر ہین کمال دانشمند ارسطو فطرت لقمان ثانی طبیب بے نظیر ہین کتابین خوب یاد ہین تشخیص بہت اچھی
نہایت خوبصورت نیک سیرت قابل صحبت اور لائق ملاقات ہین مگر ملاقات کم کرتے ہین پابند اوقات
ہین **محمد برکت اللہ خان** صاحب **سیفی** تخلص کہ فی الحقیقت سیف زبان جادو بیان یار باوفا
بے تکلف صحبت مین یکتا ہین اونکی کیا بات ہے عجب ذی مروت آشنا ہین **محمد اصغر** صاحب **صغیر**
تخلص بلگرامی کہ ہر علم و فن مین ماہر ہین شاعری کے واسطے موزون ہین نہایت نازک خیال پر گو معاملہ اندیش
محقق شاعر ہین طبیعت بہت لطیف رکھتے ہین مگر بالفعل اس جلسہ مین شریک نہین ہین بحصول رخصت
باجازت ارباب انجمن اپنے وطن مین تشریف رکھتے ہین منشی **بالک رام** صاحب **منشی** تخلص
جو محرر محکمہ کلکٹری اور زمیندار ہین رہ نورد جادۂ محبت گام فرسائے وادی مودت آشنا پرست
ذی جاہ و وقار ہین **میر امجد حسین** اور منشی **ریاض علی** اور منشی **بنیاد علی** تخلص **توقیر** یہہ تینون
صاحب رئیسان عظیم آباد ہین ذی جوہر بحر خوبی کے گوہر ہین باغ عالم مین لسان سرو غم و الم سے
آزاد ہین **بابو سنت پرشاد** اور منشی **علی حیدر** صاحب **حیدری** تخلص یہہ دونون نوجوان محکمہ
کلکٹری اور فیری فن مین ہیڈ رائٹر ہین سرکاری نوکر ہین علم انگریزی اور فارسی مین بہرۂ کامل رکھتے ہین
بہت اچھی استعداد ہے خلیق ہین ہر ایک سے محبت بدل رکھتے ہین منشی **عطا حسین** صاحب
کہ جنکو سنہ ۱۸۸۳ء مین سند وکالت درجہ اول کی ہمارے ساتھہ ہی عطا ہوئی ہے کیسے قانون دان
اور لائق ہین کہ جنکا جواب نہین آمدنی ایسی کثیر ہے کہ جسکا حساب نہین منشی **کیرت نراین** صاحب
پیشکار فوجداری **شوکت** تخلص نہایت منتظم خوش سلیقہ با اخلاق وضعدار ہین ان کی ذات سے
خیر بہت جاری ہے شریر النفس کو اوسکے جرائم کی سزا قرار واقعی دیتے ہین بڑے کار گذار ہین

راجہ صاحب آباد اور منشی بے نظیر منشی نظر علی صاحب نظیر سید عبد الحلیم صاحب حلیم میاں نجان صاحب نہال اور منشی رگھوبر دیال صاحب مشیر یہہ سب صاحب آشنا سے بحر محبت ہین ان ہی لوگون سے رونق انجمن ہے اس جلسہ کا شریک ایک یہہ خوشہ چین خرمن بے دانشی محرر داستان ہیچمدان کمترین فخر الدین حسین سخن ہے جامع المتفرقین خدا اسے توانا ارحم الراحمین کے افضال وکرم سے یہہ جلسہ ایسا با زیب و زینت ہے کہ خوش و خورم سب احباب ہین دوست دیکھکر مسرور ہوتے ہین دشمنون کے دل آتش رشک و حسد سے کباب ہین جو علم موسیقی کا کامل یہان آتا ہے اس جلسہ مین مجرا کیے بغیر نہین جاتا ہے اکثر طوائف لکھنو سے آئین ارباب جلسہ نے اونکے ساتھہ وہ کام کیا ایسا کچھہ دیا کہ آج تک دولتمند اور شاد ہین فراموش کاری ایسے لوگون کا شعار ہوتا ہے مگر صاحبان جلسہ کے احسانات سب اونہین یاد ہین ایک اونمین سے ایک راجہ کی سرکار مین ہزار روپیہ مہینے کی نوکر ہے مگر یاران انجمن کے فراق مین اس جلسہ کے اشتیاق مین زندگی سے بیزار ہے کبھی جو ذکر آتا ہے کوئی اس جلسہ کی خبر اوسے سناتا ہے تو رو دیتی ہے لیکن اتفاقات زمانہ سے مجبور ہے لاچار ہے الغرض ارباب جلسہ کے اوصاف اور اس انجمن کے فوائد اگر سب لکھے جائین تو کئی کتابین تصنیف ہون اسواسطے اس کتاب مین مختصر اسیقدر حال رقم کیا زیادہ طول نہ دیا اللہ تعالے سب دوستون کو خوش و خورم رکھے فلک تفرقہ انداز بد نظر ستمگر سے بچائے حافظ حقیقی سبکا نگہبان رہے اور بالاتفاق سبھون کو باہم رکھے آمین ثم آمین

قصیدہ از نتائج افکار مصنف در مدح صاحب والا تبار ذی اقتدار مسٹر جی الیف بگنولڈ صاحب بہادر جنٹ مجسٹریٹ ضلع شاہ آباد باظہار مطلب خود در صنعت توشیح و غزلیات مصنف ورای آن غزلیات و اشعار کہ در کتاب نوشتہ شد

قصیدۂ مدحیہ

ج جوش پر اپنی جنون خیز وہ آئی ہے بہار — ن نکہت گل سے ہوا نشہ جام سرشار
ا ابر کے فیض سے خالی نہین یک ذرہ زمین — ب باغ لالہ ہے کہلا دشت سے لیکے تا کہسار
ب بے مزہ ساقی ہوش نکر بادہ کشی ++ — گ گلشن دہر مین کس جوش پہ ہے فصل بہار
ن ناز کرنا تیرا بیجا ہے ہر اک ساغر پر — و وہ سہے ظلم ترے جسکا کبھی ہو ہمدار
ل لا مرا بادۂ احمر جو پلاتا نہین تو ++ — و دے میرا شیشہ و ساغر جو تجھے ہے انکار
م مین صبح سے آج اسی امر کے مین سوچ مین ہون — ا اپنا سامان الگ سب سے کرونگا تیار
ج حرص دور مے و ساغر ہے مرے دلمین بہت — ب بادۂ ناب کی ہے فکر مجھے لیل و نہار

ب باغبان باغ کو آراستہ کر بعد خدا
ا آج اس باغ اک محفل جمشیدی ہو
ب بوٹہ بوٹہ پہولون کے گلدستہ بناکر چمن وے
ا اب پنہاہار تو گردن مین ہر ایک شیشہ کے
ح حور پر آنکہہ نہ ڈالون جو نظر آئے مجہے
م مست رہتا ہون اوسی مہ کے تصور مین مدام
ہ ہان زبان روک سخن ہرزہ درا غفلت مین
ی یہہ تو مانا کہ زمانہ ہے مخالف ہم سے
ض ضد بتون سے ہوئی اب مجکو خدا شاہد ہے
ر روز اوڑاتا ہون مین خاک درِ جانان سر پر
ی یاد رکہہ عاشق بے زر کو نہین لذت عشق
ی یہہ بہی ایک بے ادبی مجہہ سے ہوئی ای گلرو
ع عوض می وہ پلاتے ہین مجہے شربتِ وصل
ض ضبط آہِ شرر افشان سے میرے سینہ مین
ی یاد دلدار مین اب کہنچین گے ہم نالۂ گرم +
ہ ہے بجا شک مرا واعظ ترے سمجہانے پر
ا ابر مین چاہیے اسباب نشاط آمادہ
ی یار ہو باغ ہو اور باغ مین ہو بادِ صبا
ن نشہ ہو می مین بہرا می ہو بہری شیشہ مین
ف فیض ہو ابر مین اور ابر مین ہو برق نہان
ک کرے بیہوش ادہر بوے چمن عاشق کو
ل لحن مرغان نوا سنج سے ہو دلکو سرور
ک کاسۂ زر مین رکہے ہو وین کباب ماہی
ش شکر ہے آج یہہ سامان مہیا سب ہے
ک کیون نہ انشا کرون پہر ایک قصیدہ ایسا
ج جمع بیٹہ ہو گی مری خاطر تو کرونگا مین قسم
سر ہر مصرع سے ہے اب میری خواہش پیدا

ہ ہر گلِ تر کو بنا رشکِ دہِ روے نگار
د دور می سے سری گردش مین ہو چرخ دوّار
د دل میرا گل کا ہے بلبل کی طرح عاشق زار
م محتسب کا نہ مجہے ڈر ہے نہ خوفِ اغیار
ش شوخ و طرار ہے میرا بہی بتِ گلرخسار
ت تیرہ بختی مین بسر کرتا ہون باعزّ و وقار
ک کیا کیا چاہتا ہے وحشتِ دل کا اظہار
ح حسرتِ جاہ بہی دل مین نہین اپنے زنہار
و وہ جو تسبیح کو چہو لین تو مین پہنون زنار
م مین ہون دیوانہ پہ ہون کام مین اپنے ہشیار
ن نہ ملا میری دوا کے لیے مشکِ تاتار
ہ ہاتہہ سے ٹوٹ گیا میرے گلے کا تیرے ہار
ر رشک سے اب تو ہوا غیر کا جینا دشوار
ہ ہو گیا دل میرا خاکسترِ گلخن کا غبار
ک کیا کرین یون ہین نکالین گے سدا دل کی بخار
م مجہکو ڈر ہے کہ کہین تو بہی نہو عاشق زار
ر روح کو تازہ کرے جس سے فضائے گلزار
م مستی ایسی ہو صبا مین کہ وہ کر دے سرشار
ص صاف شیشہ مین ہو می مین نہو گرد و غبار
ی یار پہلو مین ہو اور یار سے ہو بوس و کنار
ی یادِ گل مین ہو ادہر نالہ کنان بلبل زار
ی یاس و حسرت الم و درد کا ہو وہان نہ گذار
و وہ صنم برلبِ جو کہیلے بطِ می کا شکار
ش شاد ہون مین کہ مجہے بہی ہے میسر یہ بہار
ی یاد کر لین شعرا شوق سے جسکے اشعار
ی یہہ زبان وصف مین ممدوح کے ہو گی دربار
مین نے صنعت مین کیا حال دل اوس سے اظہار

جسکا القاب زمانی مین ہے سرچشمۂ فیض
جسکے اوصاف کا ہوتا ہے نہین مجہ سے شمار

جسکو شاہنشۂ اقلیم سخن کہتے ہین ++
جسکے بانون پہ فصاحت بہی ہو سو جان سے نثار

جسکی ہے فکر بلند اوج دہ معنی و لفظ +
جسکا ہے ذہن رسا واقف رمز اشعار

جسکی ہر بات مین ہے صورت اعجاز مسیح ++
جسکے ہر فعل مین ہے صولت حکم جبار

جو کہ ہے حسن مین یوسف سے زیادہ نمکین
جسکے شیدا ہین دل وجان سے بتان فرخار

جو کہ دنیا مین جوان بخت و جوان دولت ہے
جسکا اقبال جوان جسکا ہے طالع بیدار

صاحب جنٹ بہادر شہ اورنگ نشین +
بزم جمشید سے کے مانند ہے جسکا دربار

عدل کا اوسکے کیا لوگون نے چرچا وہان تک
تاندے شیر غزالان ختن کو آزار ++ + ++

شکوۂ جور بتان اب نرہا عاشق کو +++
یہہ بہی اب عہد مین اوسکے نہین رسم آزار

لطف سے اوسکے ہے معمورۂ عالم مین خوشی
خلق سے اوسکے ہے ہر وقت زبان گوہربار

طوطیے خامہ نے سیکہے کیے وصف اوسکے بیان
پہلے شنجرف سے کی سرخ جب اپنی منقار

بحر عمان ہوا بہی رشک سے پانی پانی
نہر مین دہوئے اگر آکے وہ دست دربار

دل گذرگاہ خیال سخن آرائی ہے
اب سنئے مطلع نو سامع باغرو وقار

مطلع

اے شہ تخت نشین مہ خورشید عذار
فیض سے تیرے ہوا سارا جہان پر انوار

رونق گلشن فردوس ترا نقش قدم +
سرمۂ چشم کواکب ترے توسن کا غبار

تیری شوکت سے ہوا رستم بیدل لرزان
تیری ہیبت سے ہوا سینۂ سہراب فگار

تجہکو آسان ہے دشوار کا آسان کرنا
تجہ سے دشوار ہے دشوار کا رہنا دشوار

بخت کو میرے مناسب ہے جو گرداب کہین
روز روشن کو بجا ہے مرے کہنا شب تار

جور افلاک سے یہہ ہمکو یقین ہوتا ہے
مرگ کے بعد بہی باقی نہ رہے نام مزار

اے سخن شکوۂ بیجا سے نہین کچہہ حاصل
کسکی سنتا ہے کہانی فلک ناہنجار

ختم کر جلد قصیدہ کو دعا پر یعنے
اب ہوا جاتا ہے یہان نشۂ عشرت کا خمار

جب تلک مہر درخشان سے رہے دنکو ضیا
جب تلک ماہ منور سے ہو روشن شب تار

تا رہے گردش افلاک سے اس عالم مین +
دل عاشق کو قلق اور دل دلبر کو قرار

تو سلامت رہے دنیا مین بصد جاہ و حشم
تیرے احباب رہین شاد ترے دشمن خوار

غزلیات مصنف

ترے بن گر دل بیتاب سر گرم فغان ہوگا — زبانون پر فرشتون کے یقین ہے الامان ہوگا

اجازت ہو تو پہر دیکہو تم بہی آئینہ او پیارے — سنا ہے گل ترے در پر ہجوم عاشقان ہوگا

پسینے سے تری چاہ زنخدان کی ہے زیبائش — ہوا گر خشک یہہ پانی تو پہر اندہا کنوان ہوگا

موئے ہین عشق کاکل مین یقین ہے بعد مردن بہی — نمایان مثل سنبل قبر سے اپنے دہوان ہوگا

پہن کر طوق قمری سرو ہوگا عاشق قامت — خرامان باغ مین جدہر مرا سرو روان ہوگا

عبث اے ہمدمون تدبیر تم کرتے ہو جانے دو — کسی سے کیا علاج سوزش زخم نہان ہوگا

حقیقت کہل گئی عشق مجازی جب کیا ہم نے — اوسی کو وصل حق ہوگا جسے وصل بتان ہوگا

خرام ناز سے تیرے قیامت ہو گی عالم مین — زمین یہہ لامکان ہو گی جہان بے آسمان ہوگا

سخن کیا خوف ہے تجکو عذاب روز محشر سے
ترا حامی رسول اللہ شاہ دو جہان ہوگا

مرنے پہ داغ دل تن بیجان مین رہ گیا — روشن چراغ خانۂ ویران مین رہ گیا

اعجاز خوش خرامئ جانان سے نقش پا — طاؤس بن کے صحن گلستان مین رہ گیا

سمجہاؤن کس طرح دل خانہ خراب کو — نادان اولجہہ کے گیسوے جانان مین رہ گیا

مقتل سے نعش اوٹہائی کسی نے نہ بعد مرگ — عسکر مین بہی گنج شہیدان مین رہ گیا

اچہا ہوا شہید ہوئے پر یہی ہے غم — دہبا لہو کا یار کے دامان مین رہ گیا

کیا زور ناتوانی سے ہے ٹوٹا نہ ایک تار — بخیہ اولجہہ کے چاک گریبان مین رہ گیا

اوس آفتاب حسن سے آیا نہ رو برو — خجلت کا داغ ماہ درخشان مین رہ گیا

دو گام چل سکا نہ جنون مین سخن کے ساتہہ
جب تہک گیا تو قیس بیابان مین رہ گیا

ہم سے علاج عشق جنون زا نہو سکا — سر سے یہہ دور زلف کا سودا نہو سکا

ایفائے وعدہ آپ سے جانان نہو سکا — پاس وفائے عاشق شیدا نہو سکا

کیا حضرت مسیح کی معجز نمائیان + — بیمار عشق ایک بہی اچہا نہو سکا

پیش از نظر تہی چشم جو اوس گلرخ کی باغ مین — نظارہ سوے نرگس شہلا نہو سکا

مفلس ہین آؤ سو رہو صاحب خطا معاف — سامان عیش آج مہیا نہو سکا

محروم ہو گئے دین سے کافی تمام عمر — کچہہ کام تجہہ سے او سگ دنیا نہو سکا

آیا نہ وہ عیادت بیمار عشق کو + — اوس غیرت مسیح سے اتنا نہو سکا

خیرات ایک بوسہ نہ ہمکو ملا کبہی — یہہ اقتضائے ہمت والا نہو سکا

سنتے ہین اونکو غیر سے پہر ارتباط ہے
دلکو ملا جو درد محبت کا کچھ مزا

قسمین شدید کہائین تہین دیکھا نہو سکا
منت کش علاج اطبا نہو سکا

دلبستگی ہے گیسوے جانان سے کیون سخن
کیا پیچ ہے کہ وا یہہ معما نہو سکا

میکدہ آباد ہو اوس ساقی گلفام کا
عشق مین سودا ہے دور بادۂ گلفام کا
بیٹھے ہین کوٹے پہ وہ دیکھو تجلی طور کے
پہر یہی کہتا ہے دل صحرا اے قیس آباد ہو
چشم تر مین اب مژہ پر اشکہاے گرم ہین
کیا کرون وصف رخ پر نور و زلف عنبرین

جسنے ساغر بہر دیا مجھ رند کی آشام کا
طوق ہے گردن مین اپنے عکس خط جام کا
عالم بالا سے بالا تر ہے عالم بام کا
پہر ہوا سودا ہمین اوس شوخ سے لیلے فام کا
اپنے خسخانی مین دیکھو لطف ہے حمام کا
صبح کا عالم ہے اوسمین اسمین عالم شام کا

زہر کہائیگا سخن یہہ پہلے ہی سمجھے تہے ہم
تہا ہمین آغاز خط ہی مین خیال انجام کا

افشان چُنا گئے وہ جبین پر تمام رات
جلتی رہی نگاہون سے کے خنجر تمام رات
آئی جو یاد جنبش مژگان رخنہ گر
وہ رشک آفتاب رہا شب جو میرے گہر
کیا ہی غضب تصور ابروے یار تہا

دیکھا کیا مین جلوۂ اختر تمام رات
بسمل رہا مین عاشق مضطر تمام رات
دل مین چبہا گئی میرے نشتر تمام رات
نکلا نہ چرخ پر مہ انور تمام رات
دیکھا کیا مین خواب مین خنجر تمام رات

وہ دن خدا کرے کہ سخن تجھکو ہو نصیب
وصل پری رخان و سمن بر تمام رات

مسجد سے کچھ زیادہ ہے کوئے بتان پسند
زاہد کو ہو گی نرگس باغ جنان پسند
یہہ جان ہے یہہ جگر ہے یہہ دل تیرے نذر ہے
گلشن کا شوق ہے نہ اوسے میکشی کا ذوق
زاہد تو ہے ظروف مساجد سے دل لگا
او بت خدا کے واسطے دل کو گران نہ کر
کیا کم ہے سبزہ باغ کا مخمل کے فرش سے
جاہل کی ہر طرح یہان مٹی خراب ہے

کعبہ سے مجھکو بڑھ کے ہے ہندوستان پسند
مجھکو نشیلی یار کی ہین انکھڑیان پسند
اس مین سے کوئی بہی تو کرا اے دلستان پسند
اوس گلبدن کو ہے فقط آب روان پسند
مجھ رند کو شراب کی ہین بھٹیان پسند
واللہ دل سے ہین یہہ تیری شوخیان پسند
مفلس کو آسمان کا ہے سائبان پسند
اے دل ہنر کو کرتے ہین اہل جہان پسند

مجھہ زار کو نہ باغ سے اپنے نکال تو +
حاضر ہین مشت پر ہون اگر باغبان پسند

اشعار صاف صاف کی کیا بات ہے سخن
ایسی ہی شعر کرتے ہین اہل زبان پسند

موئے ہین اوپری تیرے خیال روی روشن میو
چراغ طور جلتا ہے ہمارے کنج مدفن مین

وہ بلبل ہون اگر سرگرم نالہ ہون مین گلشن مین
لگادون آگ او گلچین تری ہستی کی خرمن مین

غضب ہے آفت جان ہی ابھی سی تو لڑکپن مین
شرارت کوٹ کر حق نے بہری ہی تیری چتون مین

مراہی ساقیا جن دی گلابی صحن گلشن مین
بہار آئی پنہادی ہار سب شیشون کی گردن مین

سپہر حسن ہو تم اور تاری خال عارض مین
مہ کامل کا عالم ہے تمہاری روی روشن مین

نہ قسمت لیگئی پہر کوی جانان مین سب کہے ہمکو
نکل کر ہم پہ رنگ بوی گل آئی نہ گلشن مین

ہمین کیا خوف زاہد ظلمت کفر و ضلالت سے
چراغ نور ایمان ہے ہماری کنج مدفن مین

وہ وحشی ہون کہ بعد از مرگ اپنی روح بہی ٹہرے
نہ صحرا مین نہ گلشن مین نہ مسکن مین نہ مدفن مین

جنون مین ہم جب اونکی زیر بام آئی تو فرمایا
صدائی درد ہی یہہ کسکی زنجیرون کی شیون مین

بہار آئی نہ ٹہرونگا کبہی دیتا ہون مین یا ر د
زبردستی جکڑتے ہو مجھے زنجیر آہن مین

خفا گل بہی ہو بلبل سرو بہی قمری ہو آزردہ
رخ رنگین قد بالا تیرا دیکھے جو گلشن مین

بناوٹ سی بگڑ کر عین گرمی مین لگے کہنے
خدا کے واسطے چہوڑو نہ ڈالو ہاتھ گردن مین

کبہی چہوٹی نہ پائی پانون تک جس بت کا ہم زاہد
زہی تقدیر اوسکا ہاتھ ہو دست برہمن مین

پس از مردن سخن کی یہہ دعا ہی اپنی خالق سے
جمال احمدی ہووے میسر کنج مدفن مین

جو پہلے تہی الفت وہ کم دیکھتے ہین
عنایت کے بدلے ستم دیکھتے ہین

اوٹھائیگا صدمے نہ یون کوئی عاشق
ہم ہی ہین کہ جور و ستم دیکھتے ہین

بڑے ناز سے ایک ٹہوکر لگا کر
مسیحا نفس مجھہ مین دم دیکھتے ہین

نہ بگڑو جو زلفون کو چہوتے ہین صاحب
ذرا تیرے سر کی قسم دیکھتے ہین

مرے صید افگن بڑے حربون سے
تجھے آہوان حرم دیکھتے ہین

اثر ہے محبت کا روتے ہین وہ سب
سخن کے اگر چشم نم دیکھتے ہین

مست ہین محو جمال یار قیصر باغ مین
پیتے ہین جام سے مے دیدار قیصر باغ مین

مرگ کا سامان ہے سبے والدا قیصر باغ مین
سرو بن جاتے ہین شکل دار قیصر باغ مین

بلبل و گل ہم بغل ہین سرو و قمری ہمکنار
ایک مین ناکام ہون سب لے یار قیصر باغ مین

بہر لی ہین حوران جنت شیشہ و ساغر لیے
رنگ سب ہے اے غیرت گلزار قیصر باغ مین

نازاونہاں ہی باغبان سے کہ کون شل بوی گل
جا نکلے ہم بہاند کر دیوار قیصر باغ مین

ابر ہی می ہی چمن ہی وہ گل رعنا ہی سے
چل ذرا ای ساقیے مینحوار قیصر باغ مین

بی تیری کیا خاک جائین سیر کو ای رشک گل
نوک سبزہ ہی سنان خار قیصر باغ مین

جوش پر ہی فصل گل ئیدجام ل مین آج
پہول دی ای ساقیے سرشار قیصر باغ مین

گل ہوئی بلبل ترا رخسار رنگین دیکھکر
کبک ہی بسمل دم رفتار قیصر باغ مین

نکہت گل سے نی دماغ جان معطر کر دیا
ہر چمن سے ہے خانۂ عطار قیصر باغ مین

قہقہہ گل کو سکہا بلبل کو طرز گفتگو
سرو کو چل کر بتا رفتار قیصر باغ مین

اب چلو یہان سے بہت کی سیر تم نی ای سخن
جیتے ہو تو آؤ گے سو بار قیصر باغ مین

عاشق ترا جہان مین کون ای صنم نہین
کسکو تری جدائی کا رنج والم نہین

کس دن تری فراق مین یہان چشم نم نہین
کس رات آہ و نالہ و درد والم نہین

ہر دم نگاہ قہر ہے عاشق پہ ان دنون
بہلا سا اب وہ آپ کا لطف و کرم نہین

ماری خوشی کی بہول گئی میرے ہاتہہ پانون
گلشن مین اونکو دیکھ کے اوٹھتا قدم نہین

ارمان وصل یار نہ کیون ہم بیان کرین
کچھ اور آرزو ترے سر کی قسم نہین

مصروف آپ ہین دل عاشق کے صید مین
بے خوف اینکو کون سا صید حرم نہین

کوئی بلا سی چیز کے پہلو نکال لے
یار و جو دل یہی ہے تو ایک روز ہم نہین

سچ ہے بجا ہے تمکو ہماری خبر ہو کیا
اپنے ہی جذب دل مین اثر ای صنم نہین

مار کبھی جلایا کبھی چشم یار نے
کیا کیا نگاہ لطف مین پنہان ستم نہین

یون لوگ اوس نگار کو جو کچھ کہین مگر
نام خدا وہ حسن مین یوسف سے کم نہین

ہوئی نصیب وصل ترا مجکو رات دن
اللہ سے کچھ اور دعا اے صنم نہین

کسوقت قاصدا دم تحریر خط شوق
شنجرف خون دل نہین مژگان قلم نہین

اوبت ہمارے دل مین تو اپنے جگہہ نکر
کافر یہہ گہر خدا کا ہی بیت الصنم نہین

تند بوسہ لب شیرین عطا کرو +
دے دو کچھ ایسی بخشش بہا یہ رقم نہین

اقرار ہے کبھی کبھی انکار وصل سے
ایک بات کہدو ہان کہو یا ای صنم نہین

شکوہ کرون ستم کا تو مجہہ پر عتاب ہو
کیونکر کہون کہ حال پہ میرے کرم نہین

اے عندلیب بلبل باغ سخن ہون مین
مضمون ہر اک مرا گل رنگین سے کم نہین

زخم خندان دیکھکر ہین جوہر فولاد کو / زعفران کا کھیت سے کھینچ خنجر جلاد کو
رحم آجاتا ہے میرے حال پر صیاد کو / ڈھاب دیتا ہے قفس سنکر میری فریاد کو
بوجہ ہلکا ہوے ظالم کیون نہین کرتا ہی قتل / بار ہی شاید سبکدوشی مری جلاد کو
اے گلو بھولو نہ تم اپنے بہار حسن پر / چشم عبرت بین سے دیکھو عالم ایجاد کو
سب اسیران قفس آمادۂ فریاد ہین / ناگوارا گر نہوے خاطر صیاد کو
خوش کرون کس بات سی خاطر کو فرقت مین تیری / کسطرح تسکین دون اپنی دل ناشاد کو
موبمو کھینچے شبیہہ اوس حور کی میری لیے / کلک قدرت کہتا ہون مین خامۂ بہزاد کو
رنجیہ مائل کر لیا بلبل کو اوس نے باغ مین / بندۂ قامت کیا ہے سرو سے آزاد کو
حور کی صورت نظر آتے ہین سب معشوق یہان / جنت الفردوس سے کھینچے عالم ایجاد کو
ساقیا تکلیف میخانہ کی تو مجکو ندے / بزم عشرت سے نہین کچھ کام مجھ ناشاد کو
پر بندہی ہین قید ہین روزن قفس کے بند ہین / دیکھیے اب اور کیا منظور ہے صیاد کو
نو گرفتار قفس آخر پھڑک کر مر گیا / ہمصفیر و ابتنا کہہ دینا مری صیاد کو

لشکر اندوہ و غم مین گھر گیا ہی اب سخن
یا علی مشکل کشا پہونچو مرے امداد کو

حالت ہی عجیب شام و سحر درد جگر کے / تھمتی نہین انکھون سے جھڑی دیدۂ تر کے
اللہ ری نزاکت کہ دم بندش مضمون / تار رگ اندیشہ سے ہے تشبیہ کمر کے
خاموشئ لب مین بہی تکلم کا مزا ہے / کیا بات ہے واللہ بت رشک قمر کے
افسوس دم نزع رہی حسرت دیدار / ہم مر گئے پر اونکو کسی نے نہ خبر کے
پیغام اجل تھی خلش جنبش منقار / بسمل ہوے سنتے ہی اذان مرغ سحر کے
مدفن ہو مرا کوچۂ قاتل مین عزیزو / مر کر بہی تمنا ہے اوسی راہ گذر کے
لیتی نہین ارمان لب خاموشی کے بوسے / کیا حرف تمنا بہی قسم ہے تیری اسر کے

دل سے ہے غلام آل محمد کا سخن تو
بخشے تجھے اللہ گدائی اوسی در کے

وصل کی شب ایک بوسے پر لڑائی ہو گئے / ہان نہین کرتے ہی کرتے ہاتھا پائی ہو گئے
منزل دیر و حرم سمجھے اوسے کو زاہدا / کوچۂ جانان مین جب اپنی رسائی ہو گئے

حور جنت بھی اگر آئے نہ دیکھون اوسطرف
ایک پری پیکر سے اب تو آشنائی ہو گئے
کر دیا برباد عشق خانمان برباد نے
خاک اوڑاتے ہین صنم جب سی جدائی ہو گئے
رخ سی جب اولٹی نقاب اوس آفتاب حسن نے
پر تو انوار سے روشن خدائی ہو گئے
ہجر مین تیرے ہوا یہہ حال ای جان جہان
زرد چہرہ ہو گیا رنگت ہوائی ہو گئے

شغل ہے اب تنکے چنتے ہین جنون مین ای سخن
اپنی ہجر یار مین سودا دوا ئے ہو گئے

سر سے پا تک جو تیری زلف رسا آتی ہے
نازکرتی ہوئی عاشق پہ بلا آتی ہے
موسم بادہ کشی فصل بہاری کو لئے
ساقیا مست وہان دہار گھٹا آتی ہے
ابر کا گل سے مضامین کی گھر لاتا ہون
موج مین جب کہ میرے طبع رسا آتی ہے
قید عصمت ہی سخن بھی نہین ہوتا آزاد
بات کرنے مین بھی ظالم کو حیا آتی ہے
اندنون باغ مین وہ سرو سہی جاتا ہے
روز شمشاد و صنوبر پہ بلا آتی ہے
کوچہ اوس حور کا ہے غیرت فردوس برین
دل کہلا جاتا ہے جب سرد ہوا آتی ہے
یاد گیسو مین تڑپتا ہے تمہارا عاشق
رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے
اوسکو بھی اونکو بھی نہ شب وصل مین تقریر کرو
خیر ہے تمکو بھی شرکتنی بڑہا آتی ہے
تو بھی چل جسم سے ای روح پی استقبال
نکہت زلف لیئے باد صبا آتی ہے

دفن ہے اس مین سخن لاشۂ لیلےٰ شاید
ہای مجنون کے جو مرقد سے صدا آتی ہے

فرقت مین یہان لبون پہ مری جان زار ہے
آئے اجل کہ تیرا فقط انتظار ہے
جوش جنون سے آبلہ پا مین خار ہے
سرسبز دم قدم سے میرے خارزار ہے
مینا ئی می سے پہلو مین وہ گلعذار ہے
ہر لحظہ شکر نعمت پروردگار ہے
کیا آج فصل گل کی لب جو بہار ہے
سیخ کباب سے بط می کا شکار ہے
زاہد سمجھ لے دیر و حرم سب مین ہی وہی
تبخانون مین بھی قدرت پروردگار ہے
ساقی چمن مین کشتی می کی ہوا بند ہے
کالی گھٹا ہے جوش پہ فصل بہار ہے
وہ رند بادہ کش ہون کہ افلاس ہے مگر
گردن مین ہر صراحی کی گوٹہ کا ہار ہے
سودائی ہون مین گیسوے خمدار یار کا
جاتا ہون جسطرف کو اودہر مار مار ہے

اوبت خدا کے واسطے آجا سخن کے پاس
درد جگر ہے سینہ مین دل بیقرار ہے

فروغ حسن مین بالا ہے تو خورشید خاور سے
خجل ہے ماہ تابان یار تیری روی انور سے

نہ جنت کی تمنا ہے نہ مطلب آب کوثر سے
غرض ہی داغ دل سے او مطلب دیدۂ تر سے

جو روئون مین اوسی طوفان اشک دیدۂ تر سے
جھڑی لگ جای آنسو کی سحاب چشم گہربر سے

خیال روی جانان عالم سودا مین ہے ہمکو
فزون ہی پنبۂ داغ جنون خورشید محشر سے

رسائی عرش تک اوسکی ہکو ہی اور اوسکی کنعان تک
نہین رتبہ مین کچھہ یوسف کو نسبت میری دلبر سے

نہ نکلی حسرت دیدار ہی ای وای ناکامی
کیا قاتل نے یارو ذبح مجھکو تیز خنجر سے

صدای نالۂ صور اور داغ خورشید قیامت ہے
مرا روز جدائی کم نہین کچھہ روز محشر سے

خدا نے ای صنم تجکو کیا ہے نور سے پیدا
جہان مین اور جو بت ہین بنی ہین سب وہ پتھر سے

لب اب پھر خدا صورت دکہادی جان جاتی ہے
کہان تک ای صنم عاشق تیری دیدار کو ترسے

پڑی ہین طور جہی وصل کی سامان مین ای ہمدم
مگر ہم کیا کرین مجبور ہین اپنے مقدر سے

بھری ہی جن کو اوتار اساقی مہوش نے شیشہ مین
کیا واعظ کو محو دختر رز ایک ساغر سے

غبار آیا تمہارے دل مین دیکھو میری جانب سے
نظر آتے ہو پیارے صاف تم مجکو مکدر سے

اوسی ساقی کا ہون مین تشنۂ دیدار ای واعظ
پلائیگا جو ساغر پھر کے سب کو حوض کوثر سے

سخن نے کب کیا شکوہ تیری نا آشنائی کا
خدا محفوظ رکھے اوبت کافر تیرے شر سے

یارب گلشن مین ہر اک سرو شکل دار ہے
باغبان آنکھون مین اپنی گل برنگ خار ہے

یار بہی اپنا سراپا جلوۂ گلزار ہے
زلف سنبل ہی دہن غنچہ ہی گل رخسار ہے

جانتا ہی جب خدا کو تو کہ وہ غفار ہے
جام می سے زاہدا پھر کس لیے انکار ہے

جوش وحشت مین یہ میرا ہاتھہ جاتا ہے کہان
ای جنون یہہ جیب ہی یا زخم دامن دار ہے

خیر ہے فرماؤ تو کس واسطے پژمردہ ہو
صورت برگ خزان کیون اندنون رخسار ہے

کیا گنہ کیا جرم کیا تقصیر میری کیا خطا
آج رہنے سے یہان کیون آپکو انکار ہے

غیر ممکن تہا ظہور کبریائی تجھہ بغیر
باعث اظہار حق اوبت ترا دیدار ہے

کیا قیامت ہی کہ اکدن شکل دکھلاتی نہین
آج کل امروز فردا وعدۂ دیدار ہے

مفت نے تیرانا کیا بوسے جتنے ہو ذرا ہو
حق کہون گا تو کہو گے مستحق دار ہے

خوب گلچھرے اوڑاتا ہے چمن مین آج گل
موسم گل کی بدولت باغبان زردار ہے

جاتی ہین بہشتی مین ہم لاحول پڑہ لیتی ہین ہم
جام می پیتی ہین لیکن لب پہ استغفار ہے

یہ پہوا سودا مری سر مین تمہاری زلف کا
پھر گران زنجیر میرے پانون کو درکار ہے

یون ہتیلی کو نہ ہر دم اپنے کہولا کیجیے — اوڑ نہ جائے طائرِ رنگِ حنا پر دار ہے

بے سبب دوڑی نہین ہین جا بجا یہ چشم مین
اے سخن اب آنکہہ اپنی مائل زنار ہے

مرا محبوب ایسا شاہ وین ہے — کہ جسکا فرش رہ عرش برین ہے
کوئی مونس نہین اس بیکسی مین — خیالِ یار لیکن ہمنشین ہے
شب فرقت مین نالون سے ہمارے — پریشان زاہد خلوت نشین ہے
ہجوم مور کا خط پر گمان ہے — دہانِ یار مین کیسا انگبین ہے
مین تیرے ہجر مین مرتا ہون پیارے — تجہے میرے خبر مطلق نہین ہے
خرام یار کا ہو وصف جس مین — زمین اوس شعر کی عرش برین ہے
کسی صورت نہین تسکین ہمدم — دل نالان بہت اندوہ گین ہے
جہان مین حسن یوسف کی ہی شہرت — مگر میرا صنم اوس سے حسین ہے
غزل تمنے سخن کیا خوب لکہی — تمہاری فکر پر صد آفرین ہے

بہ تبدیل قوافی ایک غزل اور
لکہو اسمین کہ یہہ اچہی زمین ہے

تمہین محشر مین کیا غم ای سخن ہے — تمہارے دل مین حُبِ پنجتن ہے
دلِ دیوانہ اپنا مینگشواب ++ — فدائے سائے زُلف پُر شکن ہے
چہپا ہے ابر مین ماہ منقّوہ — رخ زیبا پہ زلف پُر شکن ہے
مکان جو وصل مین تہا عیش کا گہر — وہ دیکہو ہجر مین بیت الحزن ہے
چہوڑایا مجکو میرے دوستون سے — بنا دشمن مرا چرخِ کہن ہے
یہہ کیا دیر و حرم زنار و تسبیح — فریب و مکرِ شیخ و برہمن ہے

شب وصل عدو ہے ای سخن وہان
ہمین یہان ہجر مین رنج و محن ہے

قطعہ تاریخ از جناب عمو صاحب قبلہ و کعبہ دو جہان جناب خواجہ محمد بشیر صاحب مدظلہ العالی

برسای خرد جوان شدہ جانفزای دل و جنان — چہ فسانہ نمکین بیان چہ ہمین لطیفہ داستان
سخن سخنور نامور ز ریاض علم و ادب نور — ہمہ نور بخش دل و نظر چو کیفیت گشتہ ترانہ خوان
سخنش بدلکشی ادا ہمہ عشوہ سنج و کرشمہ زا — بہ برد شکیب ز سینہا چو حدیث لعل پری رخان
بصدای ہاتف خوش بیان پی سال یافتہ ام نشان — گل گلستان سخنوران شدہ سال طبع بزم جہان
۱۳۱۸ ہجری

قطعۂ تاریخ در صنعت توشیح از جناب میر وزیر صاحب نور تخلص

شاعر سحر بیان و اہل ورع	قصۂ تازہ بند بہنش در گذشت
حرف آخر کن ز ہر مصرع حساب	نور آب بحر منکر از سر گذشت
بہر تاریخش سروش آواز داد	از نظر این داستان کمتر گذشت

ایضاً

سنہ ۱۲۷۹ ہجری

چھپا جب قصۂ نایاب تصنیف سخن شاعر	ہوئی تاریخ کی ای نور دل لکو فکر تب پیدا
چمن سے عندلیب خوش نوائی دی صدا مجکو	پئی تفریح دل ہی کہہ گلستان سخن اچھا

سنہ ۱۲۸۰ ہجری

ایضاً

وہ چھپی اب داستان دلفزا	بادشاہوں کو جو ستھے مرغوب دل
کر جدا فرق ادب بولا سروش	نور کی تاریخ ہے مرغوب دل

سنہ ۱۲۸۱ ہجری

از منشی احمد حسین صاحب منشی سررشتہ محکمہ کلکٹری ضلع شاہ آباد حیرت تخلص شریک جلسہ

ناظرین خوش شدند زین قصہ	سامعین را نہ دل شدہ مرغوب
سال طبعش چو خواستم حیرت	از دل آمد ندا عبارت خوب

سنہ ۱۲۸۱ ہجری

از حکیم سید محمد لقمان حیدر صاحب فقیر تخلص شریک جلسہ

چون عجیب آمدہ گلہاے کلام	چون از و پر شدہ دامان سخن
سال تصنیف رقم کرد فقیر	از سر ہوش گلستان سخن

سنہ ۱۲۸۱ ہجری

از سید فرزند علی صاحب منیری صوفی تخلص

لکھا جو حسن از ور سخن آرام دل قصہ	نئی وہ داستان ہی اور کیا عمدہ فسانا ہے
بلا کی بندش آفت کی عبارت قہر کا مضمون	سمند طبع کو ہر فقرہ اوسکا تازیانا ہے
کیا ہی شکرستان صفحہ کو شیرین زبانی سے	سخن ہی طوطئ جادو بیان کا یہہ ترانا ہے
کہوں تاریخ مین اسکی ملا اسمین مزا صوفی	فسون ہی سحر ہی کیا جانفزا دلکش فسانا ہے

سنہ ۱۲۸۱ ہجری

ایضاً

کیا خوب سخن نے واہ افسانہ کہا اچھا	دلسوز حکایت ہی دلچسپ عبارت ہے
انداز سخن دیکھو اعجاز سخن دیکھو	کیا زور طبیعت ہے خالق کی عنایت ہے
کیا عمدہ مضامین ہین جو قابل تحسین ہین	کیا عمدہ اشارت ہی کیا طرفہ کتابت ہے
تاریخ لکھون صوفی دل خوب لگا اس مین	کیا اچھی عبارت ہی کیا اچھی حکایت ہے

سنہ ۱۲۷۹ ہجری

قطعهٔ تاریخ از افکار گهربار جناب مولوی سیّد باقر علی صاحب رونق بخش قصبهٔ آره ضلع شاه آباد

بنامیزد چه رنگین داستانے
بگاهِ سیر در چشم تماشا
رباید دل ز پیکاران پرفن
شرافت خانه زادِ خاندانش
بهر بزم شود سرگرم تقریر
ذکی الفطرتی کاندر مشاهیر
حسینے سه رخی نازک ادائی
پی تفتیش تاریخ سر انجام

که شد جاری ازو بحر فصاحت
رسد از برقِ حسنِ او صد آفت
زانداز و ادا ناز و اشارت
درخشان نیرِ اوجِ سیادت
شود بلبل چو گل محوِ سماعت
رسد از بو علی بوئے عبادت
فروغ عارضِ لطف و محبت
چو سر بردم فرو در جیبِ فکرت
چه زیبا مصرعی رنگین و دلکش

خرامان نوجوانان معانی
نه افسانه فسونِ عشق گر سحر
چکید از نوکِ کلکِ خواجهٔ ما
دبیرے شاعرے رنگین بیانی
بهر علم و فنون علامهٔ دهر
لطیفے بذله گوئی نکته سنجی
چه دارد لذتِ شیرین کلامش
بعد زین بوده ام حیران که هاتف
زهی سرچشمهٔ حسن و لطافت
۱۲۸۱ھ

بباغِ صفحه اش با صد نزاکت
کند تاراجِ صبر و هوش و طاقت
که رخشند از رخش نورِ صباحت
دلیقی افصحی سحبان طلاقت
بصرف و نحو و معنی و بلاغت
چراغِ بزمِ اربابِ براعت
که در لب چسپد از نوش حلاوت
بگوشم داد نوید از روی بهجت

قطعهٔ تاریخ از طبع بلند جناب سید محمد افضل صاحب امین درجهٔ اول عدالت دیوانی خضر تخلص شریک جلسه

دانش آگاه خواجه فخر الدین
آن ضمیری ضمیرِ شائی شان

صاحبِ علم و شاعرِ کامل
آن ظهوری و ثانی بیدل
سال تاریخ آن بدل گفتم

آن نظامی نظام و فیضی فیض
چون رقم کرد قصهٔ نادر
گشته طبع احسن القصص اول
۱۲۸۱ھ

آن نظیر نظیر و عرفی دل
شادمانی به خضر شد حاصل

قطعه از جناب خواجه سید علی اکبر صاحب مد ظله عم حقیقی مصنف ملازم سرکار شاه اوده مقیم کلکته شیدا تخلص

شاعرِ نازک خیال و ذی شعور
نسبتے خردی بمن دارد همی

عاقل و فرزانه و ذی علم و فن
بر کمالِ او فدا شد جانِ من
شیدا دیگر مجو تاریخِ آن

خواجه فخر الدین حسین این نامِ او
قصهٔ دلکش چنان تحریر کرد
از سرِ الهام گو شیرین سخن
۱۲۸۱ھ

آن تخلص خوب میدارد سخن
صبر رخصت شد ز شیخ و برهمن

قطعه از منشی عطا حسین صاحب وکیل عدالت عطا تخلص شریک جلسه

جب چھپا قصہ سرورِ سخن
دل احباب باغ باغ ہوا
ہوا مشہور جب فروغ اسکا
دشمنوں کی لوں پہ داغ ہوا

طبع سے ای عطا ہوئی فرصت
مادہ سال کا فراغ ہوا
۱۲۸۱ھ

قطعۂ تاریخ از منشی بالکرام صاحب فتنی تخلص شریک جلسہ

حضرت والا خواجہ صاحب نے | ایک قصہ کیا ہی تازہ رقم | اوسکی تاریخ طبع ای منشی | سال فصلی ہے نیر اعظم ۱۲۷۱ھ

قطعۂ تاریخ از منشی علی حیدر صاحب انگریزی دان حیدری تخلص شریک جلسہ

چون کتاب سخن بصد خوبی | طبع گردیدہ ہست خاطر خواہ | بے سر حیدر حیدری سالش | کرد انشا شگفت غنچہ جاہ ۱۲۶۴ھ

الحمد للہ رب العالمین

خاتم الطبع

تقریظ نثر نثار نتیجہ افکار ابکار شاعر بے عدیل سخندان نبیل برگزیدۂ کونین

مقبول ازلی میر مومن حسین متخلص بہ صفی

حمد خداوند شش جہات خالق مخلوقات جل جلالہ سے کسکی مجال کہ حق اوسکا ادا کا دعوی کرے اور نعت سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ و آلہ سے کسکا منہ کہ عہدہ برائی کا دم بہرے فلزم ان نختمر الکلام علی الحمد لین ونامتہما من سواد العینین نظم سبحانک یا من خلق الجنۃ و النار ⁂ سبحانک یا من ظہر الابرار و الاحرار ⁂ یا خالقنا عمل وسلم لنبیک ⁂ واغفر الصفی وہو عصی انت لغفار ⁂ اما بعد صفی ہمیغز سراپا پوست خدمت مین احباب قصص دوست کے ہدیہ رسان نیاز ہے من بعد بہ محض ہمہارتے وشکستہ عبارتے مدعا طراز ہے چونکہ اکثر اشخاص کی طبیعت طرف افسانہ یا اشعار عاشقانہ کے مائل ہوتی ہے کہ تفریح روح اور فرحت دل حاصل ہوتی ہے بہت لوگون نے قصے تالیف کیے دفتر کے دفتر ترتیب دیئے لیکن السحال نظم ونثر مین رونق انجمن سید فخر الدین حسین المتخلص بہ سخن نے ایک فسانہ نادر زمانہ ایسا تصنیف کیا کہ بڑے بڑے عالی ہمتون کا حوصلہ پست کر دیا قصص ماضیہ گرد ہو گئے داستان گویونکے چہرے زرد ہو گئے فسانہ کیا ہے بوستان ہے مصنفون کو بہار حاسدون کو خزان ہے سبحان اللہ کیا کتاب ہے اول سے آخر تک لاجواب ہے نام اسکا سرور شش سخن ہے غارتگر ہوش سخن ہے شاہزادہ آرام دل اور حسن افروز شاہزادی کی کہانی ہے پردا ز سخن تصویر ہے گویا مرقع بہزاد وارزنگ مانی ہے اب مؤلف موصوف نے صاحب زر و زور خداوند نعمت منشی نول کشور دام اقبالہ سے درخواست کی کہ آپ اسکو اپنے مطبع مین چہپوائین تاکہ تمام خاص وعام اس فسانہ ندرت

الضمام کے لطف اوٹھائین سبحان اللہ کیا بات ہے نور علی نور کا اثبات ہے جیسی کتاب لاجواب ہے ویسا ہی مطبع بھی انتخاب ہے چشم بد دور وہ چھاپہ خانہ محسود زمانہ جسمین سیکڑون کارپردازان بیمثل و یگانہ سب اپنے اپنے کام مین ہوشیار حقیقت مین یکتاے روزگار ہین کاتبان جواہر نگار اور مصوران بہزاد کار اور نصرانیان روح روح اور نقاشان جان لوح اور مصححان ماہر فن و صحت کوش اور طباعان طباع وذی ہوش اور مصلحان سنگ صلاحیت رنگ وغیرہ کارگزار ہین طبعخانہ سنگی کے برشک صفائی سنگ سے سنگہاے قمر پر شرار ہین کارخانہ سر بلی سے جوہر آئینہ وار آشکار ہین اوس وقت سے جب کہ طباع دفتر کائنات نے ایک حرف کن سے دو ورقہ کونین کو شکنجۂ چرخ دوار مین کھینچا صفحۂ زمین پر خط غبار کا ڈہنگ اور تختۂ گلشن پر تحریر گلزار کا رنگ پیدا کیا ایسا مطبع مطبوع الطبع آج تک چشم تصور کو بھی دکہائی نہین دیا الغرض اس مطبع فیض منبع مین افسانہ سروش سخن اس آب وتاب سے کے ساتھ چھپکر تیار ہوا کہ ستارہ مشتری نقطے نقطے کا خریدار ہوا سیاہی مین حسن تحریر سے نور کا جلوہ آشکارا ہے ہر دائرہ ہلال ہر نقطہ ستارا ہے صفحۂ قرطاس پر تحریر مسلسل نمودار ہے گویا یار کے رخسار پر زلف پرشکن کی بہار ہے شعر مرغولہ گیسو سے پری کا نہین سودا + ہم طرۂ تحریر پہ لہرائے ہوئے ہین + مصححین نے غلطی کے اندھیرے کو نور تصحیح سے بدلکر کتاب کو بیاض صبح صادق بنا دیا چھاپنے والون نے حرف حرف کو ناصیۂ قرطاس کے واسطے سرنوشت کے موافق بنا دیا۔ الٰہی یہ فسانۂ دلکشا احباب قصص آشنا کو مرغوب رہے باعث تفریح قلوب رہے مالک مطبع موصوف ابد الآباد خرم و شاد رہین اہلکاران مطبع رنج والم کی قید سے آزاد رہین آمین دعائی یا ارحم الراحمین و صلی علی محمد و آلہ اجمعین

تاریخ انطباع لراقمہ

طبع گردید تا سروش سخن	از سروش آمد این بگوش سخن	سال طبعت سر ہوش سخن سنہ ۱۲۸۱ ہجری	باز تاریخ سر بگوش سخن سنہ ۱۲۸۱ ہجری

تمت